BROWN BOOK

THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL LIBRARY
OU_226335
UNIVERSAL LIBRARY

الاسلام یعلو ولا یعلیٰ

مقالہ اولی بابت ماہ رجب سنہ [illegible] ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ
عمدة المحققین جناب مولانا محمد قمر الدین مدظلہ منجملہ مقالات رسالہ ماہوار

مآل التہذیب

جو مسلمانون کو نیچر پرستون کے مکر وفریب سے اور نیچرون کو نیچر کے دھوکے سے
بچانے کے لیے بہ تعمیل ارشاد حضرت مصنف مدظلہ العالی

مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم صل على سيدنا محمد وعلى آله واصحابه وسلم

اللهم أيد بأيدك وانصر بنصرك امام المسلمين وامير المؤمنين وظلك على
رؤس العالمين الذى دانت لسلطان حبه رقاب قلوب المؤمنين و
المؤمنات شرقا وغربا وزانت بعقيان طوعه جياد صنوف المسلمين
والمسلمات عجما وعربا وهو السلطان ابن السلطان ابن السلطان
السلطان عبد الحميد خان

اللهم يا واضع الرفيع ويا رافع الوضيع عليك بعداته من الضالين المكذبين
وعليك بشناته من المشركين الظلمين ـ اللهم يا حى يا قيوم يا مليك
يا حكيم بارك فى عمره وعلمه وملكه وحكمه يا على يا عزيز يا جليل اجعل به
لواء الاسلام اعلى واعز واجل ـ ولواء الكفر ادنى واخس واذل ـ فانك على كل
شئ قدير ـ وباجابة الدعوات الصالحة المصلحة جدير ـ
اللهم اهد قلبى الى ادراك حقائق الاشياء كما هى ۰ واحفظ فكرى عن
الوقوع فى الملاعب والملاهى ۰ واجعل لسانى ناطقا بالحق الصريح ۰
وساكتا عن الباطل القبيح ۰ واجعل قلمى سيفا من سيوف الحق وسنانا
من اسنة الاسلام ۰ لاقطع به عنق مكر حملة الصلبان واثرى به بطن فساد
عبدة الاصنام ۰ اجب يا مجيب الدعوات بجاه سيد المرسلين وبوجوه
آله الكرام واصحابه العظام ۰

قولہ اللّٰھم صل الخ ای خدا رحمت اور سلام بھیج ہمارے سردار محمد پر اور اونکے آل و اصحاب پر۔ ای خدا اپنی قوت سے قوی کر اور اپنی نصرت سے منصور کر مسلمانونکے امام اور امیر کو جو تیری رحمت کا سایہ ہی اہل عالم کے سر پر۔ وہ جسکی محبت کے غلبے نے مشرق اور مغرب مین مومنین اور مومنات کی گردنون کو جھکا لیا ہی۔ اور وہ جسکی اطاعت کے کنٹھے نے کل عرب اور عجم کے مسلمانونکے گلون کو آراستہ کیا ہی۔ وہ خود شہنشاہ اوسکا باپ شہنشاہ اوسکا دادا شہنشاہ اعنی سلطان عبد الحمید خان۔

ای بلند کو پست کر دینے والے ای پست کو بلند کرنیوالے اوسکے اون دشمنون کی خبر لے جو گمراہ ہین اور سچے غیر دین کو جھٹلاتے ہین۔ اور اوسکے اون بدخواہون کو سمجھ جو شرک اور ظلم کرتے ہین۔ ای خدا ای ابدی حیات والے ای قیام و ثبات والے ای حکومت اور حکمت والے برکت دے اوسکی عمر مین علم مین ملک مین اور حکم مین۔ ای بلند ای غالب ای بزرگ اوسکے سبب سے اسلام کے نشان کو بلند اور عزت اور جلال بخش۔ اور کفر کے نشان کو پست اور کمینہ اور ذلیل کر اسلیے کہ تو ہر چیز پر قابو رکھتا ہی اور درست اور درستی کرنیوالے دعاؤن کے قبول کرنیکا سزاوار ہی آی خدا میرے دل کو چیزون کے حقائق کیطرف کما حقہ رہنمائی کر میری فکر کو لہو و لعب کے خیالات مین پڑنے سے محفوظ رکھ میری زبان کو حق صریح کے ساتھ گویا کر۔ باطل قبیح کے بولنے سے روک لے اور میرے قلم کو حق مذہب کی تلوارون مین سے ایک تلوار اور اسلام کے نیزون مین سے ایک نیزہ بنا کہ میرے اوس سے صلیب بردارون کے مکر کی گردن کاٹون اور بت پرستون کے فساد کا پیٹ پھاڑون۔ آی دعاؤن کے قبول کرنیوالے میری اس دعا کو پیغمبرون کے سردار کے طفیل سے اور اوسکے آل و اصحاب کے طفیل سے قبول کر۔

وقت آنست کہ اسلام بشمشیر قلم — گردن کفر و سرزور و دل قوم دژم
بزدود و زدو انگاہ بصد عز و علا — جزیہ تازہ نہد بر ہمہ ادیان و امم
وقت آنست کہ بر شور نواقیس کنشت — صولت تازہ کند صوت اذانہای حرم
وقت آنست کہ بر مسند دلہاے فرنگ — جاے اوہام نشینند عروسان حکم
وقت آنست کہ اسلام نہد بہر فرنگ — پُر ز الوان طبقہاے حکم خوان کرم
وقت آنست کہ بر تازہ ترین طرز کند — کلک اسلام معانی دل افروز رقم
وقت آنست کہ با نیز چو ولفرڈ بلنٹ — ترس از طرس بسازیم و خنا جز ز قلم
وقت آنست کہ با مشعل تبیان بلیغ — دور سازیم ز دلہای جہان ظل ظلم
وقت آنست کہ از جہد تہذیب فرنگ — رنگ تزویر نشود شستہ بر شمات قلم

اما بعد کمترین بندگان رب العالمین محمد قمر الدین اپنی قوم کی زبان بنکر کہتا ہے کہ جب مسٹر بلنٹ بالقابہ نے (بزعم خود) ہماری دینی اور دنیوی خلقی اور ملکی حالت کی اصلاح کیواسطے ایک مدت تک محنت اور مشقت اوٹھا کر اپنے معلومات اور تجارب کو ایک خاص ترتیب سے مرتب کیا اور **فیوچر آف اسلام** نامی ہدایت نامہ کل مسلمان قومون کے لیے عموما اور ہندوستانی مسلمانون کیواسطے خصوصا شائع فرمایا اور ہم سبکو اپنے نزدیک سیدھی اور سچی راہ پر لانے کی غرض سے یہ سب درد سر اختیار کیا تو واجب ہوا کہ اونکے اس احسان کے جلدو مین ہم مسٹر بلنٹ اور اونکی قوم کو اوس راہ راست پر چلنے کی ہدایت کرین جسکی راستی اور استقامت پر خود اونکے اور ہمارے پیشوا حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام نے گواہی دی ہے۔ مسٹر بلنٹ نے ہمکو ہماری مجموعی حالت کی اصلاح اور حفظ نظام کیواسطے جسقدر تدبیرین بتائی ہین گو وہ اس قابل ہرگز نہین کہ اونکی بابت ہم مسٹر بلنٹ اور اونکی قوم کا شکریہ ادا کرنے پر

مجبور ہون - بلکہ وہ سب تدبیرین ایسی ہین جنکو پڑھکر اور سمجھکر ہر ایک مسلمان شخص قوم انگریز کا عموماً اور مسٹر بلنٹ کا خصوصاً دلی دشمن ہو جاے اور اگر زمانیکی ناسازگاری اوسکو اونکی دشمنی کی اجازت ندے تو بر سبیل تنزل وہ اونکی دوستی اور موافقت سے بالکلیہ روگردان ہو جائے - اور اگر مصالح انتظامیہ اور ضرورت معاشیہ کی روسے یہ بھی نکر سکے تو کم سے کم اونکی محنت اور مشقت کا شکریہ ادا کرنیسے الگ رہے اور خاموشی اختیار کرے اسلیے کہ مسٹر موصوف نے ہمکو ہماری اصلاح کیواسطے جسقدر تدبیرین اور حیلہ بازیان تعلیم کی ہین گو بظاہر اون سب کا رخ ہماری بہتری کیطرف ہے مگر درپردہ ہماری بیخکنی اور قلب نظام کے لیے بھی عمدہ سے عمدہ وہی تدبیرین ہین اور یہ بھی معلوم ہے کہ مدبر کو ان تدبیرات کا بیخکن ہونا اول سے ملحوظ تھا اور اوسنے دوست بنکر ہمارے ساتھ وہ حرکت کی جو دوستی کی شان سے کوسون دور ہے -

اِقْرَأْ كِتَابَكَ وَاعْتَبِرْهُ قَرِيبًا
فَكَفَىٰ بِنَفْسِكَ لِي عَلَيْكَ حَسِيبًا

أَكَذَا يَكُونُ خِطَابُ إِخْوَانِ الصَّفَا
إِنْ أَرْسَلُوا جَعَلُوا الْخِطَابَ خُطُوبًا

مَا كَانَ عُذْرِي إِنْ أَجَبْتُ بِمِثْلِهِ
أَوْ كُنْتُ بِالْعَتْبِ الْعَنِيفِ مُجِيبًا

لَكِنَّنِي خِفْتُ انْتِقَاصَ مَوَدَّتِي
فَيَعُدُّ إِحْسَانِي إِلَيْكَ ذُنُوبًا

پس جس صورت مین کہ مسٹر موصوف نے ہم جیسی غیور قوم کے ساتھ دوستی کے پیرائے مین دشمنی کی تو واجب تھا کہ ہم اونکے ساتھ وہ کرتے جو اونکے عمل اور ہماری غیرت کا مقتضا تھا - مگر چونکہ ہم ایک ایسی قوم مین ہین جسکا حوصلہ فراخ اور ہمت عالی ہے جسکا باطن مروت اور فتوت سے معمور اور خساست

لہ قولہ اقرأ الخ اپنے کارنامہ کو پڑھکر دیکھ اور اوسی سے عبرت لے اسلیے کہ مین تجھسے دور ہون اور وہ تیرے پاس ہے جب تو اوسے دیکھیگا تو ہماری طرف سے تجھسے محاسبہ اور مواخذہ کرنے کو وہی کافی ہوگا - کیا بھلے مانسون کی ایسی ہی گفتگو ہوتی ہے کہ جو بات کرین اوس سے جھگڑا ہی کھڑا ہو - ہم اگر اوس کتاب کا ویسا ہی جواب دیتے جیسی وہ ہے یا اوس سے بڑھکر سخت اور تلخ جواب دیتے تو یہ ہمارا حق تھا اور ہمین اس سے کوئی امر مانع نتھا - مگر ہمنے اس بات کا اندیشہ کیا کہ اگر ہم ویسا ہی کہین گے جیسا تمنے کہا ہے تو ہماری تمہاری دوستی مین فرق آئیگا - اور ہمارے احسانات جو تمپر ہین سیئات شمار کیے جائینگے +

ودنارت سے خالی ہی اور جسکا تمامتر اعتماد اور بھروسا اپنے اوس خالق ومالک پر ہی جسکو بنے ہوے کے بگاڑنے اور بگڑے ہوے کے بنانیمین نہ دیر لگتی اور نہ دقت ہوتی ہی۔ لہذا ہمنے سٹر بلنٹ کی دراندازیون سے کچھ اندیشہ نکیا اوسکی فساد انگیز کتاب کے اثر سے اصلا پروانکی بلکہ اوسکی تحریر کے خبث باطن سے قطع نظر کرکے اوسکے حسن ظاہر کی مدح سرائی اور شکرگزاری پر آمادہ ہوگئے اور اوسکے ناہنجار کردار کی سزا دینے کیواسطے کمربستہ نہوے اور کیونکر نہو کہ خداوند عالم نے ہمکو وہ دولت دی ہی جو علاوہ بیمثل اور بیبدل ہونیکے ابدی اور لازوال بھی ہی۔ اور وہ نعمت دی ہی جو نہ ہمسے پہلے کسی قوم کو ملی تھی اور نہ ہمارے بعد کسیکو ملیگی اور اسی دولت کی بناپر ہم محسود ہین اور کل قومین ہماری حاسد ہین اور اوسیکی بناپر ہم اپنے نوعی بھائیون کی امداد سے مستغنی اور اونکی ایذا پر صابر ہین بلکہ ہم درخت باردار کے مانند ہین جو کوئی ہمکو پتھر مارتا ہی ہم اوسکو میوہ کھلاتے ہین اور ہم دریا کے مثل ہین جو کوئی اپنے بدن کی آلودگی ہم مین ڈالتا ہی ہم اوسکو پاک کرتے ہین ہم زمین کے موافق ہین جو کوئی ہمارا پیٹ پھاڑتا ہی ہم اوسکو اوسکی زندگی کا سرمایہ یعنی پانی اور اناج عطا کرتے ہین اور ہم ہوا کی طرح ہین جو اوڑا ہمکو جھکولے دیتا ہی ہم اوسکے گھبرائے ہوے دلکو راحت پونہچاتے ہین۔

وَنَحْنُ كَمَاءِ الْمُزْنِ مَا فِي نِصَابِنَا ... كَهَامٌ وَلَا فِينَا يُعَدُّ بَخِيلُ

إِذَا سَيِّدٌ مِنَّا خَلَا قَامَ سَيِّدٌ ... قَؤُولٌ بِمَا قَالَ الْكِرَامُ فَعُولُ

وَمَا أُخْمِدَتْ نَارٌ لَنَا دُونَ طَارِقٍ ... وَلَا ذَمَّنَا فِي النَّازِلِينَ نَزِيلُ

مگر ہم مین آگ کی خاصیت بھی ہی کہ جب کوئی ہمکو حقیر سمجھکر بیجا استعمال کرتا ہی اوسکا گھربار جلاکر خاک سیاہ کردیتے ہین

لہ قولہ ونحن الخ ہم لوگ مثل آب باران کے پاک اور مبارک ہین + ہماری تلوارین کندی نہین اور ہماری قوم مین کوئی بخیل اور لئیم نہین۔ جب ہم مین سے کوئی سردار گزر جاتا ہی۔ تو اوسکی جگہ کوئی دوسرا زور آور اور زبان آور سردار قایم ہوجاتا ہی جو اگلے سرداروں کی کہی ہوئی باتون کو کر دکھاتا ہی۔ ہم فیاض اور مہمان نواز قوم ہین کبھی کسی رات کے آنیوالے مہمان نے ہمارے گھر کی آگ بجھی نہین پائی اور نہ کبھی کسی مہمان نے اپنے وطن جاکر ہماری مذمت کی

وَاِنَّا اُنَاسٌ لَا نَرَى الْقَتْلَ سُبَّةً ۔۔۔ اِذَا مَا رَاَتْهُ عَامِرٌ وَسَلُوْلُ
يُقَرِّبُ حُبُّ الْمَوْتِ اٰجَالَنَا لَنَا ۔۔۔ وَتَكْرَهُهُ اٰجَالُهُمْ فَتَطُوْلُ
وَنُنْكِرُ اِنْ شِئْنَا عَلَى النَّاسِ قَوْلَهُمْ ۔۔۔ وَلَا يُنْكِرُوْنَ الْقَوْلَ حِيْنَ نَقُوْلُ
وَاَيَّامُنَا مَشْهُوْرَةٌ فِيْ عَدُوِّنَا ۔۔۔ لَهَا غُرَرٌ مَشْهُوْرَةٌ وَحُجُوْلُ
وَاَسْيَافُنَا فِيْ كُلِّ شَرْقٍ وَمَغْرِبٍ ۔۔۔ بِهَا مِنْ قِرَاعِ الدَّارِعِيْنَ فُلُوْلُ
مُعَوَّدَةٌ اَنْ لَا تُسَلَّ نِصَالُهَا ۔۔۔ فَتُغْمَدَ حَتّٰى يُسْتَبَاحَ قَبِيْلُ

مسٹر بلنٹ نے ہماری قوم کیواسطے فیوچر آف اسلام نامی جو ہدایت نامہ بھیجا ہی وہ ایسا ہی کہ اگر ہم اوسکے وہی مسائل کو اونکے مزوّر دلائل کی روسے مسلم رکھکر خدا نخواستہ عمل مین لائین تو ہماری دنیا اور عقبی دونون برباد جائین اور ہم اب اونکی قوم کیواسطے **مآل التہذیب** نامی ہدایت نامہ بھیجتے ہین خدا نے چاہا تو وہ ایسا ہوگا کہ اگر اونکی قوم کو کلاً یا بعضاً توفیق اور سعادت مساعد ہوگئی اور وہ اوسکے یقینی مسائل کے موافق جنکا ثبوت براہین قطعیہ سے کیا گیا ہی کاربند ہوئے تو اونکی عاقبت اونکی دنیا سے بہتر ہو جائیگی اور اوسوقت وہ سمجھینگے کہ مآل التہذیب مسٹر بلنٹ کے بئس العمل کا نعم البدل تھا ہمنے فیوچر آف اسلام کو بئس العمل اسلیے کہا کہ اوس پوری کتاب مین اول سے آخر تک مسلمانونکی بقیہ قوت اور رہی سہی شوکت کے برباد کرنے کی راہین اور تدبیرین کسی مقام پر انگریزون کو اور کسی جگہ خود مسلمانونکو بتائی گئی ہین

قولہ وانا الخ ہم وہ لوگ ہین کہ حفظ دین اور حفظ آبرو کیواسطے لڑائی لڑنے کو عار نہین سمجھتے + اگرچہ ہمارے مخالفین لڑائی کو ہرحال مین عار جانتے ہین + شہادت کا شوق (جو دین حق کی نشانی ہی) ہمارے موتون کو قریب کر دیتا ہی + اور ہمارے مخالفین چونکہ موت کو مکروہ جانتے ہین اسواسطے اونکی زندگانی کا زمانہ دراز ہو جاتا ہی + اور ہم اگر چاہین تو لوگون کی بات کو اولٹ دین اور کسی کا کہنا نہ مانین + لیکن یہ کسیکی مجال نہین کہ ہم ایک بات کہین اور وہ اوسکو نمانے + ہماری لڑائیونکے واقعات ہمارے دشمنون مین مشہور ہین اور ہماری تلوارین (جنسے ہمنے اطراف عالم مین بڑے بڑے زرہ پوشون کی گردنونکو کاٹا اور جنکی دھارونمین کاٹنے کا نشان دانتے پڑگئے ہین) اسبات کے خوگر ہین کہ جبتک گردن زدنی لوگونکا استیصال نہو جائے وہ میان مین نرکھی جائین ١٢

اور بااینہمہ مصنف کا ادعا یہ ہی کہ وہ اسلام اور مسلمانون کا خیرخواہ ہی پس ایک ایسے شخص سے جو بذات خود مسلمانون کا نمکخوار اور خیر خواہی کا دعویدار ہی اونکے حق مین مکر اور تزویر کا صادر ہونا بئس العمل نہین تو کیا ہی۔ اور مآل التہذیب کو نعم البدل اسلیے کہا کہ اوسکے سلسلۂ تالیفی مین اول سے آخر تک قوم انگریزکی خیرخواہی ملحوظ رہیگی اور اونکو فلاح اخروی کے نہایت شائستہ طریقے جنکے وہ محتاج ہین تعلیم کیے جائین گے۔ بیان مذکور کی تصدیق مین اگر کسیکو تامل ہو تو وہ ایک نظر فیوچر آف اسلام کو بصیرت اور غور کے ساتھ دیکھلے اور مآل التہذیب کو ہمیشہ بحفظ تسلسل دیکھتا رہے جب دونونکو سمجھکر باالاستیعاب دیکھلیگا ہمارے مدعای مذکور کی تصدیق بلا التماس والتجا اوسکے ناظر دل مین خود فرو کش ہو جائے گی وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ ط

مآل التہذیب کی وجہ تسمیہ اور اوسکی تالیف کا منشا

اس نام مین لفظ التہذیب کا الف ولام عہد کیواسطے ہی اور تہذیب سے مراد وہ ظاہری شائستگی ہی جو فی زماننا اقوام یوروپ مین اور اہل یوروپ کے ایشیائی مقلدین مین بطور ایک مذہب کے رائج ہی اور جسکو وہ اپنی اصطلاح مین سویلیزیشن کہتے ہین۔ رسالۂ ہذا مین اوسی تہذیب کی ماہیت اور مآل سے بحث کیجایگی جسکا مترادف لفظ سویلیزیشن ہی اور حقیقی تہذیب جسکو انبیا کی اصطلاح مین اسلام کہتے ہین محتاج اسکی نہین کہ اوسکا مآل اور انجام ہم قلمبند کرین اسلیے کہ اوسکا خاتمہ جس مبارک حالت پر ہونے والا ہی خود خداوند عالم نے اوسکا بیان کر دیا ہی۔

رسالۂ ہذا کی تصنیف اور اشاعت سے ہمارا اصلی مقصد یہ ہی کہ یوروپ کی دلفریب اور رنگ آمیز تہذیب کی اون رخنہ اندازیونکو روکین جو اس تہذیب کی طرف سے بعض ضعیف الاعتقاد اور بی علم مسلمانونکی ایمانی دیوارون مین واقع ہو رہی ہین۔ اور نیز یہ منظور ہی کہ مسٹر بلنٹ اور بعض دوسرے اشخاص

یوروپ نے قانون اسلام پر جو غافلانہ نکتہ چینیان کی ہین اور کر رہے ہین اونکا جواب دیا جائے
اور یہ بھی ملحوظ ہی کہ اہل تہذیب کو مسائل طبعیہ یعنی نیچر[1] کے مکرون سے ڈراکر اسلام کی صراط مستقیم
کیطرف ہدایت اور رہنمائی کیجائے۔ شاید ہماری تحریر کے ذریعے سے خداوند کریم اونمین سے
کسیکو اسلام کی لازوال دولت نصیب کرے وما[2] ھذا علی ربنا بعسیر وھو بھدایۃ
العباد جدیر۔ قبل ازین کہ ہم دین تہذیب کے عیوب اور نقائص پر کلام کرین مناسب
ہی کہ اوسکی حالت کذائی کا خاکا کھینچکر ناظرین کو اوسکی ماہیت سے واقف کردین تاکہ انکو
وقوف اور بصیرت کے مدد سے آیندہ مباحث کے سمجھنے مین دقت اور پڑھنے مین بی لطفی نہو

مذہب تہذیب کے اصول اور ارکان

یہ جدید مذہب اور نیا دین جسنے یوروپ کے پُرانے مذاہب کو شکست دیکر خود اہل مغرب کے
دلون پر تسلط کیا ہی اور جسکو اہل مغرب سویلیزیشن اور اہل مشرق تہذیب کہتے ہین چار رکنون پہ
مبنی ہی۔ رکن اول نیچر پرستی دوم آزادی سوم قومی ہمدردی چہارم رفاہ[3] جوئی

رکن اول کی تعریف اور توضیح

تم دیکھتے ہو کہ اس عالم مین ہر ایک چیز جسمانی ہو یا روحانی ایک یا کئی جداگانہ خاصیتونکے
ساتھ مخصوص ہی پانی مین رقت[4] سیلان تبرید اور ترطیب ہی یعنی وہ پتلا ہی نہ رُکنے
سے بہجاتا ہی گرم چیز کو سرد اور سوکھی شی کو تر کردیتا ہی۔ آگ مین حرارت اور یبوست ہی وہ سرد کو
گرم اور ترکو خشک کردیتی ہی۔ زید کا نفس ناطقہ مقاصد علویہ اور اخلاق الٓہیہ کے اکتساب

---

[1] مسائل طبعیہ سے مراد علم طبعیات کے وہ مسائل ہین جو بظاہر کار آمد معلوم ہوتے ہین اور در حقیقت شیطانی حبائل ہین جنسے وہ اکثر اوقات آدم کی اولاد کو راہ راست سے گمراہی کیطرف گھسیٹ لیجاتا ہی [2] یعنی یہ بات ہمارے پروردگار پر کچھ مشکل نہین اور وہ اپنے بندون کو راہ راست دکھانے کے سزاوار ہی۔ [3] رفاہ بکسر را ہماری اردو مین مستعمل ہی مگر غلط ہی اور صحیح لفظ رفاہت ہی بمعنی فراغ عیشی و خوشحالی غلط العام فصیح کے مضمون پر نظر کرکے ہمنے رفاہ کو استعمال کیا اور رفاہت کو چھوڑدیا۔ [4] رقت ۔ پتلاپن ۔ سیلان ۔ بہاؤ اور روانی ۔ تبرید ۔ سرد کرنا ۔ ترطیب ۔ تر کرنا۔

اور تحصیل کیطرف مائل ہی۔ اور بکر کا نفس مطالب سفلیہ اور اخلاق بہیمیہ کے حاصل کرنے مین ساعی اور سرگرم ہی۔ وہ کم کھانے کم بولنے اور یہ موٹا جھوٹا کپڑا پہن لینے مین لذت اور آسایش پاتا ہی اور پرخوری پرگوئی اور خوش پوشی سے حظ اوٹھاتا ہی وہ لذات فانیہ مین پڑنے سے نفرت اور احتراز کرتا ہی اور یہ ان لذتون مین پڑنے کیواسطے اپنی جان اور مال تلف کر رہا ہی پس وہ چیز جو ان جسمانیات اور روحانیات کو خاص خاص افعال اور صفات کے ساتھ مخصوص کر رہی ہی اوسیکو طبیعت اور نیچر کہتے ہین۔

مذکورۂ بالا بیان سے تم سمجھ سکتے ہو کہ رقت۔ سیلان۔ تبرید اور کل وہ افعال جو پانی سے صادر ہوتے ہین طبیعت مائیہ کے افعال ہین یعنی فاعل ان سب فعلون کا پانی کا نیچر ہی اور اسیپر قیاس کر لو آگ۔ ہوا اور مٹی کو یعنی جو کام آگ سے ظاہر ہوتے ہین وہ طبیعت ناریہ کے آثار ہین اور جو ہوا سے سرزد ہوتے ہین وہ طبیعت ہوائیہ کے افعال ہین اور جو خاک سے صادر ہوتے ہین وہ طبیعت ارضیہ کے اعمال ہین۔ اور علی ہذا القیاس گلاب۔ چنبہ۔ چنبیلی۔ کیوڑا۔ انبہ۔ امرود۔ انار۔ سیب اور ہر قسم کے پھولون اور پھلون سے جو خاص خاص افعال اور آثار ظہور مین آتے ہین وہ ان چیزون کی طبیعتون سے صادر ہوئے ہین مثلاً جو خاص قسم کی تفریح گلاب مین ہی اوسکا فاعل طبیعت وردیہ ہی اور جو تطییب چنبہ چنبیلی مین ہی اوسکا فاعل طبیعت یاسمینیہ ہی اور جو ترویح کیوڑے مین ہی اوسکا فاعل طبیعت کاذیہ[1] ہی اور اسی طرح پر جو غذائی یا دوائی اثر ان پھلون مین ہی فاعل اوسکا ان اثمار کی طبیعتین ہین اور نیز یہ تمام معدنیات مین ہی سنکھیا۔ گندھک۔ ہڑتال۔ شنگرف اور نوشادر کے افعال اور نیز سیماب سیم۔ زر۔ نحاس اور لوہے کے آثار کل ان اجساد[2] کی طبیعتون سے صادر ہوتے ہین اور یہی آئین عالم حیوانات مین جاری ہی۔ خون مین گوشت مین ہڈی مین اور پوست مین جسقدر تاثیرین

[1] کاذی کیوڑا۔ نسبت کیوقت یای ساکن کر جائیگی اور اوسکی جگہ یای مشددہ آجائیگی۔ [2] اجساد۔ جمع جسد وہ بھی جسم ہی مگر یا مستعمل مستعمل معدنیات جسم کے ساتھ خاص ہی۔

اور قوتین و دیعت رکھی ہین اون سب کا مبدا اور مصدر طبائع حیوانیہ ہین - اور یہی نظام اجرام[۱]
فلکیہ مین قائم ہی - آفتاب اپنی تابش اور تمازت سے بر و بحر کی پیداوار مین جو جو تاثیرین کرتا ہی موجد
اون تاثیرات کا طبیعت شمسیہ ہی اور ماہتاب اپنے نرم اور خنک نور سے خشکی اور تری کے
موجودات پر جو خاص خاص اثر ڈالتا ہی مؤثر طبیعت قمریہ ہی -

غرض اس عالم مین او پہلا نیچے جس جگہ اور جسوقت ہو کوئی فعل یا اثر یا حرکت ظاہر ہوا اوسکا
فاعل یا مؤثر یا محرک لامحالہ کسی جسمانی یا روحانی چیز کی طبیعت ہوگی رہی یہ بات کہ جسکو طبیعت اور
نیچر کہتے ہین اور جسکی طرف افعال آثار اور حرکات کو منسوب کرتے ہین وہ فی حد ذاتہ[۲] کیا چیز ہی آیا کوئی
جسم ہی یا جسم[۳] کا جزو ہی یا جسم کا عرض[۴] ہی یا کوئی اجنبی جوہر ہی سو اس باب مین اونکی تحقیق یہ
ہی کہ طبیعت ایک عدیمۃ الشعور قوت ہی جسکو ذی طبیعت کے ساتھ بدو فطرت اور آغاز آفرینش
سے ذاتی تعلق ہی یعنی نیچر ایک ایسی قوت ہی جسمین شعور اور ادراک مطلق نہین اور وہ جس چیز کی
قوت ہی اوسی چیز کے ساتھ اوسکا خمیر ہی نہ یہ کہ ذی طبیعت چیز علحدہ بنائی گئی ہو اور طبیعت
علحدہ بنا کر اوسکے ساتھ چپکا دی گئی ہو -

یہانتک نیچر کی تعریف اور تفسیر تھی غالباً ناظرین کو اس بیان سے نیچر کا فی الجملہ تخیل اور تصور آگیا ہوگا اب
نیچر پرستی کی ماہیت سُنیے اور وہ یہ ہی جہان مین جو کچھ ہوتا ہی وہ نیک ہو یا بد مفید ہو یا مضر خوب ہو یا زشت
حقیقی فاعل اور اصلی موجد اوسکا نیچر او رطبیعت ہی اور طبیعت گو کیسے ہی حیرت انگیز آثار اور افعال وجود مین

---

[۱] اجرام - جمع جرم بمعنی جسم ہی لیکن استعمال کی رو سے اجسام سماویہ کے ساتھ مخصوص ہی - [۲] فی حد ذاتہ یعنی اپنی حقیقت اور ماہیت مین - [۳] حکماء متکلمین کے نزدیک جسم ایسے اجزا سے مرکب ہی جنکا تجزیہ اور انقسام نہین ہو سکتا اور مشائین کے نزدیک صورت و ہیولی سے مرکب ہی پس بنا بر اختلاف مذہبین اس کے نزدیک کی شق ثانی کا مختصر مدلول یون ہوگا - طبیعت صورت جسمیہ ہی یا ہیولی ہی یا جزو لا یتجزی ہی - [۴] موجود ممکن دو قسم ہی ایک وہ جو بذات خود قائم ہو اوسکو جوہر کہتے ہین دوسرا وہ جو کسی کے سہارے سے قائم ہو سکے اور بذات خود اوسکا قائم ہونا محال ہو اوسکو عرض کہتے ہین - گرمی سردی خشکی تری سرخی زردی سبزی سیاہی سختی نرمی لنبائی چوڑائی اور کل وہ کیفیتین اور حالتین جو بذات خود مستقل ہو کر نہین موجود ہو سکتین اور جسم کے سہارے سے موجود اور متحقق ہوتی ہین وہ اعراض جسم ہین +

لائے مگر یہ نہ کہین گے کہ اوسنے اس فعل کے صادر کرنے مین کسی بالادست حاکم سے اجازت لی ہی یا کسی بڑی قدرت والے حکیم سے تدبیر سیکھی ہی بلکہ ہر چیز کی طبیعت اپنے خاص کام مین دوسرے کی اجازت سے مستغنی اور تعلیم سے بی پرواہی اور کوئی چیز طبیعت کے کامون مین مزاحم اور مخل نہین ہوسکتی مگر دوسری طبیعت جیسے آگ کو اوسکی خاص تاثیر سے کوئی شی مانع نہین ہوسکتی مگر پانی یا مٹی یا اور ایسا جسم جسکا نیچر آگ کے نیچر پر غالب ہو۔

بلا قصد تشبیہ عقیدۂ طبعیہ یعنی نیچر پرستی کا اعتقاد مذہب تہذیب کا ایسا رکن ہی جیسا عقیدۂ توحید دین اسلام مین بس جس طرح پر عقیدۂ توحید کی محصل عبارت ہی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ویسے ہی عقیدۂ طبعیہ کی ملخص عبارت لَا مَوْجُوْدَ وَلَا مُؤَثِّرَ اِلَّا الطَّبِیْعَةُ ہی یہ رکن اول کا نہایت مختصر اور مجمل بیان تھا انشاء اللہ تعالی اسکی تفصیل آل التہذیب کے آیندہ مقالات مین آئے گی۔

رکن دوم کی تعریف اور توضیح

انسان جبتک قید حیات مین ہی وہ آزاد مطلق ہرگز نہین ہوسکتا اور اوسکا دل قید تعلقات کے کسی طرح نہین چھوٹ سکتا اور اوسکے خیال کا رشتہ جو خارستان علائق مین اولجھ رہا ہی کسی تدبیر سے نہین سلجھ سکتا گو اوسکو اور کسی چیز سے تعلق نہ رہے مگر جبتک جیے گا اپنی جان شیرین کے ساتھ اوسکو ضرور علاقہ رہے گا پس یہ بات بہت مشکل ہی کہ اہل تہذیب کا ادعای آزادی بلا تنقیح تسلیم کیا جاے لہذا ہم اول مفہوم آزادی کی تعریف اور تقسیم کرینگے اور پھر تہذیبی آزادی کو سمجھائینگے۔

؎۱ یعنی کوئی موجود موجودات عالم مین سے عبادت اور پرستش کے سزاوار نہین مگر وہی ایک ذات پاک جسکا نام مقدس اللہ ہی واضح رہے کہ بعض حکماء صوفیہ نے جو حقیقت کا مشاہدہ پہلے کر لیتے ہین اور فرماتے ہی ہین اِلٰہ منفی سے طبیعت مراد لی ہی یعنی آدمی مومن اوسوقت ہوسکتا ہی جب طبیعت کے موثر اور فاعل ہونے سے بدل منکر ہوجائے اور ہر چھوٹے بڑے اثر کو دیکھکر یقین کرلے کہ موثر اسکا اللہ تعالی ہی مثلاً جب پانی پینے اور کھانا کھانے سے بھوک پیاس جاتی رہے تو دل سے عقیدہ رکھے کہ اسمین پیاس اور بھوک کو پانی اور روٹی نے نہین بجھایا بلکہ خدا کے حکم نے ان دونون کیفیتون کو دفع کردیا ہی پانی اور روٹی محض اوس حکم کے عنوان تھے اور اسی قیاس کر تو ہر چیز کو ؎۲ یعنی عالم وجود مین کوئی ایسا نہین جو کسی چیز کو عدم سے وجود مین لاسکے یا کسی موجود چیز مین کوئی اثر کرسکے مگر وہی ایک عدیمۃ الشعور قوت جسکو طبیعت اور نیچر کہتے ہین اب سمجھ لینا چاہیے کہ مومن اور مہذب مین کیا نسبت ہی۔

چونکہ آزادی ضد پابندی ہی اور کوئی چیز بغیر اپنی ضد کے واضح اور ظاہر نہین ہوسکتی ناچار اول تعلق اور پابندی کا مختصر ذکر کیا جاتا ہی۔ انسان کے دل اور خیال کی گردن بیشمار رسیون سے بندھی رہی ہی اور اون رسیون کو عرف مین تعلقات کہتے ہین یہ تعلقات باعتبار اپنے مناشی[1] اور اسباب کے پانچ قسم ہین جانی۔ مالی۔ ناموسی۔ دینی اور عرفی جانی تعلقات وہ ہین جو حفظ جان کے سبب سے پیدا ہوتے ہین مالی وہ ہین جو مال کے جمع اور نگہداشت سے ظاہر ہوتے ہین اور علی ہذا ناموسی دینی اور عرفی وہ ہین جو پاس ناموس پاس دین اور پاس رسوم عرفیہ سے وجود پکڑتے ہین آدمی چاہتا ہی کہ اپنے مخالف اور بدخواہ کی گردن اوڑا دے مگر حفظ جان کے ڈورے نے اوسکا ہاتھ جکڑ بند کر رکھا ہی جو اوٹھ نہین سکتا۔

وہ چاہتا ہی کہ اپنا بیگ لحاف توشک اور پاندان مسافرخانے مین رکھکر سب سے پہلے ٹکٹ لے آئے مگر حفاظت مال کی بھاری بیڑی پانوٗن مین ہی وہ چل نہین سکتا۔

وہ خواہش کرتا ہی کہ ماہ پارہ رقاصہ کے گلابی رخسار بھری مجلس مین چوم لے لیکن پاس ناموس کا آنکڑہ گردن کو جھکنے نہین دیتا۔

وہ آرزو کرتا ہی کہ نشاط آور اور سرور بخش شراب کا پیالہ پیے یا مزہ ہی چکھ لے پر پاس مذہب کی مہر ہونٹون پر لگی ہی وہ کھل نہین سکتی۔

وہ متمنی ہی کہ کھانا میز پر رکھکر چھری کانٹے سے کھائے سورواج ملکی کے پاس و لحاظ نے روک رکھا ہی۔ یہ پابندی اور اوسکے اسباب و اقسام کا بیان تھا اور آزادی ان تعلقات کے عدم سے عبارت ہی بس

[1] مناشی۔ منشا کی جمع ہی اور منشا اوس چیز کو کہتے ہین جس سے کوئی دوسری چیز پیدا ہو جیسے آفتاب منشا ہی روشنی کا دولت منشا ہی غرور کا حماقت منشا ہی بے پروائی کا اسلام منشا ہی کسر نفسی کا تہذیب منشا ہی خودرائی اور خودپسندی کا [2] جان۔ مال۔ ناموس دین اور ملکی یا قومی رسوم انسانی تعلقات کے اسباب ہین۔ جانی تعلقات۔ مالی تعلقات۔ ناموسی تعلقات دینی تعلقات اور عرفی تعلقات بشری علائق کے اقسام ہین اس بیان سے معلوم ہوا کہ انسانی تعلق کے جسقدر اسباب بڑھتے جائینگے اوسیقدر اوسکے تعلقات بڑھتے جائینگے تو سمجھ لینا چاہیے کہ دنیا مین کون قوم زیادہ پابند ہی تفصیل اسکی اپنے موقع پر آئیگی انشاءاللہ تعالی مگر یہان پر بھی ناظرین کو اس مذکورہ خیال کی طرف متوجہ کرنا مناسب تھا۔

اگر کوئی شخص ایسا پایا جائے جسکو پابندی کے اقسام مذکورہ مین سے کسی قسم کی پابندی نہو تو وہ آزاد مطلق ہی اور حقیقی آزادی اوسکی ذات مین متحقق ہی لیکن ایسے آدمی کا پایا جانا اگرچہ محال اور ممتنع نہ ہو مگر ندرت اور عسرت سے خالی نہین۔

شاید ایسا آدمی طبقۂ[1] مجاذیب مین بہم پہونچ جائے ورنہ اور کسی انسانی طبقے مین نہ ملے گا۔

اور درصورتیکہ نوع انسانی مین ایسا شخص بہم نہ پہونچے جسنے تعلقات کی کل ڈوریان توڑ رکھی ہون اور من کل الوجوہ قیود علائق سے آزاد اور وارستہ ہو رہا ہو تو حقیقی آزادی کے تحقق اور وجود مین ہمکو کلام ہی۔

اب رہی وہ آزادی جو بعض اشخاص کو بہ نسبت دوسرے بعض کے ہی اور جسکو اضافی آزادی کہنا چاہیے سو وہ بیشک موجود ہی اور اوسکا قوی حصہ اطفال خردسال اور اشخاص مجانین مین پایا جاتا ہی اسلیے کہ وہ سوای جانی تعلقات کے اور چارون قسم کے علائق سے آزاد ہین اونکو اونکی خواہشون سے روکنے کیواسطے نہ پاس ناموس موثر ہی نہ پاس دین نہ پاس رسم و رواج۔

اور ایک حصہ اس آزادی کا اون لوگون کو حاصل ہی جنکو ہماری اصطلاح مین رند اوباش شہدے اور لُنگاڑے کہتے ہین مگر اس آزادی کو اہل علم اور ارباب تمکین آوارگی سے تعبیر کرتے ہین کیونکہ یہ لوگ عاقل و بالغ ہو کر ایسے امور کی پابندی اور تقید سے گریز کرتے ہین جنکا پابند ہونا نہ صرف اپنی ذاتی معاش اور معاد کی اصلاح اور درستی کیواسطے ضرور ہی بلکہ مصالح عامہ کا تقاضا ہی کہ سب لوگ سچے دین اور درست آئین کے پابند رہین تو اس لحاظ سے یہ رندانہ آزادی آزادی ہی نہین بلکہ کوئی دوسری چیز ہی جسکو ہماری اس بحث سے کچھ تعلق نہین اسلیے کہ بحث اوس آزادی مین ہی جو فضیلت بن سکے اور رندانہ وارستگی ایک علانیہ رذالت ہی۔

اور ایک حصہ اسی انسانی آزادی کا اون حضرات[2] کو حاصل ہی جو اپنے خاص باطنی نور اور عقل سے

---

[1] اسلیے کہ بعض مجاذیب کے ایسے حالات سنے گئے ہین جنسے پایا جاتا ہی کہ اونکو اقسام خمسۂ مذکورہ مین سے کسی قسم کا تعلق نہین ہوتا۔
[2] وہ انبیا اور رسل ہین۔ (علیہم السلام) جو نیا دین اور جدید کتاب یا صحف لیکر مبعوث ہوئے ہین۔

کہتے اور کرتے ہین اور کسی دوسری آسمانی یا زمینی کتاب کے پابند نہین ہوتے اور باایں ہمہ لوگون کے واسطے صحیح اور سچے آئین مقرر کرنے مین ساعی اور سرگرم رہتے ہین اور وہی کہتے ہین جسکے کہنے کی واقع مین ضرورت ہو اور وہی کرتے ہین جسکے کرنے کی درحقیقت حاجت ہو یہ حضرات نوع انسان کے مصلحین ہین اور یہ بنسبت اون لوگونکے آزاد ہین جو خود اپنی ذاتی عقل سے صلاح و فساد اور مفید و مضر مین تمیز نہین کر سکتے اور اسی بنا پر دوسرونکی تقلید اور پیروی پر مجبور ہو جاتے ہین۔

اس طبقے کی آزادی ایک بہت بڑی فضیلت ہی مگر دقیق نظر سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ آزادی گو ظاہر مین بعنوان آزادی ہی لیکن درپردہ نہایت سخت پابندی ہی بلکہ اور بہت سی پابندیان جو دنیا مین مقبول اور مروج ہین اسی پابندی کے نتائج ہین۔

اور ایک اضافی آزادی وہ ہی جو آجکل کے فلاسفہ مین رائج ہی وہ اپنے خیال اور عقل کے پانون مین نہ کسی مذہب اور دین کی بیڑی ڈالتے ہین نہ رسم و رواج کی۔

جو اونکی عقل کے موافق ہو وہی کرتے ہین گو اونکا عندیہ نفس الامر کے خلاف ہو اور جس امر کو اونکی راے نہ قبول کر سکے اوسکو نہین تسلیم کرتے اگرچہ وہ حق الیقین اور لاکھون کرورون حکیمون کا متفق علیہ مسئلہ ہی

یہی آزادی مذہب تہذیب کا رکن ہی اور اہل تہذیب مدعی ہین کہ یہ آزادی انسانی فضائل مین داخل ہی مگر ہمکو اسکی فضیلت ہونے مین کلام ہی اور انشاء اللہ تعالی وہ اپنے موقع پر شرح و بسط کے ساتھ ذکر کیا جائیگا۔

ناظرین ہمارے اس قول سے کہ اہل تہذیب اپنے پیرون مین مذہب و ملت کی بیڑیان نہین ڈالتے یہ نہ سمجھین کہ اونکا کوئی فعل یا کوئی قول کسی مذہب کے موافق نہوگا بلکہ مذہبی بیڑیان پانون مین نہ ڈالنے سے مراد یہ ہی کہ وہ کوئی حرکت کسی مذہب کی پابندی سے نہین کرتے محض اپنی خاص راے سے کہتے اور کرتے ہین پس اگر اونکی رای کسی امر مین اسلام یا عیسائیت یا اور کسی مذہب کے ساتھ موافق ہو جائے تو وہ اس توافق اور توارد سے نفرت نہ کرینگے بلکہ بانی مذہب کو خاص اوس قاعدے کی بابت تحسین و آفرین

ٹہرینگے جسمین انکی رای اوسکے ساتھ متفق ہوگئی ہی **مثلاً** طریقۂ استیذان شریعت اسلام کے آداب مین سے ہی اور اہل تہذیب کی رای کو اسمین اسلام کے ساتھ توارد ہوگیا یا آنکہ اونھون نے اس اسلامی سنت کو پسند کرکے اسلام سے ستعار لے لیا اور روزانہ غسل منو[1] شاستر کے فرائض اور واجبات مین سے ہی اور مہذبین کی رای اس امر مین منو کے ساتھ متفق ہوگئی ہی لیکن اس قسم کے توارادات سے یہ بھی نہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بفحوای مقولہ[2] الحق منتشر فی المذاهب کلها حق اور صواب کو مذاہب عالم مین پراگندہ جانکر جمع کر رہے ہین اسلیے کہ اہل تہذیب کے اعتقاد اور عمل مین چند ایسی باتین بھی ہین جو کسی مذہب کی رو سے روا نہین ہوسکتین اور مہذبین کے نزدیک وہ مستحسن ہین جیسے کتے کا مُنہ چومنا کھڑے ہوکر پیشاب کرنا اور کاغذ سے محل بول و براز پاک کرنا پس اگر وہ راستی اور صواب کو جہان کے ادیان مین محصور اور بند خیال کرتے جیسا کہ اوس مقولہ مذکورہ کی عبارت سے مترشح ہوتا ہی تو کبھی تلاش حق کیواسطے حدود مذاہب سے باہر نہ جاتے بلکہ اونکی نسبت یہ خیال کرنا زیادہ ترمناسب ہی کہ وہ نہ مذہب کو درندہ شیر سمجھکر اوس سے بھاگتے ہین اور نہ غزال رعنا تصور کرکے اوسکے پیچھے دوڑتے ہین ہان اگر مذہب اونھین کی رای کا لباس پہنکر اونکے آزاد دماغ مین آ اوترے تو مرحبا اور نہ آئے تو یہان کسیکو خواہش بھی نہین۔

جس طرح دین اسلام مین کلمات قدسیہ اور احادیث نبویہ کی پابندی شرط ہی اوسی طرح مذہب تہذیب مین اوس پابندی کا توڑنا اور تقلید کا چھوڑنا شرط ہی پس جیسا کہ آدمی کسی خاص

---

[1] منو۔ یہ ایک ہندو مذہب کا پیشوا اور امام تھا ذاتونکے تفرقے جو ابتک ہندوؤن مین رائج ہین اور سال بھر کے بیشمار تیوہار جنکو آجتک ہندو مانتے ہین بیاہ شادی اور ماتم غمی کی بیگنتی رسمین جنمین سے اکثر ہندوستانی مسلمانون نے بھی لے لی ہین یہ سب منو کی تجویز کی ہوئی ہین۔

[2] یعنی حق اور صواب دنیا کے جملہ مذاہب مین پراگندہ ہو رہا ہی۔ قائل کی مراد یہ ہی کہ حق کسی ایک خاص مذہب مین محصور نہین بلکہ کل ادیان عالم مین منقسم ہی پس صاحب رای کو چاہیے کہ کسی خاص مذہب کی تقلید اور پابندی نہ اختیار کرے بلکہ ہر ایک مذہب سے امر حق کو چُنتا رہے۔ یہ مقولہ کاذب و باطل ہی اور ہم اسکے بطلان پر براہین لائینگے انشاء اللہ تعالی۔

صورت مین قرآن شریف کو چھوڑ کر اپنی عقل کے پیچھے جانے سے دائرۂ اسلام سے باہر ہوجاتا ہی ویسا ہی اپنی رای اور عقل کو چھوڑ کر کسی آسمانی کتاب یا نبوی کلام پر چلنے سے زمرۂ مہذبین اور سلک تہذیب سے خارج تصور کیا جاتا ہی۔

رکن سوم کا بیان

انسان جس جوہر سے بنایا گیا ہی وہ اوسکی جنسی[۱] اور نوعی افراد مین مشترک ہی اور وہ مشترک جوہر دو قسم ہی ایک عام دوسرا خاص۔ عام جوہر مطلق حیوان کے افراد مین یکسان پایا جاتا ہی اور خاص جوہر بالخصوص اونہین افراد اور اشخاص مین ہی جو انسان کہلاتے ہین پس ہر فرد انسانی کو ایک رشتہ اپنے جنسی افراد کے ساتھ ہی اور دوسرا نوعی اشخاص کے ساتھ۔ جنسی رشتہ اوسکو گھوڑے بیل گدھے وغیرہ ابنای جنس کی زحمتون اور تکلیفون پر دردناک کرسکتا ہی اور یہ جنسی ہمدردی ہی۔

نوعی رشتہ زید۔ عمرو۔ بکر وغیرہ بنی نوع کی زبون حالتون اور مصیبتون پر دل دکھا سکتا ہی اور یہ نوعی ہمدردی ہی۔

پھر یہ معلوم کرنا چاہیے کہ انسان کو اپنے جنسی افراد اور نوعی اشخاص کے ساتھ علاوہ جوہری رشتے کے جو مذکور ہوا ایک عرضی[۲] اور غرضی رشتہ بھی حاصل ہوجاتا ہی اور منشا اس رشتے کا

---

[۱] منطقی اصطلاح کی رو سے انسان نوع ہی اور حیوان اوسکی جنس ہی۔ اہل منطق نوع ایسے مفہوم کو کہتے ہین جسکے کل افراد کی ماہیت اور حقیقت ایک ہو اور جنس ایسے کلی مفہوم کا نام ہی جسکے افراد جدا جدا نوعی ماہیت رکھتے ہون۔ نیم ایک عام مفہوم ہی اور دنیا بھر مین جسقدر نیم کے درخت ہین وہ اسکے افراد ہین مگر اون بیشمار افراد کی ماہیت اور حقیقت ایک ہی پس معلوم ہوا کہ درخت نیم ایک نوع ہی۔ مطلق درخت ایک مفہوم کلی ہی اور جہان بھر کے اقسام اشجار اسکے افراد ہین اور وہ علیحدہ علیحدہ نوعی ماہیت رکھتے ہین جیسے آم۔ کیکر۔ بیری۔ جھاؤ۔ کیر مفہوم درخت کے افراد ہین اور ہر ایک جداگانہ نوع ہی معلوم ہوا کہ درخت جنس ہی اور اقسام اشجار اوسکے افراد ہین۔ اسیطرح حیوان جنس ہی اور گای بھینس۔ اونٹ۔ گھوڑا اوسکے افراد ہین منجملہ افراد حیوانی ایک انسان ہی زید عمرو بکر خالد حامد محمود انسان کے افراد ہین چونکہ انسان ان سبکا نوع ہی لہذا ہمنے انکو اسکے نوعی افراد کہا اور چونکہ حیوان انسان کی جنس ہی اسلیے گھوڑے بکری اونٹ گدھے اور دوسرے اقسام حیوان کو انسان کے جنسی افراد کہا ہی[۳] سکتا اسلیے کہا کہ بالفعل ہر فرد انسانی مین صفت ہمدردی نہین پائی جاتی مگر دوسرے کے درد سے دردناک ہونیکی قابلیت سب مین ہی گو بسبب انواع غفلت کے ظہور اس صفت کا نہین ہوسکتا۔ انبیا اور اولیا کے قلوب چونکہ گرد غفلت سے پاک ہین لہذا وہ ہمیشہ اپنی جنسی اور نوعی افراد کے درد کا ادراک کرتے رہتے ہین

[۲] عرضی اور غرضی رشتے سے وہ تعلق مراد ہی جو باعتبار خلقت اور سرشت کے نہو بلکہ خارجی حاجتون اور غرضون سے پیدا ہوا ہو

خلقت اور سرشت سے خارج کوئی غرض اور غایت ہوتی ہی جیسے سواری کشتکاری اور باربرداری منشا
ہین اوس رشتے کے جو اسپ و گاو و اشتر و خر کے مالک کو ان جانورون کے ساتھ ہی اور جیسے خدمتگزاری
مددگاری اور خانہ داری اون رشتون کے مناشی ہین جو آقا اور نوکر منیب اور نائب میان اور بی بی کے درمیان ہین۔
پس جو ہمدردی محض انہین مذکورہ تعلقات کی وجہ سے یا اسی قسم کے دوسرے علائق کے اعتبار سے پیدا
ہوگی اوسکو غرضی ہمدردی کہینگے۔

غرض ہمدردی انسانی افراد کے باہمی اشتراک اغراض اور مصالح کی رو سے تین قسم پر منقسم ہوتی ہی
مذہبی۔ ملکی اور خاندانی۔ مذہبی ہمدردی کا منشا اتحاد دین و ملت ہی اور ملکی ہمدردی کا باعث اشتراک
ملک و وطن ہی اور خاندانی ہمدردی کا موجب قبیلے اور کنبے کی وحدت ہی۔

چونکہ اشخاص انسان کی جماعت مذہب کے ایک ہونے سے ایک قوم اور ملک کے مشترک ہونے سے
دوسری قوم اور خاندان کے واحد ہونے سے تیسری قوم ہی لہذا روا ہی کہ مذہبی ملکی اور خاندانی مین سے
ہر ایک کو فرادی فرادی قومی ہمدردی سے تعبیر کرین اور یہ بھی جائز ہی کہ ان تینون اقسام کی مجموعی ہیئت
کو قومی ہمدردی کہین اور اسی اخیر اصطلاح کے اعتبار سے قومی ہمدردی مذہب تہذیب کا رکن ہی۔

باوصف آنکہ ارکان تہذیب مین صرف یہی ایک رکن ایسا ہی جسمین کسیقدر حق اور راستی کی تلخی پائی جاتی
ہی مگر تعجب ہی کہ اہل تہذیب اسی کے زیادہ تر پابند ہین اور اسی تلخ شراب کے پینے سے کبھی تیور نہین بدلتے
منہ نہین بگاڑتے ماتھے پر بل نہین لاتے اور ناک نہین چڑھاتے۔

وہ اپنے اپنے خاندانون کی پرورش اور تربیت کیواسطے دن رات محنتین اور مشقتین اوٹھاتے ہین۔
اہل وطن کی بہتری اور وطن کی سرسبزی کیواسطے زر سے زور سے علم سے عقل سے اور ہر قسم کی
قوتون سے مدد دیتے ہین۔

اپنے مذہب کی اشاعت اور ہم مذہبون کی رفاہ و فلاح کے لیے کوئی دقیقہ تدبیر یا حمیت یا چارہ جوئی کا

اوسکا نہین رکھتے۔

کوئی فرد خاص اونمین سے اپنے ذاتی عیش وآرام کو قومی آسایش پر مقدم نہین کرتا۔
اہل قلم تحریر سے اہل بیان تقریر سے اہل الرای تدبیر سے اور اہل ثروت زر خطیر سے وہی کہتے وہی لکھتے وہی کرتے اور وہی بناتے ہین جسمین اونکے خاندان اور ملک اور مذہب والون کی عزت اور آسایش ہو یہانتک کہ اہل الزور اپنے مکر اور تزویر سے بھی وہی کرتے ہین جسمین قومی اعتلا اور سربلندی منظور ہو۔
مذہب تہذیب کے اس رکن کی صحت اور حقیت پر قریب بالکل مذاہب کے حکمای موجودین نے بیچون وچرا صاد کردیا ہی مگر مذہب حق کو اس ہمدردی کی چگونگی اور کیفیت کذائی کے ساتھ فی الجملہ اختلاف ہی جو اپنے موقع اور مقام پر بالتفصیل ذکر کیا جائیگا انشاء اللہ تعالی۔

رکن چہارم کی تشریح

آدمی باعتبار طلب اور تلاش کے تین حال سے خالی نہین ہوتا طالب حاجت طالب راحت طالب عزت لیکن جبتک وہ حوائج اور ضروریات کی طلب مین ہی راحت اور عزت کی خواہش اور تلاش اوسکے ساحت دل اور صحن دماغ مین باریاب نہین ہوسکتی پھر جب وہ سامان حاجت اور اسباب معیشت بقدر ضرورت اور کفایت فراہم کرکے لابدی خواہشون سے فارغ البال ہوتا ہی تب آہستہ آہستہ آسایش اور عزت کی آرزوئین اوسکے خانۂ باطن مین قدم دھرتے ہین اور اب وہ معاش جوئی کے مقام سے ترقی کرکے رفاہ جوئی کے بیحد وبیپایان میدان مین پانون رکھتا ہی اس میدان مین اوسکو دنیوی حیات کے آراستہ پیراستہ کرنیوالے اسباب اور سامان بکثرت نظر آتے ہین ایک طرف سونے چاندی کے سکے اور زیورات اور لوہے تانبے کے ہتھیار اور ظروف اور کانچ پیتل کے آرایشی آلات و ادوات کا نہایت بڑا ڈھیر نظر پڑتا ہی دوسری جانب لکڑی اور چمڑے کی ہزارہا آسایشی چیزون کا انبار دکھائی دیتا ہی تیسری سمت کو روئی اور اون اور ریشم کے رنگارنگ اور گوناگون زیبایشی کپڑے

اور وحوش نظر آتے ہین اور چوتھی جہت کو غذائی اور دوائی چیزون کے اقسام مفردات اور انواع مرکبات چینی اور کانچ کے خوشرنگ برتنون مین جلوہ گر ہوتے ہین اس کل دلفریب سامان کے دیکھنے سے وہ ازخود رفتہ ہوکر اوسی میدان مین دوچار قدم اور آگے نکل جاتا ہی تب اوسکو ایک بہت بڑا عالیشان مدرسہ نظر آتا ہی جسمین طبعیاتؔ اور ریاضیاتؔ کے وہ جملہ فنون تعلیم کیے جاتے ہین جنسے مذکورۂ بالا عجائبات نے وجودی صورت پائی ہی اب وہ متحیر ہوکر اپنے دل سے پوچھتا ہی کہ مجھے اس عالم مین کیا کرنا چاہیے آیا اون پہلے چار عجائب خانون مین سے کسی ایک مین ملازم ہوکر مراتب رفاہ جوئی کو طی کرون یا اس مدرسے مین داخل ہوکر حکیمانہ ناموری کا کوئی درجہ حاصل کرون پس اگر اوسکا دل الٰہی قیود اور انبیائی تقلید سے آزاد اور وارستہ ہوا تو اوسنے اوسکو جواب دیا کہ وہ کرو یا یہ کرو یا دونون کرو تمکو اختیار ہی انسان کو ہاتھ پانون اور عقل و حواس نیچر نے اسیواسطے دیے ہین کہ وہ دنیا کی حسی اور عقلی سب نعمتون سے تمتع اوٹھائے۔

اور اگر اوسکے دل کی گردن مین عبودیت اور فنا سکھانیوالے مذہب کا پھندا پڑا ہوا ہی تو وہ اوسکو تلخی اور تندی کے ساتھ یہ جواب دیگا کہ تو رفاہ اور ناموری کے مراتب طی کرنے کیواسطے نہین پیدا کیا گیا اور نہ تیری ہوا و ہوس زندگی اور چند روزہ ہستی مین اس طول امل کی گنجایش ہی بلکہ تیری خلقت اور پیدایش سے مقصود یہ ہی کہ تو اپنے پیدا کرنیوالے کی عبادت اور معرفت یعنی پرستش اور شناخت مین کوشش کرے اور اس کام کیواسطے جسقدر متاع دنیا درکار ہی اوسکا نام سامان معاش ہی اور وہ تجکو حاصل ہی پس اب زائد از حاجت اور خارج از ضرورت کیواسطے اپنی عمر عزیز کو برباد اور جان شیرین کو ناشاد مت کر۔

سلہ طبعیات وہ علوم جنمین اجسام کی طبعی خاصیتون اور حالتون سے بحث کیجاتی ہی جیسے علم عناصر علم طب علم استحالہ علم نباتات علم حیوانات کیونکہ اول مین عناصر کی ماہیات اور خاصیات سے بحث ہی دوسرے مین بدن انسان کی مختلف حالتون اور طبعی کیفیتون سے بحث ہی تیسرے مین اجسام کی طبعی حالتون کے بنلنے اور بگاڑنے کے قاعدے بیان کیے گئے ہین۔ چوتھے مین طبیعت نباتیہ اور نبات کے آثار اور اقسام مذکور ہین۔ پانچوین مین طبیعت حیوانیہ کے مقتضیات اور حیوان کے انواع ذکر کیے گئے ہین ؁ ۲ سلہ ریاضیات وہ علوم جنمین چیزون کی گنت نپت اور ہیات و شکل سے بحث ہوئی ہی جیسے علم حساب علم ہندسہ علم مساحت علم ہیأت علم اکر وغیرہ ٭

یہانتک رکن رابع کا تمہیدی بیان تھا اور اہل بصیرت جانتے ہین کہ اس تمہید کی درحقیقت ضرورت تھی
اب ہم شروع فی المقصود کرتے ہین۔

چونکہ اہل تہذیب سے قبل ہی آزاد روحون نے ملول کر کے اونکو حقیقت شناس پیشواؤن کی تقلید اور پیروی سے آزاد اور وارستہ کر دیا تھا اور انسان کے مخفی دشمن نے اس آزاد اور خودرای گروہ پر قابو پا کر انکے دلون مین متاع دنیا کی عظمت و وقعت اور حیات دنیا کا ثبات اور قرار ثابت کر دیا تھا لہذا اونھون نے دنیوی رفاہ جسمانی کو جو انسان کو ابدی حیات سے محروم کرنے کیواسطے ہتھیار سب سے بہتر ہی اپنے مذہب کا رکن قرار دیا اور اس رکن کے چار شعبے بنائے مالی علمی اخلاقی عملی

مالی رفاہ کی کوئی حد نہین جہانتک بخت اور وقت مساعد ہو انسان مالی قوت کے ترقی دینے مین کوشش کرے

علمی رفاہ محدود ہی یعنی اونھین خاص علوم کا حاجت اور کفایت کے موافق حاصل کرنا واجب ہی جنکی مدد سے دنیوی زندگی بعیش اور عزت کے ساتھ بسر ہو سکے۔

اخلاقی رفاہ بھی محصور اور محدود ہی مہذب آدمی پر صرف اونھین پسندیدہ اخلاق اور شمائل کا کسب کرنا لازم ہی جنسے دنیا مین ناموری اور آسایش حاصل ہو۔

عملی رفاہ مثل مالی رفاہ کے زیادہ سے زیادہ ہی یعنی اہل تہذیب پر فرض ہی کہ دنیوی عروج دینے والے اعمال اور صناعات کو بجا لاوین اور ہمیشہ ترقی اور وسعت دین۔

واضح رہے کہ اہل تہذیب اس رکن کی پابندی اور بجا آوری مین کئی مختلف جماعتون پر منقسم ہین[1] کوئی جماعت صرف شعبہ اول کی پابند ہی اور باقی تین سے آزاد ہی کوئی اول دوم اور سوم کی پابند اور چہارم سے وارستہ ہی کوئی اول اور چہارم کی پابند اور ثانی و ثالث سے آزاد ہی اور ایک سب سے بڑھکر عالی ہمت جماعت اولوالعزم گروہ ہی جسنے اس چوتھے رکن کے چارون کنگورے مضبوط پکڑ رکھے

[1] مگر شعبہ اول کی پابندی سے کوئی خالی نہین اور یہی زیادہ مہلک ہی ۱۲

ہین اور یہ وہ گروہ ہی جسکو (ترقی یافتہ جماعت) کہتے ہین۔
تمنے مہذبین کو ترقی ترقی پکارتے سُنا ہوگا مگر اوس ترقی کے معنی نہ سمجھے ہونگے۔
رفاہ جوئی کے چار مذکورہ مراتب معراج عزت کی چار سیڑھیان ہین اور ان سیڑھیونکو طی کرنیکا نام ترقی ہی جو اشخاص ان چارون مدارج کو کسی حد تک طی کر چکے ہین وہ ترقی یافتہ ہین اور جو ہنوز اس راستے مین چل رہے ہین وہ ترقی جو ہین۔
مہذبین یورپ مین ترقی یافتہ اشخاص بکثرت پائے جاتے ہین اور اونکے ایشیائی مقلدون مین جو کہ ہنوز مذہب تہذیب کے نونیاز ہین اگرچہ ترقی جو بہت ہین لیکن ترقی یافتہ بہت کم ہین ہمارے سارے ہندوستان مین شاید تین چار سے زیادہ نہونگے اونہین مین سے ایک سید احمد خان صاحب سی ایس آئی ہین اور شاید سید کے معتقدین مین بھی کوئی ترقی یافتہ ہو مگر مین نے جسقدر سید کے معتقدین دیکھے ہین وہ علی الاکثر بی علم ہین یہانتک کہ اپنے اسی جدید مذہب کی ماہیت سے بھی ناواقف ہین البتہ نیچر آزادی ہمدردی اور ترقی وغیرہ الفاظ مصطلحہ تہذیب بہت استعمال کرتے ہین مگر اکثر بیموقع

تمت المقالة الاولی الملقبة بالاصولیة و تتلوها الثانیة وهی الفروعیة

الاسلام یعلو ولا یعلی

مقالہ ثانی بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۰۳ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنفہ عمدۃ المحققین جناب مولانا محمد قمر الدین مدظلہ منجملہ مقالات سالۂ ماہوار

مآل التہذیب

جو مسلمانوں کو نیچر پرستوں کے مکر و فریب سے اور نیچروں کو نیچر کے دھوکے سے بچانے کے لیے بہ تعمیل ارشاد حضرت مصنف مدظلہ العالی

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم انصر من نصر دین محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) ولا تجعلنا منھم[1] اما بعد یہ آل التہذیب کا دوسرا مقالہ ہی۔ پہلے مقالے مین تہذیب کے ارکان واصول کا اجمالی بیان تھا اَب اس مقالے مین اون اُصول کے فروع کا مجمل اور مختصر تذکرہ ہوگا۔

پیشتر معلوم ہوا کہ مذہب تہذیب کے چار رکن ہین۔ نیچر پرستی۔ آزادی۔ قومی ہمدردی رفاہ جوئی۔ اَب جاننا چاہیے کہ اس جدید مذہب کے اصول[2] اولیہ بھی چار امور ہین اوران چار کے سوا جو عقائد واعمال اہل تہذیب مین رائج ہین وہ سب انھین اصول کے فروع اور انھین کلیات کے جزئیات ہین۔

یہ بہت مشکل امر ہی کہ مین اصول تہذیبیہ کے وہ جملہ فروعات بالاستیعاب ذکر کردون جو اس وقت تک مہذبین نے اون اُصول سے مستنبط کرلیے ہین اسیلیے

[1] ای خداوند جسنے دین محمد علیہ السلام کی مدد کی ہی اور کرتا ہی اوسکی تو بھی مدد کر اور ہمکو بھی اسی دین کے مددگارون مین سے بنا اور جسنے محمد علیہ السلام کے دین کو رسوا کیا ہی اوسکو بھی رسوا کر اور ہمکو اونمین سے مت بنائیو

[2] اصول مذہب اور ارکان مذہب مین فرق ہی ارکان وہ امور جنپر مذہب کا بنا رہنا موقوف ہی جیسے اسلام مین توحید الہ۔ تصدیق انبیا۔ نماز۔ روزہ زکوۃ حج۔ اور اصول وہ قواعد کلیہ ہین جنسے مسائل جزئیہ مستنبط ہوتے ہین جیسے مقدمہ الواجب واجب۔ کل مسکر حرام۔ وغیر ذلک

کہ مذہب تہذیب بالکل نیا[1] مذہب ہی اور مثل دوسرے مذاہب کے ابتک مدوّن[2] نہین ہوا (بلکہ جہانتک مجھے معلوم ہی مین کہتا ہون کہ مجھسے پہلے اس مذہب کو کسی نے اسقدر قلمبند بھی نہین کیا جسقدر مین نے کیا ہی اور کر رہا ہون) اور یہ بات جملہ ارباب بصیرت پر ظاہر ہی کہ اگرچہ کسی مذہب کے اصول[3] اور کلیات کو ایک اجنبی شخص اوس مذہب والون کے چال چلن اور گفتار و رفتار سے بآسانی استنباط کر سکتا ہی مگر مذہب کے فروعات[4] اور جزئیات کو ائمہ مذہب کے سوا دوسرا آدمی حصر اور ضبط ہرگز نہین کر سکتا[5]- پس دشوار ہی بلکہ محال ہی کہ تہذیب جیسے آزاد اور وسیع اور فراخ مذہب کے مسائل کو مجھسا تنگ خیال آدمی ضبط اور حصر کے ساتھہ بیان کر سکے لیکن چونکہ ماہیت تہذیب کی توضیح اور تشریح کے واسطے اوسکے فروعی مسائل کا مجمل تذکرہ ضرور ہی لہذا ہر ایک رکن اور اصل کے ذیل مین ہم اوسکے تھوڑے تھوڑے فرعیات کا ذکر کرتے ہین تاکہ ناظرین کو فی الجملہ بصیرت حاصل ہو

---

[1] یہانتک کہ خود اہل مذہب کو بھی معلوم نہین کہ تہذیب جسکو وہ بطور ایک صفت اور فضیلت کے خیال کرتے ہین درحقیقت اونکا مذہب اور دین ہو گیا ہی- اسی خیال سے وہ اپنا مذہب عیسائیت یا اسلام یا ہندوستی وغیرہ ظاہر کرتے ہین گویا اونکے نزدیک مذہب کی حقیقت صرف اسیقدر ہی کہ چند معمولی رسمین جو ماتم و شادی اور عید و بقرعید سے متعلق ہین ادا کر لینا اور چند معمولی کلمات خاص وقتون مین مونہہ سے بول لینا- اور نہین سمجھتے کہ مذہب اون عین اصول کی مجموعی ہیئت کا نام ہی جنپر آدمی کے خیال اور اعمال کا مدار ہی اور جنپر اوسکے روزانہ حرکات و سکنات بطور تکمیلی نتائج کے متفرع ہوتے ہین-

[2] مدون کتابت مین آیا ہوا- علوم و فنون اور ادیان و مذاہب دو قسم ہین ایک مدون دوسرے غیر مدون مدون وہ جو کتابت مین آگئے ہین جیسے منطق- طبعیات- الٰہیات اور کل علوم درسیہ کتابیہ اور غیر مدون وہ جو قید کتابت مین نہین آئے جیسے تیر اندازی کا فن- عمیر باندھنے- زیور اور برتن بنانے کی صنعت وغیرہ ذالک- اور مذاہب مدونہ جیسے اسلام- عیسائیت- منوشاستر وغیرہا اور غیر مدون مذاہب مین سے ہندوستان کے گنوارو بھیلون اور جنگلیون کے مذاہب ہین-

[3] یہان اصول اور کلیات سے اصول اولیہ مراد ہین [4] فروعات اور جزئیات سے کلیات اور قواعد ثانویہ مراد ہین- [5] اسلیے کہ امام مذہب کو محو و اثبات اور نقصان اور زیادت کا اختیار ہی بس وہ جسقدر ممکن اور مناسب سمجھیگا کمتا بڑھا کر حصر کر لیگا اور اجنبی کو وہ نہین تو یہ بھی نہین-

اصل اول کے فروع

اصول تہذیبیہ مین اول اور اقدم نیچر پرستی ہر اور صرف یہی ایک اصل اوس مذہب کا
اعتقادی رکن ہر اور سوا اسکے دوسرے اصول کل عملی ہین بلا قصد تشبیہ جیسے
ارکان اسلام مین صرف عقیدۂ توحید ایک اعتقادی اور تصدیقی رکن ہر اور صوم
وصلوٰۃ حج وزکوٰۃ عملی ارکان ہین ویسے ہی تہذیب مین محض طبیعت پرستی ایک
اذعانی امر ہر اور باقی کل عملیات ہین صرف اسقدر فرق ہرکہ عقیدۂ توحید کی قلبی
تصدیق کے ساتھہ اقرار باللسان بھی شرط ہر اور عقیدۂ طبعیہ مین قلبی تصدیق
کے سوا اور کسی امر کی حاجت نہین۔ پس جسطرح پر قاعدۂ توحید کے نیچے جزئیات
اور فروعات ہین اوسی طرح مسئلۂ طبعیہ کی تحت مین بھی مسائل جزئیہ و عقائد فرعیہ
نیچر پرستی کے فروع لازمہ بے شمار ہین ازانجملہ ایک یہ ہرکہ خداوند عالم کو عالم کے
افعال وحرکات اور آثار مختلفہ کے صادر ہونے مین کچھہ دخل نہین اسلیے کہ جس قدر
افعال اور آثار اوپر یا نیچے صادر ہوتے ہین مصدر اون سب کا طبیعت اور نیچر ہی
اور نیچر ہر چیز کا اپنے مخصوص افعال اور خاص آثار کے صادر کرنے مین مستقل اور
مختار ہر پس اگر یہ تسلیم کیا جاے کہ مبدأ اول کو نیچر کے کامون مین متصرفانہ دخل ہر
تو لازم آتا ہرکہ نیچر اپنی تاثیرات مین آزاد اور مختار نہو اور یہ خلاف مفروض ہر۔
فرع دوم یہ ہرکہ تقدیر اور قضا کوئی چیز نہین بلکہ جہان مین جوکچھہ ہو رہا ہر قحط اور
ارزانی جنگ اور صلح بیماری اور تندرستی وغیرذالک سب تدبیر کے فساد اور صلاح
سے ہر یعنی اگر تدبیر فاسد ہوگئی تو امور جاریہ مین خلل اور فساد واقع ہوجائیگا اور اگر

تدبیر صالح اور شائستہ ہوئی تو ان تدبیر طلب امور مین صلاحیت اور درستی آئیگی وبعبارت دیگر۔ کُل کام اسباب طبعیہ کی مساعدت اور موافقت سے ہوتے ہین اگر اسباب طبعیہ قحط کو مساعد ہوگئے تو لامحالہ قحط پڑیگا اور اگر ارزانی کو موافق ہوئے تو بالضرور ارزانی ہوگی اور علی ہذا القیاس اگر علل طبعیہ جنگ اور بیماری کو مقتضی ہین تو ناچار جنگ اور بیماری ہوگی اور اگر صلح وصحت کو مستدعی ہین تو قطعاً صلح وصحت کا ظہور ہوگا۔ وبعبارت دیگر جب زمین پر یبوست غالب آجاوے اور بخارات کا تکون نہو سکے یا آنکہ بخارات کا تکون ہو مگر شدید تمازت شمسیہ اونکو طبقۂ زمہریر تک پہونچنے سے پہلے ہی نیست ونابود کردے یا آنکہ بخارات زمین سے صعود کرکے کرۂ زمہریر تک پہونچ جائین مگر بغایت قلیل تو ایسی حالت مین بارش اصلا نہوگی یا ہوگی مگر حاجت اور کفایت سے کم ہوگی اور اس بناپر زمینی پیدائش بھی کم ہوگی یا اصلا نہوگی یہی قحط کا سبب[1] ہے۔ اور اسی پر صلح وجنگ اور مرض وصحت کو قیاس کرلو۔ یعنی جب ایک شخص نے دوسرے پر کسی محبوب چیز کے لینے یا مکروہ کے دفع کرنے کے واسطے حملہ کیا اور دوسرے نے مدافعت کی تو یہ جنگ ہے اور محبوب کے لینے یا مکروہ کے دفع کرنیکا تقاضا اوسکا سبب ہے اور جب متنازعین نے اپنی اپنی خواہشوں کو چھوڑکر سلسلۂ امن وعافیت پھر قایم کرلیا تو یہ صلح ہے اور اون مخالف خواہشوں کا چھوڑنا اوسکا سبب ہے جب ایک شخص نے یا ایک جماعت نے ایسی ہوا کو تنفس کیا

[1] یہ سچ ہے مگر موحد طبعی سے یہ پوچھیگا کہ یہ سب امور مستلزمۃ القحط کیون وجود مین آئے وہ اوسکا بھی سبب بتائیگا پھر موحد اوس سبب السبب کے حدوث اور وجود کی علت پوچھیگا تب وہ اوسکی علت بھی بیان کریگا پھر موحد سلسلۂ سوالات کو جاری رکھیگا یہانتک کہ طبعی کہیگا خدا کی مرضی یا یہ کہیگا کہ مجھے اسکا سبب نہین معلوم اوس وقت موحد کہیگا جب مآل حکمت یہی ہے کہ اپنی نادانی اور خدا کی حکمت کا اقرار کیا جاوے تو مجبور ہوکر اقرار کرنے سے بخوشی خاطر اقرار کرنا عمدہ بات ہے فافہم

جسمین عفونت یا دخانیت یا دونون شامل ہین یا ایسا پانی پیا جسمین اعتدال مزاجی
کو متغیر کرنیوالا مادہ موجود ہو یا ایسی چیز کھائی جسمین طبیعت مدبرۃ البدن کو سُست
اور کمزور کرنیوالی کیفیت یا کمیت پائی جاتی ہو تو ناچار وہ شخص یا وہ جماعت بیمار
ہو جائیگی اور یہی بیماری کے موجبات ہین اور اسباب مذکورہ کا عدم صحت کا سبب ہے
اور اسی پر قیاس کرلو موت اور حیات کو یعنی طبیعت مدبرۃ البدن کو سُست اور کمزور
کرنی والی طبیعتین اگر آخر تک غالب رہین تو بدن کا نیچر مغلوب ہو کر مقابلے سے
ہٹ بیٹھے گا جسم کو خراب اور ویران کرنے والی کیفیتین ملک بدن پر تسلط کرلینگی
اور مرغ روح اوس خانۂ ویران اور بے سامان سے پرواز کر جائیگا یہی موت کا باعث
اور موجب ہو نہ یہ کہ ازل مین مبدا اول (یعنی خدا نے تعالیٰ) نے اوسکی موت کو اسی وقت کے ساتھہ موقت
کر رکھا تھا اور اب اوسی تقدیری حکم کا ظہور ہو گیا بلکہ ممکن تھا کہ مادۂ مہلک حاذقانہ
تدبیرون کے ساتھہ دفع کر دیا جاتا اور وہ شخص نہ مرتا مگر مادۂ مہلک نیچر بدن پر غالب
آگیا اور اتفاق سے اوس غالب اور مہلک نیچر کو روکنے اور دفع کرنیوالا نیچر بہم نہین
پہونچ سکا (یہ اتفاق دنیا مین ہر روز لاکھون بار بالالتزام ہوتا ہو) **فرع سوم**
یہ ہو کہ معجزہ اور کرامت کوئی چیز نہین اسلیے کہ جو لوگ معجزہ اور کرامت پر ایمان لائے
ہین وہ ان دونون چیزون کو خرق عادت اور خلاف نیچر سے تعبیر کرتے ہین اور
خلاف نیچر محال ہو پس معجزہ بھی محال ہو۔

فروع الفروع

جیسا کہ درخت کی جڑ مین شاخین اور شاخون مین اور چھوٹی چھوٹی شاخین پھوٹتی ہین

ویسا ہی باغ تہذیب کے اشجار پر بہار کی جڑون مین ڈال اور ڈالون مین ڈالیان لگی ہین اوران ڈالیونکو ہم فروع الفروع سے تعبیر کرینگے۔

نیچر پرستی کے فروع الفروع

(۱) خداوند عالم اشیاے عالم کا نیچر بناکر ایجاد و اختراع سے معطل ہوگیا۔
(تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا)

(۲) نیچر گو دراصل خدا کی مخلوق اور اوسکی بنائی ہوئی چیز ہی مگر حالت موجودہ کے اعتبار سے وہ بجاے خود ایک خالق مختار ہی۔ (لا الٰہ الا اللہ)

(۳) اگرچہ طبیعت ایک عدیمۃ الشعور قوت ہی مگر باوجود اسکے وہ ایسی پُر مغز تدبیرین اور عجیب و غریب صنعتین کر سکتی ہی جو عقل کل کی سمجھ سے بھی باہر ہین (ھذا عجیب جدا)

(۴) جن روایتون سے خلاف نیچر معجزات ثابت ہوتے ہین وہ کل بے اصل ہین۔
(قل کفروا بما لم یحط بہ علمھم)
جو سمجھ مین نہ آیا اوسکے وجود ہی سے منکر ہوگئے

(۵) جن لوگون نے خلاف نیچر معجزات کو مان رکھا ہی وہ سب خرف ہین یا آنکھ سمجھ بوجھکر غیر واقعی ہونے پر متفق ہورہے ہین۔
(کرورون آدمیون کا جھوٹ پر متفق ہوجانا خود خلاف نیچر ہی)

(۶) حشر یعنی مرکر دوبارہ زندہ ہوجانا خلاف نیچر اور محال ہی (معلوم ہوگا)

(۷) دنیوی زندگی کے اعمال نامونکا مرتب ہوکر حشر مین پیش ہونا محال ہی (معلوم ہوگا)

(۸) دوبارہ زندہ ہوکر بہشت یا دوزخ مین ابدالآباد تک رہنا محال ہی (دیکھ لینا)

(۹) خود بہشت اور دوزخ کا موجود ہونا محال ہی (صبر کرو دیکھ لوگے)

(۱۰) ابراہیم (علی نبینا و علیہ السلام) کو آگ کا نہ جلانا خلاف نیچر اور محال ہی (کلا) یعنی ایسا ہرگز نہیں

(۱۱) اشارۂ انگشت سے کرۂ قمر کا دو ٹکڑے ہونا محال ہی (کلّا)

(۱۲) پتھر سے پانی کے بارہ چشمون کا جاری ہونا محال ہی (کلّا)

(۱۳)[ل۱] بوسیدہ لاش کا زندہ ہونا محال ہی (کلّا)

اصل دوم کے فروع

اصل دوم یعنی آزادی گو بجاے خود نیچر پرستی کی ایک شاخ اور فرع ہی اور کوئی مستقل اصل اصول تہذیبیہ سے نہین ہی مگر چونکہ اہل تہذیب کے اکثر معاملات اور معاشرات کا مدار اسی پر ہی اور وہ اس نیچر کی نازنین بیٹی کو (گڈ مدر)[ع۲] یعنی شفیق مان کہتے ہین لہذا ہمنے اوسکو اصول مین داخل کرنا مناسب سمجھا اور اصول کی ترتیب مین اوسکو ہمدردی اور رفاہ جوئی پر اسواسطے مقدم کرکے دوم درجے مین رکھا کہ اہل تہذیب کے ہان بعد نیچر پرستی کے یہی زیادہ تر مہتم بالشان رکن ہی اور نیز اسلیے کہ مان بیٹی پاس پاس رہین۔ اسکے بھی فروعات بہت ہین ازانجملہ چند بطور نمونے کے لکھے جاتے ہین

(۱) فرع اول انسان پر کسی نبی یا ولی یا حکیم کی تقلید اور اوسکے اوامر ونواہی کی پابندی اوسوقت تک واجب نہین ہوسکتی کہ وہ خود اپنی خاص عقل سے اوس نبی یا ولی یا حکیم کے اقوال وافعال کی حقیت اور واقعیت نہ دریافت کرلے۔

(۲) فرع دوم۔ آدمی کو ملکی اور قومی مراسم مین سے صرف اونھین رسومات کی پابندی

[ل۱] قاعدہ نیچر پرستی پر علاوہ مذکورہ کفریات کے اور بھی بہت کچھ عقائد واہیہ متفرع ہوتے ہین مگر اسکا ذکر کرنا اس مقام پر نہ ضروری ہی اور نہ ہماری طبیعت مین ایسے زندیقانہ مقولات کے سوچنے بولنے اور لکھنے کی برداشت ہی اور یہ چند تفریعات جو قلمبند کیے گئے ہین صرف اسلیے کہ نیچر پرستو نپر ظاہر ہوجاے کہ طبیعت اور نیچر کو فاعل مختار تسلیم کرنے کے بعد مذکورۂ بالا کفریات کو لا محالہ تسلیم کرنا پڑتا ہی اور نیز یہ کہ نیچریت اور اسلام ایک وقت مین جمع نہین ہوسکتے اور نیز یہ کہ باوصف نیچریت مسلمانی کا دعوی کرنے والا اپنے دو دعوون مین سے ایک مین صریح جھوٹا ہی غور سے دیکھو۔

[ع۲] اونکا مقولہ ہی کہ (فریڈم از اور گڈ مدر) یعنی آزادی ہماری مادر مشفقہ ہی

جائز ہو جنکی پابندی سے اوسکو یا اوسکی قوم کو جسمانی یا مالی اور علمی منفعت حاصل ہو سکے اور وہ رسم و رواج جسکے پابند ہونے سے خود کو یا قوم کو راحت اور منفعت نہین پہونچ سکتی پابند ہونے کے قابل نہین ہو بلکہ اوسکا مٹانا فرض ہو۔

(۳) فرع سوم۔ جن مذہبی یا رسمی قیود اور تکالیف مین متعلق معاش کوئی فائدہ اور ثمرہ نہو اور معہذا وہ جسمانی آسایش مین مخل بھی ہون اونمین دل اور دماغ کو مقید رکھنا مطلق ناجائز ہو۔

(۴) فرع چہارم۔ جو لوگ سنن محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور احادیث احمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پابند ہین اور بغیر ذاتی تحقیق کے اوس پابندی کو واجب سمجھتے ہین اور جو لوگ ملت عیسویہ اور احکام انجیلیہ کے مقلد ہین اور بے سوچے سمجھے اس تقلید کو اپنے اوپر لازم کر لیتے ہین۔ اور جو منو شاستر کی کن مکن اور گو مگو سے مقید ہو رہے ہین اور بلا استدلال اوس تقلید کی بیڑی اپنے پاؤن مین ڈالے ہوے ہین مہذبین کے نزدیک یہ سب افتراض غیر مفروض اور التزام غیر لازم کی بلا مین مبتلا ہین یعنی ان لوگون نے اپنے ذمے ایسی باتون کو فرض کر لیا ہو جو درحقیقت اونپر فرض نہ تھین اور ایسے امور کو لازم کر لیا ہو جو فی الواقع لازم نہ تھے۔ (کلّا)

فروع الفروع

(۱) رمضان کے دنونمین بھوک پیاس کی زحمت اوٹھانا اور موسم سرما مین سرد پانی سے نہانے یا وضو کرنے کی مصیبت سہنا ایک قسم کی خودکشی ہو۔

(۲) حج اور جاترا کے واسطے دور و دراز ملکون سے سفر کر کے جانا اور جان و مال کو اقسام خطرات مین ڈالنا اپنی جان و مال پر ظلم ہو۔

(۳) روپیہ جیسی دولت کو بنک مین جمع کر کے خود نہ کمانا اور صدقہ و زکوۃ کے کھن سے کھلوا دینا بے نصیبی ہی۔

(۴) تلاوت اور وظائف خوانی مین وقت صرف کرنا اور بجاے اوسکے کسی تاریخی کتاب یا طبعی رسالے سے تجربے اور حکمت کا سبق نہ لینا ایک گونہ تضییع اوقات ہی۔

(۵) اعراس مشائخ اور رسمی یا مذہبی میلون کے واسطے روپیہ خرچ کر کے جانا اور بجاے اوسکے بڑے بڑے شہرون کے عجائب خانے نمائیشگاہین دیکھکر معلومات اور تجارب کو ترقی ندینا کم فہمی ہی۔

(۶) فجر کو چار بجے اوٹھکر مسجد کے تاریک گوشون مین جا بیٹھنا اور بجاے اوسکے باغ اور جنگل مین جا کر پھولون مین چھنی ہوئی نسیم کا لطف نہ اوٹھانا محرومی ہی۔

(۷) شادی اور غمی کی بیشمار رسمون مین روپیہ صرف کرنا اور جان جوکھون مین ڈالنا حماقت ہی۔

(۸) مذہبی کتابون کی اون باتون کو تسلیم کر لینا جو اپنی سمجھ سے باہر ہین جنون ہی۔

(۹) قیامت کے موہوم عذاب سے ڈر کر دنیا کی موجودہ لذتون سے محروم رہنا افسوسناک بات ہی۔

اصل سوم کے فروع

ہم مقالۂ اولی مین لکھ چکے ہین کہ مذہب تہذیب کے اصول مین صرف ہمدردی ایک ایسا رکن ہی جسکا اکثر حصہ صحیح اور درست ہی اور جب ایسا ہی تو اسکے فروعات بھی علی الاکثر صحیح ہونگے۔

(۱) فرع اول - انسان پر واجب ہی کہ ہمیشہ اپنی قوت اور کوشش کو ایسے کامون مین صرف کرے جنکا فائدہ اور نفع اوس سے متجاوز ہو کر اوسکے قومی بھائیونکو کلاً یا بعضاً پہونچ سکے

(۲) فرعِ دوم - آدمی اپنی عقل سے جو کارآمد چیز اختراع کرے یا اپنی محنت اور مشقت سے جو مفید علم اور ہنر حاصل کرے واجب ہی کہ اوسکے شائع کرنے مین بخل اور تساہل کو روا نرکھے بلکہ احسن ہی کہ جسقدر محنت اور مشقت اوس چیز یا اوس علم کے حاصل کرنے مین اوٹھائی گئی ہی اوسیقدر یا اوس سے زیادہ سعی اور اہتمام اوسکی اشاعت اور اجرا مین کیا جاے -

(۳) فرعِ سوم آدمی کو لازم ہی کہ اپنے خاص شغل اور خاص صنعت کے سہل اور آسان کرنے کے واسطے علی الدوام اپنی عقل اور راے کو استعمال کرتا رہے اور جب اوس صنعت کا آسان کرنیوالا طریقہ معلوم ہو جاے تو اوسکو عام فہم عبارت مین مشتہر کرے -

(۴) ہر شخص پر واجب ہی کہ اون جملہ قولی اور فعلی حرکات سے اجتناب کرے جنسے اوسکے قومی بھائیون کو ضرر پہونچ سکتا ہی اور معہذا اوس حرکت مین نہ قومی منفعت متصور ہی اور نہ ذاتی -

(۵) جب قوم کے کسی خاص یا گروہ کی مالی حیثیت یا علمی حالت ناقص ہو تو قوم کے اہل اقتدار پر واجب ہی کہ وہ اوس حیثیت یا حالت کی ترمیم کے واسطے مناسب مدد دین -

ہمدردی کے فروع الفروع

(۱) ریل اور تار اور دوسری عجیب و غریب اور کثیر المنفعت چیزون کی ساخت کے اصول اور قواعد تصنیف کرکے بیدریغ شائع کرنا -

(۲) مسمیریزم جیسے کرامت مثال علم کو تدوین کرکے عام کرنا -

(۳) مادۂ برقیہ اور ناریہ کے حیرت انگیز افعال و خواص کو قلمبند کرکے تمام عالم پر واقف کرنا

سلہ متاخرین نے تحقیق کیا ہی کہ ہر چیز مین دو قسم کا مادہ موجود ہی ایک برقیہ دوسرا ناریہ اور اون دونون مین تجاذب ہی اور اس تجاذب پر اونکے بہت سے جدید مسائل متفرع ہین ۱۲ منہ

(۴) قومی تعلیم کے واسطے چندہ جمع کرکے مکاتب اور مدارس جاری کرنا۔
(۵) قومی تجارت اور معلومات کو ترقی دینے کے لیے کتب خانے اور نمائشگاہین مقرر کرنا۔
(۶) قومی جاہ وحشمت اور عزت محفوظ رکھنے کی غرض سے اطراف عالم کی قومون سے بزور بازو بزور زر بزور زبان بزور قلم بزور تدبیر اور بزور تزویر مقابلہ کرنا۔
(۷) قوم کو موجودات عالم کے عجائبات پر مطلع کرنے کی غرض سے سفر اور سیاحت کی بیشمار مصیبتین گوارا کرنا۔
(۸) قوم کی صحت اور تندرستی محفوظ رکھنے کے واسطے صفائی اور تعمیر کے انتظامات کو ترقی دینا۔
(۹) قومی بیمارون کے واسطے خیراتی شفا خانے اور دوا خانے مقرر کرنا۔
(۱۰) قوم کے لنگڑے لولے اندھے اور اپاہجون کی پرورش کے لیے محتاج خانے بنانا۔
(۱۱) قومی یتیمون بیکسون اور لاوارثون کی تربیت کے واسطے یتیم خانے قایم کرنا۔

اصل چہارم کے فروع

ناظرین کو پہلے مقالے مین معلوم ہو چکا ہر کہ جو رفاہ جوئی مذہب تہذیب کا رکن ہر اوس سے صرف مالی فراخی اور وسعت کا طلب کرنا نہین مراد بلکہ مالی علمی عملی اور خلقی چارون قسم کی دولت مین توسّع[1] اور ترفہ تلاش کرنیکا نام رفاہ جوئی ہر پس اب معلوم کرنا چاہیے کہ فروع بھی اس رکن کے چار قسم ہین۔
قسم اول وہ فروع جو مالی رفاہ جوئی پر متفرع ہوتے ہین اور وہ بہت ہین ازانجملہ ایک یہ

[1] توسّع فراخی وکشایش۔ ترفہ۔ آسودگی اور خوشحالی۔

(۱) کہ مہذب آدمی جسمانی اور دماغی قوت کو ایسے کامون مین بلا دریغ صرف کرے جنمین مالی منفعت کا ہونا یقینی ہو۔

(۲) دوم یہ کہ جو کام حصول زر کا وسیلہ ہو اور اوسکے بعض[۱] لوازم شریعت انبیا کے مخالف ہون تو اوسکے اختیار کرنے مین مقلدانہ پس و پیش کو روا نرکھے اور نعیم موجود کو جحیم موہوم کے خوف سے ہرگز نچھوڑے۔

دوزخ ۱۲

(۳) سوم یہ کہ مالی وسعت اور فراخی کے واسطے جسقدر ذریعے اور وسیلے ممکن ہون اون سب مین دست اندازی کر کے دولت زر کو ترقی دے یعنی اگر ملازم تنخواہ دار یا مستوفی وظیفہ خوار ہو اور باوجود اسکے صیغۂ تجارت صناعت یا زراعت سے بھی اکتساب زر اور تحصیل دولت کر سکتا ہو تو قاعدۂ رفاہ جوئی کی رو سے واجب ہو یا

حاصل کرنا ۱۲

مناسب ہو کہ دولت جمع کرنے مین ان وسائل سے بھی مدد لے اور اسی طرح پر اگر تاجر یا صنّاع یا زمیندار ہو اور علاوہ اپنے خاص پیشے کے اور دوسرے اسباب تمول سے بھی روپیہ کما سکتا ہو تو چاہیے کہ اون اسباب کو بھی اختیار کرے اور علی ہذا القیاس اگر بادشاہ ہو اور علاوہ صیغۂ خراج کے ابواب تجارت صناعت اور زراعت وغیرہ سے خزانۂ شاہی کو ترقی دینا ممکن سمجھتا ہو تو واجب ہو کہ ناموس شاہی چھوڑ کر اور حجاب ظل اللٰہی کو پھاڑ کر اپنے ملک کے سوداگرون پیشہ ورون اور کشاورزون کا لباس بھی پہنے اور جن اجناس اور اعمال سے وہ نفع اوٹھاتے ہین یہ بھی اوٹھائے قسم[۲] دوم وہ فروع جو عملی رفاہ جوئی پر متفرع ہوتے ہین اور وہ بھی بہت ہین منجملہ اونکے

---

[۱] مثلاً لاٹری ڈالنے کا طریقہ بعض شرکا کے واسطے حصول زر خطیر کا وسیلہ ہو اور قماریت اوسکو لازم ہو اور وہ شریعت انبیا کے خلاف ہو مگر مہذبین کے ہان اس مخالفت شرعیہ کی کچھ پروا نہین سمجھاتی اور علی ہذا القیاس بنک مین روپیہ داخل کرنا ذریعۂ انتفاع ہو اور ربا ہونا اس انتفاع کو لازم ہو اور وہ حرام شرعی ہو مگر مہذبین کے ہان اسکی کچھ پروا نہین

(۱) ایک یہ کہ جو علوم و فنون دنیوی زندگی کے باغ کو شاداب و سیراب کر سکتے ہین اونکے حاصل کرنے مین مال کو آبرو کو جسم کو جان کو دماغ کو اور ہر قسم کی داخلی[1] اور خارجی قوتون کو بلا دریغ صرف کرے۔

(۲) دوم یہ کہ قسم مذکور کے علوم و فنون جس قوم اور جس عنوان سے حاصل ہو سکین اونکے لینے مین کسی نوع کی ننگ و عار اور عناد و کینے کو مانع نہ سمجھے۔

(۳) سوم یہ کہ اگر بعض علوم و فنون کا حاصل کرنا کسی قسم کی عملی مشق[2] اور استعمال آلات[3] اور ادوات پر موقوف ہو تو واجب ہو کہ اوس عملی مشق کی مشقت کو گوارا کرے اور ان موقوف علیہ آلات کو بہم پہونچاے۔

قسم[4] سوم وہ فروع جو عملی رفاہ جوئی پر متفرع ہوتے ہین اور وہ سب سے زیادہ ہین از انجملہ

(۱) ایک یہ کہ تمام اعضاے بدن کو اون افعال و حرکات کی ورزش مین مشاق کرے جنسے جسمانی صحت اور چستی حاصل ہو سکتی ہو۔

(۲) دوم یہ کہ جو عضو جن دنیوی کامون کے انجام دینے کی لیاقت رکھتا ہو اوسکو معمولی آرام دینے کے بعد اونھین کامون مین استعمال کرے۔

(۳) سوم یہ کہ جب تک اعمال صناعیہ کی حد کمال کو نہ پہونچے اوس وقت تک بدن کے قوی اور اعضا کو اوقات استراحت کے سوا معطل[5] نہ رہنے دے۔

---

[1] داخلی قوتون سے جسمانی اور روحانی مراد ہین اور خارجی سے مالی ناموسی وغیرہ مراد ہین۔
[2] علوم ریاضیہ عملی بالاکثر عملی مشق پر موقوف ہین اور اہل تہذیب اوس مشق کے ذرائعہ عملی وجا الکمال ادا کرتے ہین
[3] بعض علوم ریاضیہ یا اکثر علوم طبعیہ کا ٹھیک ٹھیک سمجھنا اقسام آلات کے استعمال پر موقوف ہو اور ان آلات کو اہل تہذیب نے بالاستیعاب جمع کیا ہو اور بوجہ احسن استعمال کرتے ہین [4] اہل تہذیب کے سوا بہت کم آدمی ایسے ہین جو ہاتھ پانون اور چشم و گوش کو دنیوی کامون کے سوا اور کامون مین نہ استعمال کرتے ہون۔
[5] اہل تہذیب کے سوا جتنے صناعت پیشہ ہین وہ صنعتون کی حد کمال کو مقصود نہین بناتے بلکہ ہر کار کو پیٹ تک نظر رکھتے ہین اور جب پیٹ بھر جاتا ہو کھٹ کھٹ کو خیر باد کہتے ہین

(۴) چہارم یہ کہ جن اعمال سے مالی علمی اور خلقی فوائد حاصل ہو سکین اونکی ورزش مین جسقدر زیادہ ممکن ہو سعی اور کوشش کرے اور اوسوقت تک کہ فوائد مذکورہ کلیۃً حاصل نہولین سلسلۂ عمل ہرگز نہ قطع کرے۔

(۵) پنجم یہ کہ نباتی اور معدنی اجسام اور حیوانی اجزا مین چونکہ ظروف اور آلات کی (جیسے چمڑا ہڈی اور سینگ وغیرہ ۱۲) غیر متناہی شکلین پیدا ہونے کی بالطبع قابلیت ہی لہذا انسان پر واجب ہی کہ ہمیشہ اپنی آسائش آرائش اور افزائش علم کے واسطے اشیاء مذکورہ کی تازہ اشکال اور جدید صورتین اختراع کرتا رہے۔

(۶) ششم یہ کہ عناصر اربعہ اور مادۂ برقیہ کے طبعی افعال اور جبلی خواص چونکہ ہر قسم اور ہر درجے کی حرکت اور جنبش دے سکتے اور ہر نوع کی مدافعت اور مقاومت کرسکتے ہین واجب ہی کہ انسان وہ کُل کام جو گدہے اور خچر اور اونٹ اور گھوڑے اور بیل اور بھینسے اور نیز اپنے ہاتھ پانؤن سے لیتا ہی حُسن تدبیر کے ساتھ انھین بیجان نوکرون سے لے اسلیے کہ یہ آب وگیاہ کی فکر اور مرض و موت کے دغدغے سے بھی آزاد ہین۔

قسم چہارم۔ وہ فروع جو خلقی رفاہ جوئی پر متفرع ہوتے ہین اور وہ تھوڑے سے ہین اسلیے کہ مہذبین کے نزدیک اخلاق کی ضرورت مالی اور علمی ضرورتون سے کم تصور کی گئی ہی مگر باوجود اسکے بھی وہ اخلاق رفاہ کو ایک نعمت سمجھکر حاصل کرتے ہین اور اونکی اس نعمت شناسی پر جو مسائل بطور نتائج متفرع ہوے ہین اونمین سے چند یہان لکھے جاتے ہین

(۱) جن حرکات قولیہ یا فعلیہ سے اہل عالم کی ظاہری عافیت مین خلل واقع ہونے کا احتمال ہو اوسسے پرہیز کرے۔

(۲) جو انسانی خصلت روپیہ اور تلوار کا کام دے سکتی ہی چاہیے کہ اپنے نفس کو اوس

خصلت کے واسطے ہر وقت مستعد رکھے۔

(۳) جو سیرتین اور شمائل حصول زر حصول علم حصول عزت اور حصول جاہ مین مدد دے سکتی ہین اونکا حاصل کرنا اہم فرائض سے تصور کرے۔

(۴) جس صفت یا عادت سے ہر دلعزیز ہونے کی امید ہو اوسکے حاصل کرنے مین تندہی کرے۔

(۵) جس قول یا فعل سے عام بدنامی کا احتمال ہو اوس سے مجتنب رہے۔

(۶) جو اعضائے بدن ایسے ہین کہ بعض اوقات ممنوع اور مکروہ کامون کو اونسے تعلق ہو جاتا ہو واجب ہو کہ اون اعضا کے نامون اور کامونکو عند الضرورت بہت خفی اور لطیف کنایاتؔ[۱] سے ادا کرے۔

(۷) جب اپنے قومی اور ملکی اوضاعؔ[۲] واطوار کو حصول مطالب مین ہارج اور مخل دیکھے تو مناسب ہو کہ کچھہ مدت کے واسطے اوس ملک در اوس قوم کے اوضاع اختیار کرے جس سے وہ مطالب مین متعلق ہین۔

فروع الفروع

(۱) اجناس تجارت کی تحقیقات مین سرگرمی۔ (۲) ذریعۂ معاش کی ترقی اور ازدیاد کے وسائل و اسباب کی جستجو اور تلاش مین توغل۔ (۳) بینکؔ[۳] ور لاٹریؔ[۴] کے منافعات سے تمتع۔ فائدہ مند ہونا۔ غرق رہنا ۱۲

[۱] کنایات جمع کنایہ یعنی کسی مضمون کو ایسے لفظون سے بیان کرنا جنکے ظاہری معنی کچھہ اور ہون مگر کسی مناسبت اور علاقہ سے وہ مضمون بھی سمجھا جاسکے جسکا ان لفظون مین ادا کرنا مقصود ہو مثلاً بول کی حاجت اور براز کی ضرورت کو ہمارے روزمرہ مین قضائے حاجت یا بیت الخلا جانے سے تعبیر کرتے ہین اور ظاہری معنی اونکے یہ ہین۔ حاجت پوری کرنا۔ تنہائی کے مکان مین جانا لیکن چونکہ حاجت پوری کرنے یا تنہائی کے مکان مین جانے کو بول و براز کے ساتھہ علاقہ ہی لہذا ان لفظون سے وہ مخفی مضمون بھی سمجھا گیا۔

[۲] اوضاع۔ جمع وضع۔ اطوار۔ جمع طور۔ وضع سے مراد لباس کی معین شکلین اور نشست و برخاست کے مقررہ طریقے ہین۔ اور طور سے مراد اخلاقی رویہ اور چال چلن ہی۔ اہل تہذیب کو حرم کعبہ کی زیارت کا جب کبھی شوق ہوا ہی تو اونھون نے مہذبانہ اوضاع و اطوار کو کچھہ مدت تک اسلامی لباس اور مسلمانی عنوان سے بدلا ہی۔

[۳] یہ ایک دکان نقود ہی جو ہر ایک بڑے شہر مین سرکار یا معتبر تجار کی طرف سے ہوتی ہی اور زردار لوگ وہ زر جو حوایج ضروریہ سے فاضل ہوتا ہی اوس دکان مین قواعد مقررہ کے موافق داخل کرتے ہین اور اوسکا ماہوار یا سالانہ سود حسب شرح مقررہ لیتے رہتے ہین اور اصل مال کے واپس لینے سے دست بردار ہو جاتے ہین [۴] یہ ایک قسم کا قرعہ ہی جس سے آجکل یورپ امریکا اور ایشیا وغیرہ ممالک مین خرید و فروخت ہوتی ہی اور صورت اوسکی یہ ہی کہ ایک چیز کے متعدد خریدار ہوتے ہین اور ہر ایک کل قیمت کا ایک حصہ داخل کرتا ہی پھر اوس مبیعہ پر خریدار ونکا قرعہ ڈالا جاتا ہی اور جسکے نام قرعہ نکلتا ہی وہ کل مال مبیعہ کا مالک ہو جاتا ہی اور دوسرے خریدار محروم اور مغبون رہجاتے ہین خلا بارک اللہ فیہ

(۴) اجسام طبعیہ کے افعال وخواص دریافت کرنے کے واسطے ایسی دماغ سوز محنتین اختیار کرنا کہ کبھی کبھی ہلاکت پر بھی نوبت آجاے۔

(۵) علوم ریاضیہ کے نظری اور عملی مسائل کو اسدرجہ مشق کرنا کہ خواب مین بھی بڑبڑاے تو مُنہ سے یہی نکلے - نونہسے اکیاسی - ضلع مساوی ضلع کے - زاویہ مساوی زاویے مثلث مساوی مثلث کے وغیر ذالک۔

(۶) ظروف زیور آلات اوزار اور ہر قسم کے سامان آسائش اور آرائش وغیرہ کی صورتین اور شکلین سال بسال اور ماہ بماہ بدلتے رہنا۔

(۷) جھوٹ اور خلاف واقع نہ بولنا کسیکی غیبت اور بدگوئی نکرنا اور اجنبی عورتون کیطرف عاشقانہ اور محبانہ نظرون سے نہ دیکھنا۔

(۸) زبان کو فحش اور لایعنی کلمات سے اور دست وپا کو ناپسندیدہ اور بے فائدہ حرکات سے محفوظ رکھنا۔

(۹) کسیکی مدح اور ستایش سے مغرور نہونا اور اہل خوشامد کی چکنی چپڑی باتون سے دھوکا کھاکر روپیے جیسی دولت کو برباد نکرنا۔

(۱۰) مسلمان بنکر کعبۃ اللہ کا نقشہ کھینچ لانا ہندو بنکر جگناتھ وغیرہ مشہور مندرون کے درشن کرآنا اور عیسائی بنکر اصطباغ کی ماہیت اور کیفیت دریافت کرنا وغیرہ وغیرہ وغیرہ

مذہب تہذیب کی شان اور اوسکی تزییف[1] کی تمہید

یہ نیا مذہب جسکے اصول وفروع جملاً اوپر بیان کیے گئے ہین چونکہ انواع واقسام کے جدید

[1] تزییف سُست اور زبون ثابت کرنا یعنی اسکو اصل اُصل جلیل بتانا اور بیان اعلاوہ یہ کہ تہذیب کی پوشیدہ اور مخفی قباحتون اسلامیہ نیوہپر حقیقتانہ قیمت اور دلائل پیش کرنا۔

اور تازہ مسائل پر مشتمل ہو اور انسان بالطبع جدت پسند ہو لہذا اہل عالم کی نگاہون مین بغایت شاندار اور نہایت پر وقعت معلوم ہوا اور تقریبًا ہر قوم اور ہر طبقے کے متعدد اشخاص نے اپنے پرانے مذاہب کو چھوڑ کر اس جدید مذہب کو قبول کیا اور کرتے جاتے ہین اور گمان غالب ہو کہ اگر چندے اور اہل تہذیب کو بخت مساعد رہا تو دنیا مین ایسے بہت کم آدمی رہجائینگے جو دین تہذیب کے کلمہ گو نہو جائین اسلیے کہ اس مذہب کے اعمال اور ریاضات بخلاف دوسرے مذاہب کے معجل النتائج[۱] اور احکام تکلیفیہ موافق عقول عامہ کے ہین اور نیز عقائد استدلالی[۲] ہین اور انسان بالطبع ایسے کامون کو پسند کرتا ہو جنکا نتیجہ جلد حاصل ہو اور بیساختہ ایسے عقائد کو قبول کرتا ہو جنکو اوسکا ذہن جانچ سکے اور یہ سب باتین دین انبیا مین نہین ہین اور ہونی بھی نہین چاہیین[۳] پس ضرور ہو کہ اگر کچھ مدت تک دنیا مین مغربی تعلیم جاری رہی تو اشخاص عالم کے دل تہذیب کے نور[۴] سے معمور ہو جائین اور پرانے ادیان جس راستے سے آئے تھے اوسی راہ سے لوٹ جائین۔

جب معلوم ہوا کہ تہذیب کی انوکھی شان دوسرے ادیان کے واسطے خطرناک ہو اور ہو مذہب حق صواب مذہب تہذیب کیجانب مخالف مین ہو تو ہوا خواہان حق پر واجب ہوا کہ وہ اوسکی اعانت اور اوسکے نقیض کی اہانت جیسے پہلے تلوار سے کرتے تھے اب قلم سے کرین

[۱] یعنی اونکے نتائج اور ثمرات یہین دنیا مین ملجاتے ہین اور دوسرے مذہبون کے اعمال اور ریاضات موجل النتائج ہین یعنی اونکا پھل وہان ملتا ہو۔ [۲] یعنی معمولی دلیلون سے ثابت ہو جاتے ہین۔

[۳] یہ اسواسطے کہ وضع ادیان اور شرائع سے عبودیت الٰہی اور بندگی خدا اسکی مقصود ہو اور جس صورت مین عقائد اور اعمال طبعی خواہشون کے موافق ہوئے تو پھر عبودیت الٰہی اور بندگی خدا کہان رہی وہ تو بندگی نفس اور عبودیت طبیعت ہو یعنی جن عقائد اور اعمال کے ماننے اور کرنے پر مامور ہوا ہو اگر اوسکی طبعی خواہش کے خلاف ہین تو اونکا ماننا اور کرنا اسبات پر دلالت کرتا ہو کہ مامور نے آمر کی اطاعت کی ہو اور اگر اوسکی طبعی خواہش کے موافق ہین تو اونکا ماننا اور کرنا اپنی طبیعت اور خواہش کا حکم بجالانا ہو پس اگر نہایت تعمق اور غور کے ساتھ دیکھا جاوے تو دین تہذیب اور ادیان انبیا مین وہی فرق ہو جو خود پرستی اور خدا پرستی مین ہو سمجھ لو۔ [۴] اہل تہذیب کا زعم یہ ہو کہ تہذیب ایک نور ہو جسنے تاریک دنیا مین اجالا کر دیا ہو۔

اسلیے کہ طرف ثانی نے تلوار کا کام قلم سے لینا شروع کیا ہو اور یہ کسیطرح مناسب اور قرین قیاس نہین معلوم ہوتا کہ قلم کے سوالات کا جواب تلوار پر محول کیا جاے بلکہ مناسب ہو کہ اگر اونھون نے ہمکو اسلام مین ترمیم کرنے کی راے دی ہو تو ہم اونکو تہذیب مین تبدیل کرنیکا مشورہ دین اور اگر اونھون نے ہمکو اختیار تہذیب کیطرف بلایا ہو تو ہم اونکو تشریف اسلام کی دعوت دین اور اگر اونھون نے ہمسے سویلیزیشن اختیار کرنے پر دنیوی عزت اور امتیاز کا وعدہ کیا ہو تو ہم اونکو مشرف باسلام ہونے پر وہ وعدے یاد دلائین جو خداوند عالم نے ہمسے کیے ہین اور اگر اونھون نے ہمارے معتقدات کو ایک وہمی دلیل سے رد کیا ہو تو ہم اونکے مزعومات کو دس یقینی براہین سے باطل ثابت کرین اور اگر اونھون نے ہمکو دنیوی ترقی کرنے مین سست اور کاہل ثابت کیا ہو تو ہم اونکو اخروی نجات حاصل کرنے مین کاہل اور مجہول ثابت کرین اور اگر اونھون نے ہمکو فانی دولت کے وسائل تعلیم کرکے ممنون کیا ہو تو ہم اونکو جاودانی نعمتون کے ذریعے تلقین کرکے احسانمند کرین اور اگر اونھون نے ہمکو اسلام کی وہ آیندہ خراب حالت بتانے کے واسطے فیوچر آف اسلام لکھی ہو جو چند روز سے زیادہ نہین رہسکتی تو ہم اونکو تہذیب کا وہ خراب انجام بتانے کے واسطے مآل التہذیب لکھین جو ابد الآباد تک رہیگا پس اب چاہیے کہ ہم

آیندہ مقالے مین دین تہذیب کے اصول و فروع

مذکورہ پر محققانہ بحث کرین

وھو الموفق للافتتاح والاختتام

الاسلام یعلو ولا یعلی

مقالہ انتہا بابت ماہ رمضان سنہ ۱۳۰۳ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنفہ عمدۃ المحققین جناب مولانا محمد قمر الدین مدظلہ منجملہ مقالات رسالہ ماہوار

مآل التہذیب

جو مسلمانون کو نیچر پرستون کے مکر و فریب سے اور نیچرون کو نیچر کے دھوکے سے بچانے کے لیے بہ تعمیل ارشاد حضرت مصنف مدظلہ العالی

مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰہم انصر من نصر دین محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) واجعلنا منہم واخذل من خذل دین محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) ولا تجعلنا منہم۔

ہمنے دوسرے مقالے کے اخیر فقرے مین وعدہ کیا تھا کہ آل التہذیب کا آیندہ مقالہ اوس محققانہ بحث سے شروع ہوگا جو ہمکو دین تہذیب کی نسبت کرنی ہی مگر مقالۂ مذکورہ کی ترتیب اور تکمیل کے بعد یہ امر واجب معلوم ہوا کہ تاثیرات تہذیب کو مجمل طور پر قلمبند کرکے ایک تیسرا مقالہ بھی داخل بتمہید کیا جائے تاکہ ناواقف ناظرین کو دین تہذیب کی نسبت زیادہ بصیرت حاصل ہوجائے بنا علیہ ہم اوس وعدے کا ایفا چوتھے مقالے پر محول کرکے (یعنی حوالہ کرکے ۱۲) بالفعل مقالہ تاثیریہ[1] کی ترتیب اور تالیف پر قلم اوٹھاتے ہین

مذہب تہذیب کا اہل عالم پر کیا اثر پڑا ہی

اوس عام شرک اور بت پرستی نے جو زمانۂ فترت[2] انبیا مین ظلمت شب کے مانند

[1] چونکہ اسمین مذہب تہذیب کی تاثیرات کا ذکر ہی اسیواسطے اسکا لقب تاثیریہ رکھا گیا۔

[2] فترت سستی اور ڈھیل حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کے بعد سے لیکر جناب خاتم الانبیا کے عہد مبارک تک جو قریب ساڑھے پانچ سو برس کا زمانہ ہی اسیکو فترت رسل اور فترت انبیا کا زمانہ کہتے ہین اسلیے کہ اس زمانے سے پیشتر ہر ایک عہد مین انبیا اور رسل علیہم السلام جلد جلد مبعوث ہوتے تھے اسقدر ڈھیل اور سستی بعثت انبیا مین کبھی نہو ئی تھی پس یہ زمانہ اون اگلے زمانون کی نسبت زمانۂ فترت ہو۔

تمام عالم پر چھا گئی تھی عالم اور اہل عالم پر یہ اثر کیا تھا کہ قریبًا کل معمورۂ[1] زمین شیطان کا مطیع و مسخر ہو کر عالم قدس[2] کے خاص انوار اور برکات سے خالی ہو گیا تھا اور فرزندان آدم علیہ السلام انسانی صفات اور کمالات سے سراسر معرّی ہو کر وحوش اور بہائم کی مثل طریقۂ معیشت اور وتیرۂ معاشرت اور اندیشۂ آخرت سے بالکلیہ غافل ہو گئے تھے شہرون کے شہر آپسکی اخلاقی برائیون اور وحشیانہ عداوتون سے خانۂ بے چراغ و بے سامان کی طرح بے نور اور بے رونق ہو گئے تھے۔ آدمیون کے دلون اور دماغون مین وساوس فاسدہ اور توہمات واہیہ نے گھر کر لیا تھا ایسی تباہ اور سیاہ حالت مین آفتاب[3] ہدایت نے حجاز کی پہاڑیون سے طلوع کر کے تاریک جہان کو نور توحید سے روشن کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ اوسکی روشن شعاعین اطراف عالم پر تابان ہونے لگین۔ سیکڑون برسون کی پرانی ظلمتین اور تاریکیان دلون اور دماغون سے رخصت ہوئین۔ اکثر حصۂ آبادی سے اعجوبہ پرستی اور شیطانی رنگ آمیزی نے قافلہ[4] بر قافلہ کوچ کیا اور خداے برحق کی مقدس عبادت کا چارونطرف ڈنکا بج گیا۔ نفاق اور دوروئی کی دکان سرد ہوئی اور سچائی اور راستبازی اور یکرنگی کا بازار گرم ہوا۔ طلسمات[5] اور نیرنجات کے دھندلے اور ٹمٹماتے چراغ گل ہوئے اور اونکی جگہ علوم

---

[1] تین چوتھائی زمین سمندر مین غرق ہے اور ایک چوتھائی باہر ہے اسی پر آدمیون کی عمارت اور آبادی ہے اور اسی لیے اسکو معمورۂ زمین کہتے ہین یعنی زمین کا وہ حصہ جو آدمیون سے آباد ہے۔

[2] عالم قدس یعنی وہ جہان جسمین سراسر تقدس اور طہارت ہے اور وہ صفات الٰہی یا ارواح و ملائکہ کی تجلی گاہ ہے کنایہ ہے۔

[3] ذات سرور کائنات سے کنایہ ہے۔ [4] قافلہ بر قافلہ کوچ کرنا جلد جلد اور پے درپے کوچ کرنے سے کنایہ ہے۔

[5] طبیعت جسمیہ سے جو عجیب و غریب افعال اور آثار سرزد ہوتے ہین اونکو طلسمات اور نیرنجات کہتے ہین مثلًا مادہ فاسفورس جب کسی جنگل کی مرطوب ہوا مین بھر جاے اور رات کے وقت موافق اپنی عادت اور طبیعت کے اوس ہوا کے اندر شعلہ ناری کے مثل روشن ہو کر نمایان ہو جیسا کہ آجکل مقام جاورہ مین ہو رہا ہے اوسکو طلسم اور نیرنج طبعی کہتے ہین یہانپر طلسمات اور نیرنجات کے چراغون سے علوم طبعیہ مراد ہین۔

حق شناسی کی پرنور مشعلین روشن ہوئین۔ خلائق نے اپنی فنا کا بھولا ہوا سبق دوبارہ یاد کیا۔ جاہ جوئی اور طول امل کے رشتے یک لخت کٹ گئے۔ زیادہ طلبی طبیعتون سے دور اور حب دنیا دلون سے کافور ہوگئی قریب تھا کہ تمام انسانی نسلین رنگ یکرنگی مین رنگ جائین اور داغ دورنگی چہرۂ عالم سے بالکلیہ مٹ جاے مگر نیرنگی تقدیر نے دفعۃً صرصر نفاق کا ایک ایسا جھوکا چلایا جسنے تمام نورانی مشعلین اور قندیلین بجھا دین؎
خاک تو بوئی بولایت سپرد✦ باد نفاق آمد و آن بوی برد✦ اب پھر دوبارہ اوسی قدیم[1] جہالت نے مگر جدید تہذیب کا لقب پاکر ظہور کیا اور اوسی پُرانی تاریکی نے لیکن نئی روشنی کا خطاب پاکر جلوہ دیا۔ اس نئی روشنی نے جو درحقیقت ایک عجیب قسم کی ظلمت ہی چار ناری شعلون سے ترکیب پائی[2] اور گو اس چونکہ چراغ کے ناری شعلے بہت کم عرصہ سے مشتعل ہوے تھے مگر انکی تابش اور تپش اور دھوئین سے اسی عرصہ قلیل مین صدہا نیرنجی کارخانے روشن ہوے ہزارہا ایمانی خرمن جلکر خاک سیاہ ہوے اور لاکھون دماغ زکام زدہ اور شوریدہ ہوکر بجیس ہوگئے مگر بااینہمہ اس انوکھے مذہب کا نام تہذیب ہی رہا اور لوگ اوسکی بُری تاثیرون سے غافل ہوکر ظاہری آب وتاب اور چمک دمک پر فریفتہ ہوتے چلے جاتے ہین۔

پس اب مذہب تہذیب کی اوسقدر تاثیرون کا بیان کردینا مناسب ہی جس سے ناظرین اسکی شان کذائی اور افعال و خواص مستنبط کرکے فی الجملہ ہوشیار اور واقفکار ہوجائین

---

[1] قدیم جہالت سے مراد شرک اور بت پرستی ہی اور جس چیز نے آجکل تہذیب کا لقب پایا ہی وہ درحقیقت ایک شعلہ شرک اور بت پرستی کا ہی صرف اسقدر فرق ہی کہ پرانی بت پرستی مین بت ایک مجسم صورت اور محسوس چیز تھی اور حال کی بت پرستی مین جو شی بت ہی وہ ایک مدعا نی اور غیر محسوس چیز ہی اور نیز یہ فرق ہی کہ قدیم بت پرستی کا بت ایک معطل اور بیکار تصویر تھی اور حال مین جو بت ہی وہ تمام عالم جسمانی کا مختار بر واقع ہی

[2] چار ناری شعلے تہذیب کے ارکان اربعہ سے کنایہ ہین اور دین تہذیب کو انھین چار ارکان کے لحاظ سے چونکہ چراغ کہا گیا

تاثیر مذہب کی بحث اکثر ناظرین کو ایک اعجوبہ اور نادر بحث معلوم ہوگی مگر میرے نزدیک یہ ایک ضروری امر ہی کہ جب کسی چیز کے احقاق یا ابطال سے بحث کیجاے اول اوسکی خاص تاثیرین اور خاصیتین بیان کردیجائین تاکہ استدلال (دلیل قائم کرنا ۱۲) اور استشہاد (شاہد اور گواہ بنانا ۱۲) کے مقام مین حیرت انگیز دقتین جو امر مبحوث عنہ کی حقیقت اور ماہیت کے مبہم رہنے سے پیدا ہوتی ہین پیش نہ آئین اور علاوہ برین مذہب تہذیب کی تاثیرون اور خاصیتون کے بیان کردینے مین ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہی کہ ان تاثیرات کو ایک جگہ جمع دیکھکر رسا طبیعت والے حضرات خود اوسکے ابطال پر استدلال کرسکین گے اور دوسرے قسم کے اشخاص ہمارے اون دلائل اور براہین کو جو آگے چلکر اپنے اپنے موقع پر قلمبند کیے جائینگے باسانی سمجھ لین گے۔

اسی امر کو واضح کرنے کے واسطے کہ کسی چیز کی تاثیرات اور خاصیات کے معلوم ہونیسے اوسکے ابطال یا احقاق پر باسانی استدلال ہوسکتا ہی یہ ذیل کی چند نظیرین قلمبند کی جاتی ہین۔

(۱) میوہ فروش یا حلوا فروش کو آپ صاحبون نے اکثر دیکھا ہوگا کہ وہ اپنے خوان کی چیزون کی نسبت لوگون سے یہ نہین کہتا کہ تم یہ میوہ یا حلوا ضرور خریدو بلکہ اپنی چیز کی تاثیرین اور خاصیتین بیان کرتا ہوا چلا جاتا ہی اور سامعین اون تاثیرات اور خاصیات کو سُنکر اوس چیز کی خریداری پر اسلیے آمادہ ہوجاتے ہین کہ اونکو ان تاثیرات کے معلوم ہونے سے اوسکے نافع ہونے پر ایک برہان ہاتھ لگ گیا تھا جسنے خریداری اوس چیز کی واجب کردی ہی۔

(۲) ایک فصیح و بلیغ واعظ یا خطیب جب لوگون کو افعال ذمیمہ سے نفرت یا اعمال حسنہ

کی رغبت دلانا چاہتا ہو یہ ہرگز نہین کہتا کہ تم فلان کام کرو اور فلان مت کرو
بلکہ دونون قسم کے افعال وحرکات اور اخلاق وعادات کی تاثیرین اور خاصیتین
بیان کردیتا ہو پھر سامعین اون تاثیرون اور خاصیتون کو سُنکر اون کامون کی
مضرت یا منفعت پر استدلال کرتے ہین۔

(۳) حکیمانہ خیالات کا معلم اپنے مکتب یا مدرسے کے طلبا کو تحصیل علم اور ازالۂ جہل پر
آمادہ کرنے کے واسطے دونون چیزون کی اچھی اور بُری تاثیرین بیان کردیتا ہو
پھر طلبا اون تاثیرات مین اپنا فکری تصرف کرکے فضیلت علم اور مذمت جہل پر استدلال
کرلیتے ہین۔

(۴) عزیمت خوان اور تعویذنویس اپنے عمل اور نقش کی خاصیتین بیان کرتے
ہین اور سامعین اون خاصیتون کو سُنکر اوس عمل یا نقش کے نافع ہونے پر اپنے
ذہن مین دلیل قایم کرتے ہین اور اوسی دلیل کے تقاضے سے خواہشمند ہوتے
ہین کہ وہ منتر یا جنتر جس قیمت کو ملے حاصل کرلین۔

(۵) طبیب لوگ جب عوام الناس کو کسی نباتی یا معدنی چیز کے استعمال سے باز رکھنا
یا اوسکے استعمال کی رغبت دلانا چاہتے ہین اوسکے افعال وخواص کا بیان کردینا
کافی سمجھتے ہین اور کوئی زائد بحث اس موقع پر نہین لاتے پھر لوگ اون افعال و
خواص کو معلوم کرکے خود اوس چیز کے واجب الاستعمال یا لازم الاجتناب ہونے پر
دلائل اور براہین قایم کرلیتے ہین۔

جب بیان مذکورسے ناظرین کو معلوم ہوا کہ کسی چیز کی خاصیات اور تاثیرات کا
بیان سامعین کو اوسکے نافع یا مضر ہونے پر دلیل قایم کرنے کی قوت دیتا ہو تو اب

مناسب ہی کہ ہم صحیح اور محقق طور پر مذہب تہذیب کی اون تاثیرات کو جو اسوقت تک ظہور مین آکر ہمکو بھی معلوم ہوگئے ہین لکھدین تاکہ اونکے دیکھنے سے ناظرین مآل التہذیب کو اپنے اپنے[1] مذاق کے موافق آئین تہذیب کی کیفیت کذائی پر دلائل اور براہین قایم کرنے کی ایک گونہ استعداد بہم پہونچے۔

نیچر پرستی کی تاثیرین

دین تہذیب مین سب سے زیادہ پر وقعت اور سب سے زیادہ مہتم بالشان رکن نیچر پرستی ہی اور دوسرے ارکان کی تاثیرات اور خاصیات کی نسبت اسی رکن کی تاثیرین اور خاصیتین نیچر پرستون کے لیے زیادہ تر خطرناک اور ناظرین مآل التہذیب کے واسطے زیادہ تر قابل غور ہین۔

زمین کے اوپر اور اندر جو عجیب الخواص چیزین اب ہین وہ پہلے بھی تھین اور

---

[1] قولہ اپنے اپنے مذاق الخ یہ بات ظاہر ہی کہ جسطرح پر افراد انسانی کے مزاج مختلف ہین ویسے ہی اونکے علمی اور عملی مذاق بھی الگ الگ ہین جیسا کہ ایک شخص کو بعض کھانے اور پینے کی چیزین مرغوب اور دوسرے کو نامطبوع ہوتی ہین ویسا ہی بعض خیالات اور اعمال ایک آدمی کو پسند اور دوسرے کو ناپسند ہوتے ہین مثلاً زید کو جو منجم ہی اجرام علویہ اور تاثیرات نجومیہ کی بحث مطبوع ہی اور برخلاف اسکے بکر کو جو طبیب ہی یہ بحث نامطبوع اور بجاے اسکے بدن انسانی کے امراض اور اون امراض کے اسباب اور علامات کی بحث مرغوب ہی وہ اپنی قوت اور وقت کو اونھین مسایل کی قیل وقال اور وہم وخیال مین صرف کرنا پسند کرتا ہی جو افلاک اور کواکب سے تعلق رکھتے ہین اور یہ اس قسم کی بحثون مین وقت صرف کرنیکو تضییع اوقات جانتا ہی۔ زید کسب معاش کیواسطے اور جملہ وسائل معاش کو حقیر سمجھکر پیشہ زرگری اختیار کرتا ہی اور خالد سب پیشہ کمینہ تصور کرکے تجارت پسند کرتا ہی پس ہم کہہ سکتے ہین کہ منجم کو طبیب سے علمی مذاق مین اور زرگر کو تاجر سے عملی مذاق مین اختلاف ہی۔
جب معلوم ہوا کہ لوگ علمی اور عملی مذاق مین باہم مختلف ہین اور یہ اختلاف کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہی کہ ایک آدمی دوسرے کی پسندیدہ چیز کو ناپسند کرتا ہی اور اوسکی حق جانی ہوئی بات کو باطل جانتا ہی تو اب یہ ایک ضروری امر ہی کہ آئین تہذیب کی تاثیرات اور خاصیات کے دیکھنے سے ماہیت تہذیب کی نسبت ناظرین مآل التہذیب کے اقوال اور خیالات باہم مخالف اور متباین ہو جائین مثلاً جو حضرات دین انبیا کی حلاوت چکھ چکے اور اوسکے پوشیدہ اور ظاہر انوار کا مشاہدہ اور اوسکی ابدی برکتون کو باطنی طور پر ملاحظہ کر چکے ہین وہ اُن تاثیرات اور خاصیات تہذیبیہ کو دیکھکر طریق تہذیب کو ایک خطرناک راستہ جانینگے اور جو شرعی مذاق سے بے بہرہ اور حلاوت ایمان سے بےنصیب ہین وہ انھین تاثیرات کی رو سے اس آئین کو ایک مہذب اور شایستہ آئین تصور کرینگے اور یہی مراد ہی ہماری اس قول سے کہ ناظرین مآل التہذیب اپنے اپنے مذاق کے موافق الخ

عقلِ انسانی کے جوہر مین جو قوت اختراع اب ہو وہ بیشتر بھی تھی مگر چونکہ طبیعت اور نیچر کے آزاد اور خود مختار ہونے کا عقیدہ قلیل الوجود اور وہ بھی ازبس ضعیف تھا اور سوائے اسکے شانِ عبودیت[۱] کا میدان اور عمر موہوم کا دائرہ ایسا وسیع اور فراخ نہ تصور کیا گیا تھا جسمین طبیعیات کی غیر متناہی اور بے گنتی پتلیان نچانے کی گنجایش سمجھی جاتی لہذا اگلے زمانے کے لوگ عمال[۲] طبعیہ سے یہ سب کام جو آج لیے جاتے ہین نہ لے سکتے تھے بلکہ وہ لوگ سوائے سہل الوصول اور معمولی طبعیات کے جنسے انسان غذا یا دوا کا فائدہ اوٹھا سکتا ہو اور دوسرے اجسام طبعیہ سے کام لینے کا ارادہ بھی کمتر کرتے تھے مگر اب جبکہ طبیعت کے آزاد اور فاعل مختار ہونے کا اعتقاد انسانی افراد مین عام اور شائع ہو گیا اور لوگون نے طبیعت کو ہر فعل کا فاعل ہر اثر کا موثر ہر صنعت کا صانع اور ہر موجود کا موجد جانکر ایک قسم کا حکیم اور حاکم خبیر بلکہ خدائے قدیر تصور کر لیا تو ایک عالم کو آثار و افعال طبعیہ کے دریافت کرنیکا شوق ہوا اور جوق جوق مخلوقات تحقیق طبعیات اور استکشاف نیرنجات و شعبدات کیطرف جھک پڑے اور ہزارہا مجہولات طبعیہ معلوم ہو گئے اور ان معلومات کی امداد سے صدہا ابواب معاش جو ابتدائے آفرینش سے لیکر ابتک مسدود تھے مفتوح ہو گئے تا بحدے کہ ہزارون اور لاکھون قسم کے سامان آرایش اور اسباب آسایش جنکا پچھلے زمانے کے ملوک اور سلاطین نے

---

[۱] شانِ عبودیت یعنی بندہ ہونے کی شان یہ ہو کہ اپنے خالق و معبود کی معرفت اور عبادت مین کوشش کرے اور اپنی ساری قوتون کو اوسکی مرضی اور رضامندی کے حاصل کرنے مین صرف کرے اور یہ بات آثار طبعیہ کے تماشے مین مشغول اور مشغوف ہونے سے کوسون دور ہو۔

[۲] عمال طبعیہ۔ عمال عامل کی جمع ہو عامل کارکن اور کارگزار کو کہتے ہین اور عمال طبعیہ سے عنصری کارگزار مراد ہین جیسے آگ ہوا پانی زمین اور بخار وغیرہ ذالک۔ انھین عمال طبعیہ کو انگریزی خوان طلبا جو کہ عربی اصطلاحات سے ناواقف ہین قدرتی نوکرون سے تعبیر کرتے ہین۔

نام تک بھی نہ سنا تھا آج غریب سے غریب اور فقیر سے فقیر کے ہان موجود ہین بیرّ و بحر (خشکی اور تری ۱۲)
کے دشوار گزار راستے جو بادشاہون اور بہادرون کو سفر کرنے سے ڈراتے تھے اسوقت
مسکینون اور اپاہجون کو کوچہ و بازار کی راہون سے بھی زیادہ آسان معلوم ہوتے ہین
رعدؔ[۱] و برق اور جزر و مد اور دوسرے آثار طبعیہ کے مخفی اسباب جو بونصر[۲] اور بوعلی[۳] کی
موشگاف عقلون سے باہر تھے اب غبی سے غبی اور کند ذہن سے کند ذہن بلا تامّل
درویت (یعنی سوچ ۱۲) اونکو سمجھ سکتا ہی۔ جو احمال و اثقال ہزارہا ہاتھی اونٹ گھوڑے اور بیل وغیرہ
جانور ہیأت مجموعی نہ کھینچ سکتے تھے وہ آج صرف تولہ بھر بخار سے بآسانی کھینچ رہے ہین۔
جہان مہینون اور برسون مین ایک چٹھی نہ پہونچ سکتی تھی وہان اب دفتر دفتر خبرین پلون
اور منٹون مین پہونچ رہی ہین۔ جو کام بُناوٹ اور سلائی ذی عقل اور ذی ہنر آدمیون سے
نہو سکتی تھی وہ بھین بے شعور کلین کر رہی ہین۔ جہان جاڑے کے چلّے مین سرد پانی
میسر نہ آتا تھا وہان اب بلیا کھہ اور جیٹھ مین ڈھیرون برف موجود ہی جسقدر آٹا ناگوری
بیلون کے دس گھراسون مین برس روز تک نہ پس سکتا تھا آج ایک دھوان چلی مین
اوس سے زیادہ دو روز مین پس جاتا ہی۔ جس کتاب کی ایک نقل بصد دقت مہینے بھر مین
لیجاتی تھی آج اوسی کے ہزارون نسخے اوسیقدر عرصے مین تیار ہوجاتے ہین۔ جو کام

---

[۱] رعد۔ گرج۔ برق۔ بجلی۔ جزر و مد۔ جوار بھاٹا۔ یہ سب آثار طبعیہ مین سے ہین اور انکے وجود اور حدوث مین حکماے متقدمین و متاخرین کی رائین باہم متخالف ہین مگر فلاسفہ حال کی راے ان امور کی تحقیق مین زیادہ تر شائستہ ہی بلکہ یہ کہنا بھی روا ہی کہ انکی راے اس قسم کی تحقیقات مین ناسخ الآرا ہی واللہ اعلم بالصواب۔

[۲] اس سے مراد ابونصر فارابی ہی جسکو معلم ثانی بھی کہتے ہین اسلیے کہ اوسنے معلم اول یعنی ارسطاطالیس کی کتابونکا یونانی سے عربی مین ترجمہ کرکے گویا اُن مردہ علوم کو از سر نو زندہ کیا تھا۔

[۳] یہ مشہور حکیم ہی جسنے طبعیات کی تحقیق مین امامت کا منصب پایا ہی اسکو ابن سینا اور الشیخ الرئیس بھی کہتے ہین ان دونون حکیمون کا ذکر اور تاریخی ترجمہ تفصیل سے آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

کرامت اور عزیمت سے ہوا کرتے تھے وہ آج مقناطیسی[1] عمل سے ہو رہے ہین حتی کہ جو امور پیشتر محال اور ممتنع سمجھے گئے تھے وہ اب ممکن ہوکر متحقق بھی ہوگئے ہین۔

طبیعت اور نیچر کے انھین مذکورۂ بالا شعبدات نے جو طفلانہ مزاج اشخاص کے واسطے سراسر حیرت اور تماشا تھے عوام کو فریفتہ کر لیا اور رفتہ رفتہ اونکے معتقدات اور خیالات مین اس طبعی سوانگ نے ایک عجیب اور عظیم تصرف کر کے سلامت فطرت اور صفائے باطن کا نور اونسے چھین لیا اور بجاے اسکے اونکے دلون مین قوت استدلالیہ اور مقایسات طبعیہ کا ڈھندھلا چراغ روشن کر دیا۔ اس طبعی معرفت کی روشنی نے انسان کے ایک گروہ کثیر کو علوم طبعیہ اور فنون معاشیہ مین ہوشیار اور تجربہ کار بنا دیا۔ پھر اس طبعی تجربہ کاری نے اون معجزات وکرامات کے اعتقاد کو سست کیا جو قواعد طبعیہ کے خلاف اور عقول انسانیہ کی حد سے باہر تھے۔ پھر اس منحوس بد اعتقادی نے جسکو انکار نبوت اور تکذیب انبیا لازم تھی ملت ابراہیمیہ کے جملہ فروعی مسائل اور عقائد کو طبعیت پرستون کے نزدیک بے وقعت اور حقیر کر دیا۔

جب اِن لوگون نے دین انبیا کے اصول وفروع اور اونکی شریعت شریفہ کے آداب معاشرت اور قواعد معاملت اور طرق عبادت وریاضت اور آئین تزکیۂ نفوس و تہذیب اخلاق اور سواے اسکے اور جملہ مقدس اور سادہ قوانین کو جنسے انسانی اصلاح بآسانی متصور تھی ضعیف اور زبون سمجھ لیا اور اونکے دلون سے قانون الٰہی کی عظمت

[1] یہ ایک اہل یورپ کا اختراع کیا ہوا عمل ہے جسکو وہ مسمیریزم کہتے ہین اس عمل سے ایک آدمی مدہوش کیا جاتا ہے اور وہ حالت مدہوشی مین حالات غیب سے خبرین دیتا ہے کہتے ہین کہ اوسکی اکثر خبرین مطابق واقع ہوتی ہین۔ لیکن صرف مغیبات مکانیہ سے خبر دیسکتا ہے اور غائبات زمانیہ کا حال نہین بتا سکتا یعنی لاہور بیٹھکر کلکتے کا حال بتا دیگا مگر یہ نہ بتا سکیگا کہ کل اور پرسون کیا کیا حادثے ہونیوالے ہین اور مکانیات مین بھی اوسکی غیب گوئی سطح زمین مین محصور ہے احوال سماویہ سے اطلاع نہین دیسکتا لا یعلم الغیب الا ہو۔

جاتی رہی تو اب وہ فکر معاد سے غافل ہوکر ہمہ تن اصلاح معاش کیطرف متوجہ ہوگئے۔ چونکہ نیچر پرستی نے نیچریون کے نزدیک مسئلہ تقدیر کو (جو حقیقی تہذیب کا ایک واجب الاعتقاد حکم بلکہ اوسکے ارکان مین سے پہلا رکن ہے) الف لیلہ اور شیکسپیر[1] کی بے حقیقت کہانیون سے بڑھکر بے وقعت کردیا تھا اور بجاے اوسکے تدبیر کو (جو کہ عقائد طبعیین کی رو سے نیچر کا دست راست ہے) سرمایہ معاش اور آلۂ بقا ثابت کر دکھایا تھا اور علاوہ اسکے یہ لوگ قیود مذہبیہ اور مہمات اخرویہ سے بھی آزاد اور وارستہ ہوگئے تھے اور پوری قوم شخص واحد بنکر ہمہ تن آلات معیشت اور تسہیل اسباب آسایش کیطرف ڈھل پڑی تھی اور باینہمہ طبعیت کے افعال و خواص عجیبہ سے پورے پورے واقف اور تراکیب عنصریہ مین علی وجہ الکمال ماہر تھے لہذا اونھون نے اپنی حیرت انگیز تدبیرون سے نظام معاش کی پرانی شکل کو یک قلم بدلڈالا اور انواع اختراعات سے گویا جہان کو کایا پلٹ کردیا۔

اون قومون نے جو ہنوز نیچر اور نیچر پرستی سے ناآشنا تھین اور جنکو تقدیر کے سامنے تدبیر ایک عبث حرکت معلوم ہوتی تھی اور جنھون نے مذکورہ قسم کے انسانی اختراعات اور تصرفات کو از قبیل محالات تصور کر رکھا تھا جب نیچر کی عجیب و غریب قوت کو اور نیچر پرستونکی بے مثال اور بینظیر تدبیرونکو جو نیرنگی تقدیر سے ہمیشہ بخطا تیرونکے مانند ہدف مراد پر جاتی ہین پے در پے مشاہدہ کیا اور ان متواتر مشاہدات نے اونکو یہ بھی سوجھا دیا کہ تدبیر ہی ایسی چیز ہے جسنے دائرۂ وجود کی اون بیشمار چیزونکو جو ہزارہا سال سے مہمل اور بیکار سمجھی جاتی تھین مفید اور کارآمد ثابت کیا اور تدبیر ہی ایسی چیز ہے جسنے انسانی آسایش اور آرایش کے ہزارون نئے دروازے کھولے اور سیکڑون پرانے راستے جو تنگ اور دشوار گذار تھے کشادہ اور آسان کردیے اور تدبیر ہی ایسی چیز ہے جسنے سرکش عناصر کو مسخر کرکے انسان کا نوکر اور

[1] یہ ایک انگریزی زبان کا مشہور انشا پرداز ہے اور افسانہ نگاری مین سحر کار کرتا ہے جھوٹی کہانیون کا ایک بڑا ذخیرہ اسکی اختراعات سے ہے۔

خدمتگار بنادیا اور تدبیر ہی ایسی چیز ہی جسنے انسان کو[سلہ] اور تمام مخلوقات سے مفضل اور مکرم ثابت کیا تب اونکے دلون مین وساوس اور خطرات نے حرکت اور جنبش کی اور اس وسواسی جنبش نے ایک مدت تک دلون مین رہکر ایمانی بنیادون کو سست کیا اور انجام کار عقیدۂ تقدیر کو جو اصل ایمان اور بیخ اسلام ہی ہزارون اور لاکھون دلون سے اوکھیڑ کر نکالدیا۔

چونکہ نفی تقدیر کا عقیدہ عام اور شائع ہوگیا اور شرق سے غرب تک جمہور اہل عالم نے قحط و ارزانی اور صحت و مرض اور حیات و ممات اور سوائے انکے اور جملہ حوادث جاریہ کو سوء تدبیر (یعنی بدتدبیری ۱۲) یا حسن تدبیر کا نتیجہ تصور کرکے برآرِ مہمات کے واسطے جناب باری مین دعا و زاری کرنیکو ویسا ہی عبث اور بیفائدہ سمجھ لیا جیسا جبریہ فرقے والون نے بانام کے متوکلون نے تدبیر کو لغو اور بیکار خیال کر رکھا ہی لہذا خداوند عزیز و حکیم اور قادر کریم کی پرستش مین جسکا مغز بفحوای مقولۂ شریفہ الدعاء مخ العبادۃ مناجات اور طلب حاجات ہی فتور عظیم پیدا ہوگیا اور بجائے معابد و مساجد کے کلب گھر اور سوسائٹیان اور انسٹیٹیوشن تعمیر ہوگئے امام[سلہ] خطیب مؤذن مرتب واعظ اور قاری وغیرہ کی جگہ پریسیڈنٹ وائس پریسیڈنٹ

[سلہ] تدبیر پرستون کا یہی گمان ہی کہ انسان تدبیری کی وجہ سے اشرف المخلوقات ہی اور یہ باطل مقولہ ہی قائل اوسکا ماہیت انسان سے پورا واقف ہی اور اسی سبب سے اوسنے یہ غلط دعوی کیا ہی اور نیز منشا اس غلطی کا یہ بھی ہی کہ وہ لوگ مخلوقات نوری اور ناری کے وجود سے منکر ہین پس جملہ مخلوقات اونکے نزدیک تین قسمون مین منحصر ہی جمادات نباتات حیوانات ان تینون قسمون مین انسان اسلیے سب سے اول اور اعلی گنا جاتا ہی کہ اوسمین قوت تدبیر ہی اور دوسرون مین نہین ہی مگر جب خیال کیا جاے کہ مخلوقات مین ملائکہ اور جنات بھی ہین تو اب انسان تدبیر کی حیثیت سے افضل المخلوقات نہین ہوسکتا اسلیے کہ اوسکی تدبیر جن و ملک کی تدبیر سے زیادہ نہین ہی تفصیل اس بحث کی اپنے موقع پر آئیگی انشاء اللہ تعالی

[سلہ] امام وہ شخص ہی جو نماز مین کل جماعت کے آگے کھڑا ہوکر نماز ادا کرتا ہی اور سب لوگ ادائے ارکان نماز مین اوسکی پیروی کرتے ہین یعنی اوسکے قیام کے ساتھ قیام اور قعود کے ساتھ قعود اور رکوع کے ساتھ رکوع اور سجود کے ساتھ سجود کرتے ہین۔ **خطیب** وہ ہی جو بروز جمعہ و عیدین جامع مسجد یا عیدگاہ کے منبر پر کھڑا ہوکر ایک فصیح و بلیغ خطبہ سنائے جو کہ عقائد آمیز اور عبرت انگیز ہو۔ **مؤذن** وہ ہی جو نماز کے وقت پکار کر خداتعالی کی تکبیر و تہلیل اور توحید و تمجید کے کلمات ادا کرتا ہی تاکہ لوگ اوس آواز کو سنکر ادائے نماز کے واسطے مسجد مین آوین۔ **مرتب** وہ ہی جو نمازیون کی صفون اور قطارون کو ترتیب دیتا ہی۔ **واعظ** وہ ہی جو قرآن و حدیث اور دوسری مقدس کتابون کی رو سے لوگون کو ہدایت اور رہنمائی کرتا ہی۔ **قاری** سے مراد وہ شخص ہی جو حافظ قرآن اور ساتھ ہی اوسکے خوش الحان بھی ہو۔

سیکرٹری انڈر سیکرٹری لیکچرار اور اسپیکر وغیرہ مقرر ہوے اور بجاے خطبات توحید اور بیان صفات الٰہیہ کے طبعیات وریاضیات پر لیکچر ادا ہونے لگے خداشناسی اور صفات قدسیہ کے علوم اور معارف کو لوگون نے پشت دیدی اور علوم طبعیہ کے دفاتر اور کتب کو دستور العمل بنالیا باطنی انوار اور روحانی لطائف سے بیخبر اور بے پروا ہوکر بچون کیطرح نیچر کے رنگ آمیز اور تعجب انگیز شعبدون مین مشغول ہوگئے۔

نیچر پرستی کی جن چند تاثیرات کیطرف بیان مذکور مین اشارہ ہوا ہی وہ اسکی ابتدائی تاثیرین ہین جو چندان مضر اور تلخ نہین معلوم ہوتی مگر عنقریب اس اعجوبہ پرستی پر ویسے ہی آثار مترتب ہونے لگین گے جیسے بُت پرستی یا آتش پرستی پر مترتب ہونے چاہیین فنعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن شر الشیطان الرجیم۔

آزادی کی تاثیرین

جب تک دین تہذیب نے یوروپ مین رواج نہ پایا تھا اوسوقت تک وہان کے لوگ بھی اپنے قدیم مذاہب اور عرفی مراسم کی قیدون مین ایسے ہی پابند تھے جیسے آجتک ایشیا مین بہت سے اشخاص ان دونون قسم کی قیود مین مقید ہین مگر جب سے اس دین جدید نے ظہور کیا اور اسکے دوسرے رکن یعنی آزادی کے جواز اور نفاذ پر جملہ جہذبین نے فتویٰ دیدیا اوسوقت سے یوروپ مین مذہبی اور رسمی تقید کا رشتہ روز بروز سست ہوتا چلا گیا اور بالآخر وہ سست اور کمزور رشتہ ٹوٹ ہی گیا اور لوگ پُرانے قیدخانے سے نکلکر فراری قیدیون کے مثل جدھر مونہہ آیا اودھر ہی چلدیے کوئی حقائق اشیا کے ثبوت سے منکر ہوکر سلسلۂ سوفسطائیہ مین داخل ہوا کسی نے واجب الوجود کے وجود واجب سے انکار کرکے پیر دہر سے بیعت کی کوئی افلاطون کی اشراقی روشنی کا

مشتاق ہوکر اوسکے تھیاسوفیکل جانشین کا مرید ہوا اور کسی نے ارسطو کی روح سے
نیچر پرستی کا سبق پڑھا علی ہذا القیاس حسبکا جس طرف دھیان آگیا وہ بے اندیشہ
اوسی طرف نکل گیا آخر کو اس خودرائی اور وارستگی نے یوروپ کے نظام ملت کو درہم
و برہم کردیا کروروں آدمیوں مین ایک درجن آدمی بھی ایسے نرہے جنکے خیالات اور معتقدات
اول سے آخر تک ایک سے ہون۔

پھر جب اہل یوروپ کو ایشیائی فتوحات نصیب ہوئین اور اونکے آزاد خیالات اور عادات
سے اس ملک کے عام و خاص واقف ہوئے تو خاص خاص اشخاص نے جو موٹے دبلے
اور برے بھلے مین فرق کر جانتے تھے اور دین انبیا کی دی ہوئی روشنی سے حق و باطل
مین تمیز کر سکتے تھے اِن آوارہ خیالات اور وارستہ عادات سے نفرت کی اور حتی الامکان
ایک متانت کے ساتھ اوس نفرت کو ظاہر بھی کیا اور باینہمہ خذ ما صفا و دع ما کدر کی
تعمیل کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

اور عوام الناس جنکو اولٹے سیدھے اور دائین بائین مین کچھ تمیز نہ تھی وہ دو قسم ہوگئے
ایک گروہ کے لوگ جو سراسر جہالت اور تعصب تھے آزادی کے نام اور آزادون کی صورت
سے بھاگنے لگے اور اپنے اطفال کو اون آزاد لوگون کے مکاتب اور مدارس سے ایسا
دور رکھنے لگے جیسا کہ مہذبین یوروپ اپنے عزیزون کو مبتلاے ہیضہ سے دور رکھتے ہین
اور دوسرے قسم کے اشخاص نے جو جہل و تعصب سے پاک مگر ساتھ ہی اوسکے نورانی
خیالات اور شرعی معلومات سے بھی خالی تھے اور نیز آزادی کی صورت
قبول کرنے والا مادہ بھی رکھتے تھے یوروپ کی آزادی کو بہت کچھ
آؤ بھگت سے لیکر مادر شفقہ بنایا اور اسی مان کے مغربی بیٹون کا جو اسکے

اخیافی[1] بھائی تھے سارا طور و طریق اور طرز و انداز اختیار کر لیا۔

جب اہل ایشیا کی راے آزادی کی نسبت تین مختلف قسمون پر منقسم ہوگئی اور ان تینون فریق مین جو اختلاف واقع ہوا تھا وہ ایک مذہبی اختلاف کے پیرائے مین ظاہر ہوا اور ایشیائی خیالات کی رو سے مذہبی مغایرت گویا عداوت اور عناد کا مترادف اور ہم معنی لفظ ہو لہذا اس اختلاف کی تیز اور تند ہوا سے مشرقی خاندانون کے اتفاق اور اتحاد کا چراغ گُل ہوا اور جملہ ہندو اور مسلمانون کا طرز تمدن خلل پذیر ہو گیا اور باہمی معاشرت اور معاونت کے آداب اور قواعد مین فتور عظیم آگیا اور آیندہ کے واسطے ایک مدت تک قومی ترقیات کا دروازہ مسدود ہو گیا پس ہم کہہ سکتے ہین کہ آزادی کا جو منحوس اثر یوروپ پر پڑنا چاہیے تھا وہ ایشیا پر پڑا شاید یہ اونکے اقبال اور ہمارے ادبار کا تقاضا تھا کہ بلا اونکی اور پڑے ہم پر

چونکہ اہل یوروپ کے آزاد قانون مین زن و مرد کی جوانانہ خودسری اور آوارگی پر کوئی کامل سزا اور سیاست مقرر نہ تھی لہذا جہانتک اونکی عملداری پہونچتی گئی اوسکے ساتھ ہی ساتھ رعیت کی بہت سی نوجوان لڑکیاں اور لڑکے آوارہ ہوتے چلے گئے دیو شہوت اور شیطان شباب کے پاؤن سے شرعی اور قانونی سیاست کی بیڑیان کھل گئین اور اونھون نے وہ اودھم مچایا کہ خدا کی پناہ سر بازار اعلان اور اشتہار کے ساتھ حرامکاری اور شرابخواری ہونے لگی اور جس قدر بیحیائیان ان دونون کامون کو لازم تھین وہ بطور عموم بلوی ظہور مین آئین ایک ایک رنڈی سے بیسبیس بال

[1] اہل یوروپ کہتے ہین آزادی ہماری شفیق مان ہر پس جب اونکے ایشیائی مقلدون نے بھی آزادی کو مان بنایا تو آزادی کے سبب مشرقی اور مغربی بیٹے آپسمین اخیافی بھائی ہوے۔ اخیافی اونھین بھائیونکو کہتے ہین جو صرف ان کیطرف سے بھائی ہون۔

اور چالیس ہا چالیس مردون کو اپنی خاص منکوحہ بیبیون سے مستغنی کر دیا اسی نالائق رواج سے ہزارون اور لاکھون عورتین شوہرون کے جیتے جی رانڈین ہوگئین بیسیون اس غم اور غیرت سے خودکشی کر کے سفر آخرت کر گئین سیکڑون نامرادی اور ناکامی سے تنگ آکر گھرون سے بھاگ نکلین ہزارون نے پس پردہ وہی کام کرنا شروع کیا جو انکے شوہر بیحجاب اور بے پردہ کر رہے تھے۔

جب آلات تناسل کا استعمال ایسی بے اعتدالی سے ہونے لگا جسکی انسانی مزاج مین برداشت اور گنجایش نہ تھی ناچار انواع واقسام کے ناپاک عوارض مثل آتشک اور سوزاک وغیرہ آدمیون کی بستی مین بلاے عام کیطرح پھیل پڑے اور نیز اسی بنا پر وباے ہیضہ نے جو بیشتر صدیون مین کبھی اتفاقی طور پر کسی ایک دو شہرون مین آجایا کرتا تھا اب بمجواے مقولہ ؎ از زناخیزد وبا اندر جہات ✣ ایک ایک سال مین دو دو بار بالالتزام تمام دنیا مین دورہ کرنا شروع کیا خلاصہ یہ کہ اس افراط بدکاری اور بے غیرتی کی وجہ سے رفتہ رفتہ کل ظاہری اور باطنی خوبیان سطح عالم سے کافور ہوگئین کامل تندرستی اور پوری عافیت عنقا ہوگئی۔

یہ جو مذکور ہوا تاثیرات آزادی کی ایک شاخ ہے اور سواے اسکے اور قسم کی عجیب وغریب تاثیرین جو آزادی نے جہان اور جہان والون پر کی ہین بہت کچھ ہین مگر اونکا تفصیلی بیان اس تمہیدی مقالے مین کامل طور پر نہین ہوسکتا انشاء اللہ تعالی مقالات آیندہ مین آزادی کی ساری خاصیتین بالاستیعاب ذکر کیجائینگی فکن لہا من المنتظرین۔

ہمدردی کی تاثیرین

اگرچہ آزادی نے قوم یوروپ کے مذہبی نظام کو جس سے بیشمار افراد فرد واحد کے حکم مین

ہو سکتے ہین توڑ پھوڑ کر قوم کو بحساب ٹکڑونپر منقسم کر دیا تھا اور اس صورت مین قیاس یہ تھا کہ اس قوم کے لوگ کبھی ایکا اور اتفاق کر کے صلاح و فلاح کا مونھہ نہ دیکھین مگر دنیوی اقبال اور خوش قسمتی نے انکے ساتھ بہت بڑی بھلائی کی کہ قومی ہمدردی کا برتاؤ انکے دلون مین واجب و لازم ثابت کر دیا - اگرچہ اس مقام پر صرف تاثیرات ہمدردی کا ذکر ہونا چاہیے اور دوسرے کو الفت ہمدردی کو پیش نکرنا چاہیے مگر چونکہ مذہبی کی نوعی اور قومی ہمدردی بھی خالی از غرض نہین اور بیشتر ناظرین لفظ ہمدردی سے مخلصانہ غمخواری سمجھکر اسکی اوس قسم کی تاثیرین اور خاصیتین سُننا چاہین گے جو ہمدردی اور غمخواری کے متعارف اور متبادر معنی کے ساتھ مناسب ہون لہذا ہم اول تہذیبی ہمدردی کا وجودی منشا بیان کرتے ہین تاکہ ناظرین کو اب اور آیندہ لفظ ہمدردی کے سننے سے بیجا انتظار نہ پیدا ہوا کرے -

جب یوروپ کے حکما اور علما نے مسئلۂ مذہب اور اختلاف مذاہب مین حکیمانہ غور کر کے اس امر کو بخوبی جانچ لیا کہ دنیوی ترقی اور رفاہ کامل طور پر اوسیوقت حاصل ہو سکتی ہی کہ قوم کے دلون سے مذہبی احکام کا دغدغہ اور مذہبی اختلافات کا خدشہ بالکلیہ دور ہو جاے تب اونھون نے نفس مذہب کو قوم کی آنکھون مین حقیر اور بے توقیر کرنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہ تحقیر اس حد کو پہونچی کہ قومی پیشواؤن نے متفق ہو کر ماہیت مذہب صرف اسیقدر بیان کی کہ وہ ایک خیال ہی جو عبد کو معبود کی نسبت ہوتا ہی یا ایک معاملہ ہی جو محض اندرونی طور پر بندے اور خدا کے درمیان رہتا ہی اور اشخاص انسانی کے باہمی تعلقات مین اوسکو کسی منہج کا دخل نہین -

جب مذہب ایک ایسا خیال ثابت ہوا جسکو دنیوی اور اخلاقی معاملات و معاشرات سے

اصلا تعلق نہین تو اسکی بابت نزاع اور خلاف کرنا عبث ہوگیا اور جب وہ ایک ایسا معاملہ ہی جسکا عیب وصواب سواے خداوند عالم کے اور کسی پر ظاہر ہی نہین ہوسکتا تو اسکے اصول یا فروع مین اختلاف کرنا ایک بیکار جھگڑا ہی۔

اس صورت مین کہ مذہب کی مہم درمیان سے ساقط ہوگئی معاش اور معاد کی دونون قوتین مجتمع اور متفق ہوکر اصلاح معاش کیطرف متوجہ ہوگئین اور چونکہ انسان باعتبار طبیعت اور سرشت کے اسباب وآلات معاش کے حاصل کرنے مین باہمی امداد اور معاونت کا محتاج ہی اور اوسکے نوعی افراد تحصیل اسباب معیشت مین جسقدر زیادہ شریک ہوتے ہین اوسیقدر اوسکی حاجت اور خواہش کی چیزین زیادہ اور عمدہ بہم پہونچتی ہین لہذا اس آزاد قوم نے جو مذہبی جھگڑون سے یکسو ہوکر طبعی تقاضون کی مرید اور مسخر ہورہی تھی قومی ہمدردی اور غمخواری کا برتاؤ دنیوی آسایش کے واسطے واجب اور ضروری سمجھکر دین تہذیب کا رکن قرار دیا۔

جس لحاظ سے ہمدردی واجب ہوئی ہی اوس لحاظ سے اوسکی ساری تاثیرین عمدہ ہین اور یہی عمدہ تاثیرین مذہب تہذیب کی خوبیان شمار کیجاتی ہین۔

طبعیات اور ریاضیات کے عجیب وغریب مسائل طب اور کیمیا کے عجیب الاثر نسخے صنعت اور تجارت کے نادر طریقے اور سواے اسکے اور ہر قسم کے علمی عجائبات جنکو اگلے زمانے کے لوگ سینے سے باہر کوئی جگہ نہ دیتے تھے وہ قومی ہمدردی کی تاثیر سے آج سفینہ اشتہار کے سوا اور کہین جگہ ہی نہین پاتے۔

تعلیم اور تربیت کے شائستہ وسیلے اور اسباب جو شاہون اور شاہزادون کو نصیب نہ تھے اب قومی ہمدردی کیوجہ سے مسکینون یتیمون اور گدازادون کو میسّر ہین۔

علاج مرض اور حفظ صحت کے شائستہ قاعدے جو بیشتر حکما اور اطبا بخانتے تھے آج قومی مواسات کے تقاضے سے اُمّی اور عامی بھی جانتے ہین۔

حیرت انگیز کلون اور ٹیکیون کے اختراع اور استعمال جیسے نازک اور نادر نکتے جو اگلے وقتون مین باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو نہ بتاتا اسوقت قومی خیر خواہی کے جوش مین عیسائی ہندو کو اور ہندو مسلمان کو بے دریغ بتا رہا ہے۔

اگلے وقتون مین جسقدر روپیہ خاص خانگی اور خاندانی ضرورتون مین صرف کرنا گوارا ہوتا تھا اب اوس سے زیادہ عام مصلحتون مین خوشی کے ساتھ دیا جاتا ہے۔

جن شہرون اور قصبات مین ایک چھوٹا سا مکتب بھی نہوتا تھا اب اون مین بیسیون مدارس اور سیکڑون مکاتب تعمیر ہو گئے ہین۔ جہان ایک نیم طبیب ملنا دشوار تھا وہان اب کامل طبیبون کی انجمنین نظر آتی ہین اور جس جگہ ہلدی اور کچور دقّت سے ملتی تھی وہان اب ایسے بڑے بڑے دواخانے قایم ہو گئے ہین جنمین تریاق اور گوگرد سرخ بآسانی ملسکتی ہین۔ یہ بھی قومی ہمدردی کا اثر ہے کہ ہر شہر مین انجمنین قایم ہوئین اور اخبارات و رسائل جاری ہوے جنمین قومی اور ملکی حالتون کی اصلاح پر بحث کیجاتی ہے اور رفاہ عام کے مضامین شائع ہوتے ہین۔

رفاہ جوئی کی تاثیرین

اہل تہذیب نے چونکہ ہر قسم کی رفاہ کے وسائل اور اسباب بکثرت اختراع کر لیے ہین اور ہر ایک قسم کی رفاہ مالی علمی صناعی اور اخلاقی آسان کر دی ہے لہذا ہر شخص گو کسی طبقے کا ہو رفاہ جوئی مین مشغول ہے اور بجاے ایک ذریعہ رفاہ کے دو دو اور تین تین وسائل مین دست اندازی کر رہا ہے مثلاً پہلے صرف تجارت کرتا تھا تو اب علاوہ

تجارت کے حرفہ اور نوکری بھی کر رہا ہے یا صرف حرفہ کرتا تھا تو اب علاوہ اوسکے نوکری اور تجارت اور زراعت بھی کرتا ہے۔ علمی رفاہ کے خواہشمند جو اگلے زمانے مین ایک یا دو یا تین قسم کے علوم پر اکتفا کرتے تھے اب تمام دنیا بھر کے علوم و فنون کو سمیٹنے لگے مگر اسکا ناقص نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی شخص کسی علم مین کماحقہ کامل اور ماہر نہین ہوتا اور نیز اسیکا عمدہ نتیجہ اور ثمرہ یہ ہوا کہ ہشیار طبیعتون اور ذہنون کی توجہ اور اتفاق سے ہر ایک اصولی علم مین بیسیون جدید اور تازہ شاخین ایجاد ہوگئین اور نیز یہ فائدہ ہوا کہ پڑھے لکھون سے کل شہر و صحرا معمور ہوگئے۔

اخلاقی آرزومندون نے جب ملکات خلقیہ کے نمونے جو کہ محض تکلف اور بناوٹ سے حاصل ہوتے ہین ہر ایک نام کے مہذب مین موجود پائے اور پھر ان مہذبین کو نفس کش مجاہدات اور ریاضات سے بالکل یکسو دیکھا تو کسب اخلاق کے واسطے تصنع اور تکلف پر آمادہ ہوگئے اور اس طریقے سے ایک جہان مہذب الاخلاق بنگیا پرانی چال کی سادہ کاری اور بے تکلفی کہ جو دل مین آئی وہ زبان پر بھی گذر گئی اور جو حال ہوا وہ قال اور افعال مین بھی آگیا رخصت ہوئی اور بناوٹ نے ایسا رواج پایا کہ آدمیون کے اصلی حال اور ارادے مخفی رہنے کے خوگر ہوگئے تقریر اور تحریر مین ایسے تکلفات رائج ہوے کہ مقرر اور محرر کی اصل حالت اور اخلاقی استعداد کا اندازہ محال ہوگیا نشست و برخاست اور زیارت و ملاقات کے طرق مین ایسے تصنعات مستعمل ہوے کہ مہذب و غیر مہذب اور یگانہ و بیگانہ مین تمیز کرنا دشوار ہوگیا۔

عملی اور صناعی رفاہ کے عاشقون نے کلون اور پیچون کے شوق مین ایسا غوطہ لگایا کہ قدر حاجت سے غافل ہوکر ایجاد و اختراع مین ایسے محو ہوے کہ گویا وہ صرف

اسی ایجاد اور اختراع کے واسطے پیدا کیے گئے ہین۔ بیکار اور معطل طبقے کے لوگ جنکو فی زماننا امیرزادے پیرزادے صاحبزادے اور مخدوم زادے کہتے ہین سامان آسائش و آرائش کی خریداری اور اوسکی وضع و ترتیب مین ایسے منہمک ہوے کہ گویا یہ جملہ عجائبات اونکے واسطے اور وہ ان عجائبات کے واسطے بنائے گئے ہین

یہ بھی رفاہ جوئی کی تاثیر ہو کہ اسباب عیش اور سامان رفاہ کے بہم پہونچانے مین امیر مفلس اور مفلس تباہ ہوگئے ہین نواب گدا اور بنیا بادشاہ ہو چلے ہین۔

یہ بھی رفاہ جوئی کی تاثیر ہو کہ بے ضرورت شیشہ و آلات اور دوسرے قسم کے فضول سامان سے کوٹھی بھر گئی ہو اور صندوقچہ نقود مین ایک پیسہ بھی نہین۔

یہ بھی رفاہ جوئی کی تاثیر ہو کہ چھاتی پر سنہری زنجیر لٹک رہی ہو اور پیٹ مین جَو کی روٹی بھی نہین پڑی۔ یہ بھی رفاہ جوئی کی تاثیر ہو کہ قیمتی لیمپ پانچ طرح کے موجود ہین مگر تیل کا پیسہ نہونے سے پانچون اندھیرے مین رکھے ہین۔ یہ بھی رفاہ جوئی کی تاثیر ہو کہ فٹن اور بگھیان دو دو موجود ہین اور گھوڑا ایک بھی نہین جو مسٹر یا میانجی یا لالہ جی کو ہوا خوری کرا لائے۔

اور یہ بھی رفاہ جوئی کی تاثیر ہو کہ میز کرسی اور چھری کانٹا تیار رکھا ہو مگر قصاب نے کُپتیا جانکر صاحب لوگ کو گوشت نہین دیا جو کاٹکر کھایا جاے۔

تمت المقالۃ الثالثۃ وھی ملقبۃ بالتاثیریۃ

التماس مصنف بخدمت ناظرین

مذکورہ مقالات مین جسقدر مضامین اور مطالب صحیح ہوئے ہین وہ اوس سنیچے مذہب کے اصول و فروع اور تاثیرات و ثمرات ہین جو درحقیقت مثل اور مذاہب عالم ایک مذہب ہی اور اہل مذہب بنا بر غفلت اوسکو مذہب نہین جانتے اور اسی بنا پر کسی نے اونمین سے اوسکی حالت کذائی کو قلمبند نہین کیا اور اسیوجہ سے کہ یہ مذہب مدوّن نہ تھا مجھے کوئی ایسی کتاب نہین دستیاب ہوئی جو اس موقع پر پیش نظر رہتی ناچار مین نے جو کچھ لکھا ہی وہ مہذبین کے اوسقدر خیالات اور معاملات کا اقتباس ہی جو اسوقت تک مجکو معلوم ہوسے ہین اور ممکن ہی کہ جو لوگ اہل تہذیب کے عادات۔خیالات۔معاملات۔معاشرات اور رسم و رواج سے میری نسبت زیادہ واقف ہین وہ مقالات مذکورہ کے بعض فروعی مسائل اور جزوی امور مین نقصان و زیادت بتائین اور میری ترتیب اور تالیف مین نکتہ چینی کرنے کو آمادہ ہوجائین۔پس ناظرین کی خدمت مین التماس یہ ہی کہ وہ جس مقام پر ترتیب بیانی یا کیفیت مسائل و مطالب مین سقم اور خلل دیکھین اصلاح فرما کر مجھے اطلاع دین انشاءاللہ تعالیٰ اونکی عنایت کا شکریہ ادا کر کے رسالے کی طبع ثانی مین حسب اصلاحات ترمیم کیجائیگی بشرطیکہ اون اصلاحات مین تعصب اور نفسانیت کی آمیزش نہووے۔

الاسلام یعلو ولا یعلی

مقالۂ رابعہ بابت ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۰۳ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
مصنفۂ عمدۃ المحققین جناب مولانا محمد قمر الدین صاحب مدظلہ منجملۂ مقالات رسالہ ماہواری

مآل التہذیب

جو مسلمانون کو نیچر پرستون کے مکر و فریب سے اور نیچریون کو نیچر کے
دھوکے سے بچانے کے لیے بہ تعمیل ارشاد حضرت مصنف مدظلہ

مطبع نظامی کانپور مین چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم[1] افتح بیننا وبین قومنا وانت خیر الفاتحین اللھم اھد مِنّا الضالین الی الدین القویم وثبت المھتدین علی الصراط المستقیم وصل علی سیدنا ومولانا محمد خاتم النبیین وسید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ کلھم اجمعین آمین

تہذیب مذکور کس قوم کا مذہب ہی

وہ مذہب جسکے اصول و فروع اور بعض تاثیرات و خاصیات پچھلے تین مقالون مین اجمالی طور پر قلمبند ہوئے ہین آج کے روز معمورۂ[2] عالم کے ایک بہت بڑے حصے مین رائج ہی اسوقت کرورون آدمی اس مذہب کا کلمہ[3] پڑھتے ہین۔ اور بر ملا اپنے آپ کو مہذب یعنی مذہب تہذیب کا مقلد اور پابند کہتے ہین۔ اور کرورون آدمی جو بظاہر کسی خوف یا مصلحت سے اپنے قدیمی

[1] ای خدا ہمارے اور ہماری قوم کے باہمی جھگڑے فیصل کر دے اور یہ ہم خوب جانتے ہین کہ تو سب جھگڑے چکانے والون مین سے زیادہ تر عمدہ فیصلہ کرنے والا ہی۔ ای خدا ہم مین سے جو لوگ گمراہ ہین اونکو راہ راست پر لا۔ اور جو راہ راست پر ہین اونکو اوسی سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ۔ اور ہمارے آقا اور سردار پر جو نبیون کا خاتمہ اور رسولون کا سر خیل ہی اپنی رحمت کا مینہ برساتا رہ۔ اور نیز اوس سردار کے اہل بیت اور جملہ ہمنشین و دوستون پر اپنی رحمت پر در پے اوتارتا رہ۔ آمین یا رب۔ ۱۲ منہ

[2] خدای تعالی کے سوا جسقدر موجودات ہین آسمانی ہون یا زمینی سبکو ہیأت مجموعی عالم کہتے ہین اور فارسی اردو مین کبھی کبھی کرۂ زمین پر بھی لفظ عالم کا اطلاق کرتے ہین۔ اس مقام پر یہی مراد ہی اور معمورۂ عالم سے کرۂ زمین کی وہ چوتھائی مراد ہی جو آدمیون سے آباد ہی ۱۲ منہ۔

[3] کسی چیز کا کلمہ پڑھنا محاورۂ اردو کی رو سے اوس چیز کی حقیقت کا اقرار کرنا جیسے کہا جاتا ہی یہ ہو کر کرورون آدمی دین تہذیب کو حق جانتے ہین منہ

مذاہب کے طور و طریق اور رسم و رواج برتتے ہین مگر اندرونی طور پر اسی مذہب کی حقیت کا عقیدہ رکھتے ہین۔ ظاہری وضع[1] اور زبانی اقرار سے عیسائی یا مسلمان یا ہندو یا پارسی وغیرہ معلوم ہوتے ہین۔ اور ایمانی جانچ سے نرے مہذب نیچر پرست اور آزادی پسند ثابت ہوتے ہین پس روا ہی کہ ہم یہ کہین کہ دین تہذیب نے یورپ[2] اور ایشیا دونون مین کثرت کے ساتھ ظہور کیا ہی۔ اور ہنوز اوسی کثرت سے ایک تازہ جلوہ دینے کے واسطے آمادہ ہی لیکن یہ بہت دشوار ہو کہ اسکے شیوع اور پھیلاؤ کی تعیین اور حد بندی کرکے بتا دیا جائے کہ فلان ملک یا فلان قوم کے اشخاص اعتقاداً اور عملاً دین تہذیب کے پابند ہین۔ البتہ اسقدر کہنا آسان ہی کہ اس دین نے چونکہ نصاراے یورپ سے وجودی صورت پائی ہی لہذا اصلی متبع اور پیرو[3] اسکے اوسی قوم اور اوسی ملک مین ہین۔ اور باقی اقالیم مین جسقدر اہل تہذیب ہین وہ سب انھین کے مقلد ہین۔ اور اسی موقع پر مین اس امر کا بھی اقرار کرتا ہون کہ نصاراے یورپ مین ابتک ایسے لوگ بکثرت موجود ہونگے جو دین تہذیب کے ساتھ بالکل مخالف ہون

---

[1] ظاہری وضع سے وہ ہیات مراد ہی جو آدمی کو داڑھی مونچھ اور کپڑے لتے کے لحاظ سے حاصل ہوتی ہی۔ ہندوستان مین اس وقت مسلمانون اور ہندوؤن اور پارسیون مین ایسے آدمی بہت ہین جو ظاہری وضع کے اعتبار سے مسلمان یا ہندو یا پارسی سمجھے جاتے ہین اور عقائد اور اعمال کی رو سے نرے مہذب نیچر پرست اور آزادی دوست ہین ۱۲

[2] فلاسفہ متاخرین نے کرۂ زمین کو پانچ حصون پر تقسیم کیا ہی اور ہر حصے کو ایک اقلیم قرار دیا ہی۔ ان اقالیم پنجگانہ کے اسما یہ ہین۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقیہ۔ امریکہ۔ آسٹریلیا۔ چین۔ جاپان۔ ہندوستان۔ خراسان۔ ترکستان۔ فارس۔ شام۔ عرب ایشیا مین واقع ہین۔ اور لندن۔ پیرس۔ وائنا اور استنبول یورپ مین واقع ہین ۱۲ منہ

[3] متبع اور پیرو دونون سے ایک ہی چیز مراد ہی اور دونون ایک ہی معنی کے واسطے وضع کیے گئے ہین۔ صرف اسقدر فرق ہی کہ متبع لفظ عربی ہی۔ اور پیرو فارسی ہی۔ پس ممکن ہی کہ مغربی تعلیم یافتہ اشخاص جو اہل یورپ کا طرز انشا پسند کرتے ہین بلکہ ہماری مشرقی انشا پردازی کو اہل مغرب کے طریقۂ انشا کے سامنے ہیچ خیال کرتے ہین۔ میری اس قسم کی ترکیبون کو جنمین معطوف اور معطوف علیہ دو مترادف اور ہم معنی لفظ ہوتے ہین لغو اور حشو جانینگے مگر مشرقی انشا پردازون کی جانب سے ایسی ترکیبون کی ایک نہایت معقول توجیہ ہی اور وہ یہ ہی کہ عطف مین التہ او فین یعنی دو ہم معنی لفظون کے درمیان ہوتا ہی اوسکو وہ عطف تفسیری کہتے ہین اور عطف تفسیری سے مراد وہ عطف ہی جسمین حرف عطف حرف مابعد اوسکے ماقبل کی تفسیر واقع ہو جیسے اس ترکیب مین (عہد و پیمان) پس فائدہ اس عطف کا یہ ہو اگہ اسکے ذریعے سے ایک معلوم لفظ معلوم ہو جاتا ہی۔ اور نیز صورت بیانیہ کی عظمت بڑھ جاتی ہی۔ یہ تو عطف تفسیری کا ایک عام فائدہ تھا جو مذکور ہوا۔ مگر مین اپنی تحریر مین عطف تفسیری کو صرف اسلیے استعمال کرتا ہون کہ اس ذریعے سے اُردو مین جسکے پاس الفاظ کی جمع بہت کم ہی نئے اور کارآمد الفاظ مستعمل ہوکر رائج ہون۔ ۱۲

مگر ساتھ ہی اسکے یہ ضرور کہا جائیگا کہ اہل یورپ کلّھم[1] عموماً اور نصاریٰ[1] یعنی سب کے سب خصوصاً آزادی ہمدردی اور رفاہ جوئی کے برتاؤ مین مہذبین کے ساتھ ہمدم اور ہمقدم ہوکر چل رہے ہین - اہل ایشیا احکام تہذیب کے برتاؤ مین کئی مختلف قسمون پر منقسم ہین - بعضے[2] ہر چہار ارکان کے پورے پورے متبع ہین - اور یہ فرقہ ہنوز بغایت قلیل اور عزیز الوجود ہے - بعضے[3] صرف نیچر پرستی اور آزادی کے پابند ہین - اور برائے نام قومی ہمدردی کا بھی دم بھرتے ہین - یہ گروہ کثیر الوجود ہے - بعضے[4] صرف قومی ہمدردی مین اہل تہذیب کے ہمرنگ ہین اور سوائے اسکے اور سب باتون مین مہذبین سے بالکل علٰحدہ ہین - یہ لوگ بھی شمار مین بہت کم ہین - بعضے[5] رفاہ جوئی مین اہل تہذیب کے پیرو ہین - اور دوسرے ارکان تہذیبیہ سے بالکل بیگانہ ہین - یہ طائفہ سب سے زیادہ ہے اور بعضے[6] محض تہذیب کے نام لیوا اور اوسکے طرز و طریق کے شیفتہ اور شیدا ہین - مگر بے علمی بے ہمتی اور بے زری کے سبب سے آئین تہذیب کی کسی بات کو عمل مین نہین لاسکتے - البتہ سویلائزڈ اور مہذب کہلانے کی خواہش سے نشست و برخاست اور رفتار و گفتار مین

---

[1] بعض ناظرین کو اس تخصیص بعد التعمیم سے خلجان ہوگا کہ یورپ مین سوائے نصاریٰ کے اور کون قوم ہے - کہ تعمیم مین اوسکو شریک کیا اور پھر تخصیص مین نصاریٰ کا ذکر کیا ہے - سو دفع اس خلجان کا یہ بات معلوم کرنے سے ہوگا کہ یورپ میں علاوہ نصاریٰ کے لاکھون مسلمان اور یہودی بھی رہتے ہین - اور وہ سب میدان تہذیب مین قدم دھرتے ہین - مگر نصاریٰ سب کے پیشوا ہین - ۱۲ منہ

[2] یہ وہی ہین جنھون نے اُردو وغیرہ ہندوستانی زبانون مین نیچر پرستی کے حق ہونے اور آزادی کی فضیلت ہونے اور قومی ہمدردی کے فرض عین ہونے پر بڑے بڑے رسالے لکھے ہین - اور لیکچر دیے ہین - ۱۲

[3] یہ وہ ہین جو خوراک و پوشاک کی بحث مین چھری کانٹے کے استعمال کو ہاتھ کے استعمال پر اور کوٹ پتلون کی ہیأت کو کرتے پاجامے کی وضع پر ترجیح دینے مین غلو کرتے ہین - اور حالانکہ اوسکے حسن اور اوسکے قبح کا ثبوت مطلق نہین رکھتے -

[4] یہ وہ ثقہ اشخاص ہین جو نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ اپنی قوم کے واسطے وہی عظمت چاہتے ہین جو انگریزون اور دوسری مغربی قومون کو حاصل ہے - اور اسی خیال سے وہی تدبیرین عمل مین لانے کی کوشش کرتے ہین جن سے اہل یورپ کو ترقی ہوئی ہے - یہ لوگ ہندوؤن مین زیادہ ہین اور مسلمانون مین شاذ مولوی فرید الدین خان صاحب بہادر کے سوا دو چار ہی اور ہونگے - ۱۲ منہ

[5] یہ اکثر پیشہ ور اور سوداگر لوگ ہین جو ہندوستان کے ہر ایک ضلع مین موجود ہین الا یہ جماعت تقلید تہذیب مین اصول قدیمہ کی رو سے مرفوع القلم ہے ۱۲ منہ

[6] یہ اکثر سفلہ مزاج اشخاص ہین جو قریباً ہندوستان کے ہر ایک بڑے شہر مین اور نیز ہر ایک قوم مین پائے جاتے ہین - اور بنا بر جہالت اپنی احمقانہ تقلید کے عیوب کو سمجھانے سے بھی نہین سمجھتے - ۱۲ منہ

مہذبین کی نقل اوتار لیتے ہین۔

دین تہذیب دنیا مین کب سے ہی

اگرچہ اس جدید مذہب کا پہلا رکن یعنی نیچر پرستی عہد ارسطاطالیس[۱] بلکہ اوس سے بھی پہلے سے اولاد آدم مین رائج ہی مگر تکمیل اس دین کی ابھی عرصہ سو یا دو سو سال سے ہوئی ہی پچھلی صدی مین جب سرزمین یورپ مین خوش خیال[۲] لوگ بکثرت پیدا ہوئے اور نیرنگی تقدیر سے اون سب کے خیالات مہات معاد سے غافل ہوکر اصلاح معاش کی طرف متوجہ ہوگئے تو ان لوگون نے اپنی خوش خیالی سے پہلا کام یہی کیا کہ قیود مذاہب و مراسم سے آزاد ہوگئے۔ اور بحالت آزادی تجارت زراعت اور حرفے وغیرہ اسباب معاش کو جدید اور لذیذ طریق سے وسعت دینی شروع کی۔ اور وہ اس توسیع معاش کی تدابیر مین خوش خیالی اور آزادی کی بدولت کامیاب ہونے لگے۔ اور اونکی قوم کے عوام الناس جو کہ پرانے مذاہب سے فی الجملہ آزردہ خاطر[۳] تھے اس فلاح بخش آزادی کی طرف ملتفت ہوئے۔

[۱] اسکو ارسطو اور معلم اول بھی کہتے ہین۔ عقیدۂ طبعیہ یعنی نیچر پرستی کو اس نے زیادہ تر رواج دیا ہی۔ اور اسیواسطے زمرۂ طبعیین کا سرغنہ اور پیشوا سمجھا جاتا ہی۔ یہ افلاطون الٰہی کا شاگرد تھا۔ اور عقیدۂ طبعیہ مین اپنے اُستاذ اور دوسرے حکماے وقت سے منفرد تھا۔ وہ طبعیت کے مؤثر ہونے سے انکار کرتے تھے۔ اور یہ اس اعتقاد پر مصر تھا۔ مگر باینہمہ افلاطون کے ساتھ اسکو ایسی عقیدت تھی کہ ایک مرتبہ جب کسی نے اس سے افلاطون کی تعریف پوچھی تو اس نے کہا۔ اِلٰہٌ تَانَسَّ اَوْ اِنْسَانٌ تَالَّہَ یعنی وہ خدا ہی جو انسان کی صورت مین ظاہر ہوا ہی یا انسان ہی جو خدا کی شان کو پہونچگیا ہی ۱۲ منہ

[۲] ان لوگون کو ہم نے خوش خیال اس لحاظ سے نہین کہا کہ اونکے خیالات مین سلامت اور استقامت کی صفت تھی۔ بلکہ اس لیے خوش خیال کہا ہی کہ وہ تدبیر معاش کے فنون مین خوش سلیقہ تھے۔ ورنہ کفر اور خوش خیالی سے کیا علاقہ ہی۔ ۱۲ منہ۔

[۳] یہ بات مسٹر بلنٹ کی ایک عبارت مندرجۂ فیوچر آف اسلام سے مترشح ہوتی ہی کہ نصاراے یورپ حدوث دین تہذیب سے پیشتر اپنے پرانے مذاہب سے آزردہ خاطر ہوگئے تھے۔ اور اسیواسطے اونھون نے اس نئے مذہب کے اختیار اور پرانے مذاہب کے ترک پر مبادرت کی۔ دروغ برگردن راوی۔ ۱۲ منہ۔

اور ان آزاد پیشواؤن نے لطائف الحیل[1] سے اونکے التفات اور میلان کو اور زیادہ کیا۔ اور قومی ہمدردی کے مخلصانہ برتاؤ سے ساری قوم کو متحد المذہب[2] اور متفق الارادہ کرلیا اور اس پوری قوم نے اتفاق اور ایکا کرکے انواع علوم و فنون اور اقسام صناعات کو جنسے رفاہ دنیوی کے بند دروازے یک لخت کُھل گئے تھے حد کمال کو پونہچادیا۔ پس اس وقت سے کہ جسکو دس بیس یا پچیس پچاس برس سے زیادہ عرصہ نہین گذرا دین تہذیب کمل ہوا اور اوسکی بنیاد ڈالنے والون کی روحون نے گویا اپنی قوم کو پردۂ غیب سے آواز دی کہ آج کے روز تمہارا دین کامل ہوگیا۔ اب چاہیے کہ اوسکی ترویج اور اشاعت مین کوشش کرو

رواج دینا ۱۲ شائع کرنا ۱۲

مذہب تہذیب اسقدر جلد کیون رائج ہوگیا

شیوع تہذیب کی نسبت سرسری خیال مین ایک گونہ تعجب پیدا ہوتا ہے اور یہ اسلیے کہ اسکی ترویج اور اشاعت کے واسطے بظاہر کوئی اہتمام اور انتظام نہین کیا گیا۔ یعنی نہ اوسکے قبول کرانے کے لیے جزیہ[3] اور جہاد کی دھمکی دی جاتی ہے۔ اور نہ وعظ و بیان سے کام لیا

[1] لطائف الحیل لطائف جمع لطیفہ اور حیل جمع حیلہ ہے حیلہ پوشیدہ تدبیر کو کہتے ہین اور لطیفہ ایک نازک بات کے کنایہ ہوتا ہے پس لطائف الحیل سے وہ نازک و مخفی تدبیرین مراد ہین جو عوام الناس پر نہین ظاہر ہوسکتین۔ واضح ہے کہ انگریزی لفظ پالیسی اور حیلہ مترادف ہین اور جہان ہم لوگ لفظ لطائف الحیل کو استعمال کرتے ہین وہان انگریزی مین لفظ پولیٹکس استعمال کیا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ۔

[2] متحد المذہب یعنی ایک مذہب والے متفق الارادہ یعنی ایک ارادے والے۔ واضح رہے کہ متحد اتحاد سے اور متفق اتفاق سے بنا ہے اور یہ دونون لفظ اردو مین بخوبی مستعمل ہین البتہ متحد کا جوڑ المذہب کے ساتھ اور متفق کا الارادہ کے ساتھ عام طور پر ہنوز اردو مین مستعمل نہین ہوا مگر چونکہ یہ ترکیب بہت لکار آمد ہے مناسب ہے کہ اسکی ترویج مین کوشش کیجائے۔ اور اسکا عام قاعدہ یہ ہے کہ صیغۂ صفت کے بعد اوسکا موصوف الف لام سمیت ذکر کیا جائے۔ جیسے مذکورہ مثالون مین متحد اور متفق صفت کے صیغے ہین اور المذہب اور الارادہ اونکے موصوف ہین اسی پر قیاس کرو یہ ذیل کی مثالین۔ مہیب الصورت۔ یعنی ہیبت ناک صورت والا۔ سریع السیر۔ تیز رفتار۔ کریہ المنظر۔ بدصورت۔ قبیح الصورت۔ زشت رو۔ ۱۲ منہ۔

[3] جزیہ۔ وہ خراج جو شاہ اسلام اپنی رعیت کے کافرون پر بالخصوص مقرر کرتا ہے۔ اور اوسکے طریقۂ ادا مین جزیہ گذار کی ایک گونہ تذلیل ہوتی ہے اسی تذلیل کی وجہ سے کفار کو جزیہ دینا ناگوار ہوتا ہے۔ اور اسی ناگواری کی وجہ سے بعضے بعضے غیور کافر اسلامی عملداری سے نکلجاتے ہین یا اسلام قبول کرکے جزیے سے سبکدوش ہوجاتے ہین۔ اور یہی مقصود ہے جزیہ مقرر کرنے سے ۱۲ جہاد ایک جنگ شرعی ہے جسکی غایت اور غرض اعلائے کلمۂ حق اور اشاعت دین پاک ہے جہاد کرنے والے کو مجاہد کہتے ہین اور اسکی جمع مجاہدین ہے۔ لشکر مجاہدین کے امیر اور سالار کو امام المجاہدین کہتے ہین۔ ۱۲۔

جاتا ہی اور باوجود اسکے روز بروز جوق جوق مخلوقات اسکی طرف جھکی چلی آتی ہی۔ پس ناچار تعجب ہوتا ہی کہ لوگ بے بلائے کیون چلے آرہے ہین۔ اور بعض آدمیون کو گمان ہوتا ہی کہ اس دین مین حق اور ثواب ہونے کی قوت ودیعت رکھی گئی ہی۔ جو درپردہ خلائق کو جذب اور کشش کر رہی ہی۔ مگر جب اس معاملے کو بنظر تحقیق[1] و تدقیق دیکھا جائے کہ دین تہذیب کسواسطے دنیا مین جلد جلد شائع اور رائج ہوتا جاتا ہی تو نہ کوئی تعجب رہتا ہی اور نہ اوسکی حقیت کی نسبت گمان پیدا ہوتا ہی۔ بلکہ اسکا رواج پذیر ہونا ایک قیاسی امر معلوم ہوتا ہی۔ اور یہ اسواسطے کہ انسان بالطبع[2] سہل پسند اور آسایش دوست ہی۔ اور نیز ایسے کامون پر حریص ہی جنکے نتائج اور فوائد جلد تر حاصل ہون۔ اور یہ سب باتین بہیأت مجموعی پرانے مذاہب مین سے کسی ایک مین نہین پائی جاتین اور آئین تہذیب مین سب موجود ہین۔ اور اگر کوئی امر کسی طبیعت کے خلاف بھی ہی تو آزادی سفارش کے واسطے آمادہ ہی۔ کسیکی مجال نہین کہ خلاف خواہش پر مجبور کر سکے۔ عقائد سب ایسے ہین جنکو عقل جزوی[3] اور طبیعت بآسانی قبول کر لیتین۔ اخلاق اور اعمال مفروضہ ایسے ہین جنکے

---

[1] تحقیق۔ لغت مین حق جوئی کو کہتے ہین۔ اور اہل علم کی اصطلاح مین تحقیق یہ ہی کہ مسائل کو دلائل سے ثابت کرکے ذہن مین جگہ دینا اور بے ثبوت کسی بات کو تسلیم نکرنا۔ تدقیق۔ دقیق سے بنا ہے۔ دقیق آٹے کو کہتے ہین۔ اور تدقیق روزمرۂ عرب مین آٹے سے میدہ نکالنے کو کہتے ہین۔ اور ارباب علم کی اصطلاح مین تدقیق یہ ہی کہ مسائل کی دلیلونکو اور دوسری دلیلونسے ثابت کیا جائے ۱۲ منہ

[2] یعنی سرشت اور پیدائش سے انسان سہل پسند ہی۔ سہل پسند وہ جو مشکل کامون سے جی چرائے۔ اور آسان کامون کو رغبت سے کرے۔ ۱۲ منہ۔

[3] جس نورانی جوہر کا نام عقل ہی۔ اوسکے تین مرتبے ہین۔ ایک ادنی۔ دوسرا اعلے۔ تیسرا اوسط۔ مرتبۂ ادنے کی عقل عوام الناس کو دی گئی ہی۔ اور مرتبۂ اوسط کی حکما اور علما کو عطا ہوئی ہی۔ اور درجۂ اعلے کی عقل حضرات انبیا علیہم السلام اور ملائکۂ مقربین کو مرحمت ہوئی ہی۔ ادنی اور اوسط درجے کی عقل کو عقل جزوی۔ اور درجۂ اعلے کی عقل کو عقل کلی کہتے ہین۔ عقل کلی کی تدبیرون اور مقرر کیے ہوئے قوانین کی مصلحتون کو عقل جزوی نہین سمجھ سکتی۔ یہی وجہ ہی کہ فلاسفہ اور حکما باوجود ذہن اور منصف مزاج ہونے کے شریعت نبویہ کی حق باتون پر اعتراض کرتے ہین۔ اور انکے اعتراضات الحاد یا تعصب سے نہین پیدا ہوتے۔ بلکہ وہ عقل کلی کی نازک تدبیرون اور مخفی مصلحتون کو جو سادہ پیرائے مین ادا کی ہوئی ہوتی ہین سمجھ نہین سکتے۔ اور اپنی عقل جزوی کی دھندلی روشنی سے اندرونی چیزون کو دیکھ نہین سکتے اور ظاہری حالتون پر قیاس کرکے حق باتون کو باطل اور باطل کو حق بتا دیتے ہین۔ اس بحث کا مفصل بیان خدا نے چاہا تو آیندہ مقالات مین لکھا جائیگا ۱۲

عملدرامد مین بجاے کلفت اور زحمت کے فی الجملہ لذت اور آسائش حاصل ہو- طرز معاشرت ایسا محبوب اور مرغوب ہی جسکے برتاؤ سے دل اور دماغ کی ساری کلفتین دور ہون- شراب[1] طعام اور حلال و حرام کا میدان ایسا وسیع ہی جسمین سمند نفس تمام عمر دوڑے اور حد مانع کا پتا نہ پائے- قال و مقال اور وہم و خیال کا دائرہ ایسا فراخ ہی جسکا عقل و زبان کو کبھی محیط نہ ملے- غرض یہ مذہب ایک باغ ہی جو کہ دنیوی مرادون اور بشری خواہشون کے پھول پتون سے آراستہ پیراستہ ہو رہا ہی- اور باایہمہ دلفریبی کسی کو اندر آنے اور آکر باہر جانے سے ممانعت نہین- تعلیم اور آزادی اس باغ کے دو پھاٹک چوپٹ کھلے پڑے ہین جسکا جی چاہے باب تعلیم سے اندر آئے اور دروازۂ آزادی سے باہر نکل جائے- پس یہ امر قرین قیاس ہی کہ ہر روز فوج فوج مخلوق دین تہذیب مین داخل ہو- اور پرانے نفس کش مذاہب کا بازار رفتہ رفتہ سرد ہو جاے فنعوذ باللہ[2] من ہذا الابتلاء العظیم و الامتحان الجسیم

مذہب تہذیب دین ہی یا آئین

دنیا کی قومون نے اپنے اپنے مذاق اور ادراک کے موافق اصلاح ظاہر و باطن کے واسطے خاص خاص قواعد اور قوانین مقرر کیے ہین- اور وہ قوانین باعتبار اپنی ماہیتون کے دو قسم ہین- ایک وہ جنمین صرف نظام[3] معاش کی اصلاح اور درستی ملحوظ ہی

[1] شراب سے مراد پینے کی چیزین ہین خمر اور مے مراد نہین ہی- واضح رہے کہ اصل لغت کی رو سے لفظ شراب کے معنی پینے کی چیز ہی خواہ وہ بھی رسمی شراب ہو یا اور کوئی پینے کی چیز ہو- جیسے پانی دودھ اور شربت وغیرہ- کتابی اردو مین یہ لفظ اس معنی مین مستعمل ہی- مگر ہمارے عہد کے اہل زبان ایسے الفاظ کو کمتر استعمال کرتے ہین اور ضرورت زیادہ تر ہی ۱۲ منہ

[2] ہم ایسے بڑے ابتلا اور ایسے بڑے امتحان سے جو تہذیب کی طرف سے ہو رہا ہی بھاگ کر خدا کی طرف جاتے ہین اور اس بلا سے بچنے کے واسطے اوسکی اوٹ اور پناہ لیتے ہین- ۱۲ منہ-

[3] نظام معاش یعنی دنیوی زندگی کا بندوبست- معاش عیش سے بنا ہی- اور عیش حیات دنیا کے بسر کرنے کو کہتے ہین اور معاش چونکہ صیغۂ ظرف ہی لہذا اوسکے لفظی معنی کے لحاظ سے یہ امر غیر صحیح معلوم ہوتا ہی کہ معاش بولکر ذریعۂ عیش مراد لیا جائے- جیسا کہ اردو مین کرتے ہین- مگر چونکہ ہم ظرف اسم آلہ کے معنی مین اکثر آیا ہی- معاش کا استعمال وسیلۂ عیش اور وجہ معاش مین صحیح ہی- ۱۲ منہ

اور دوم وہ جنکے اصولی اور فروعی مسائل مین معاش اور معاد دونون کی یکسان رعایت ہی- قوانین قسم اول کو آئین اور قسم دوم کو دین کہتے ہین- پس معلوم ہوا کہ آئین وہ قانونی کتاب ہی جسمین باب عقائد کا نہونا ضرور ہی- اور نیز مسائل متعلقۂ معاد سے بحث نکرنا واجب ہی- اور دین وہ قانون ہی جسمین عقائد و اعمال اور خیالات و معاملات دونون کی بحثین علی السویہ ہونی چاہیین- مذکورۂ بالا بیان سے معلوم ہوا کہ طریقۂ تہذیب جسکے ارکان مین سے اول نیچر پرستی اور دوم آزادی ہی اور جسمین اصلاح معاملات کی نسبت اصلاح خیالات کی بحث زیادہ تر طول و عرض اور شد و مد کے ساتھ ہی- درحقیقت ایک دین ہی اور جن لوگون نے اسکو آئین معاش خیال کیا ہی- شاید وہ ماہیت آئین سے ناواقف اور حقیقت دین سے غافل ہین- ہان البتہ یہ مسلم ہی کہ نیچر پرستی اور آزادی سے قطع نظر کرنے کے بعد دفتر تہذیب مین جو کچھ باقی رہا وہ آئین ہی- اور جو لوگ صرف انہین بقیۂ مسائل تہذیبیہ کے پابند ہین ہم اونکی نسبت یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ باعتبار ملت اور مذہب کے اہل تہذیب ہین- بلکہ اونکے بارے مین یہ کہنا مناسب ہی کہ وہ اپنی دانست مین خُذْ مَا صَفَا (لے لو جو کچھ صاف ہی) وَ دَعْ مَا كَدِرَ (اور چھوڑ دو جو گدلا ہی) پر عمل کر رہے ہین-

مذہب تہذیب کو سرکار انگریزی سے کیا نسبت ہی

چونکہ ہندوستان مین مذہب تہذیب کا ظہور اور رواج اہل یورپ کی دیکھا دیکھی اور اونکے طرز تعلیم سے ہوا ہی- اور مہذبین یورپ جو کہ ہندوستان مین آتے ہین علی الاکثر سرکاری اشخاص ہوتے ہین- لہذا ہندوستان کے عوام الناس کو جو کہ زیور تحقیق سے معرّیٰ ہین گمان ہی کہ دین تہذیب سرکاری مذہب ہی- اور اسی غلط گمان کی بناپر وہ ہندوستانی مہذبون کو اختیار تہذیب مین اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ کی رو سے

معذور رکھتے ہین - اور اسی ظن فاسد کی وجہ سے بیشتر ہندوستانی کیا ہندو اور کیا مسلمان
اس دین کو تعظیم اور توقیر کی نظر سے دیکھتے ہین - اور باوجود اسکے کہ اونکو نیچر پرستی اور
آزادی کا ہندوستان مین رائج اور شائع ہونا تہ دل سے ناگوار ہی مگر ان دونون مصیبتون
کو سرکاری مذہب کا رکن تصور کرکے مارے ہیبت کے دم نہین مارتے - اور اپنی آنکھون
کے سامنے دین اور دھرم کے دونون کھیت لٹا رہے ہین - اور چون نہین کرتے -
کوئی مسلمان ایسا نہوگا جو اپنے ہم مذہب بھائیون کو نیچر[۱] پرستی کی مصیبت مین مبتلا دیکھکر
آزردہ خاطر نہوتا ہو - اور کوئی دھرم دوست ہندو ایسا نہوگا جو منوشاستر کے کارخانہ[۲]
قیود کو آزادی کے ہاتھون سے منہدم ہوتا ہوا دیکھکر شکستہ دل نہوتا ہو - مگر چونکہ ناواقفی
کی وجہ سے وہ دین تہذیب کو سرکار وقت کے آئین تصور کرتے ہین - اور ایشیائی مذاہب
کے اصول سے بادشاہ وقت کی ہر ایک چیز واجب التعظیم ہوتی ہی ناچار وہ نیچر پرستی اور
آزادی کی بیجا دراز دستیون کو صبر و تسلیم کی نظر سے دیکھ رہے ہین - ورنہ ابتک ایشیا
والون نے مذہب تہذیب کی بہت کچھ صلاح کرلی ہوتی - اور حقیقت حال یہ ہی کہ سرکار انگریزی
کو مذہب تہذیب کے ساتھ بھی وہی نسبت ہی جو اسلام اور دھرم شاستر اور دوسرے مذاہب
رعیت کے ساتھ ہی - صرف اسقدر فرق ہی کہ اہل تہذیب کو تقدیر سے سرکار مین رسوخ
اور دخل ہوگیا ہی - اور وہ اس رسوخ کے سبب سے بہت سے مواقع پر سرکاری آئین

[۱] چونکہ نیچر پرستی ایک قسم کی بت پرستی اور شرک ہی اور اسلام کا مہتم بالشان رکن توحید اور شرک کی ضد ہی - لہذا ہمنے نیچر پرستی کی مصیبت کو بالخصوص مسلمانون کی طرف منسوب کیا - ورنہ نیچر پرستی ہر ایک قدیم مذہب کے اصول کے خلاف ہی - اسکی مخالفت کو اسلام سے ساتھ مخصوص کرنے کی کوئی وجہ نہین - ۱۲ منہ -

[۲] منوشاستر کو کارخانہ قیود سے اس لیے تعبیر کیا ہی کہ اس مذہب مین بہ نسبت اور کل مذاہب کے قیود اور ضبط و ملکثرت سے ہین بالفرض اگر کوئی ہندو اپنے مذہب کا پورا پورا پابند ہو - تو اوسکو ہر ایک قدم پر متعدد قیود کا سامنا ہو - پس ظاہر ہو گا آزادی کا مضر اثر زیادہ تر ہندو دھرم پر واقع ہو رہا ہی - اور اسی لیے ہمنے آزادی کی مضرت کو اسی مذہب کی طرف نسبت کیا ہی - ورنہ آزادی کا تھوڑا ابہت ضرر علاوہ ہندو دھرم کے اور مذاہب پر بھی پڑتا ہی ۱۲ منہ

اور قانون کو اپنے مذاقات اور خیالات کے موافق کر لیتے ہین - اور دوسرے مذاہب والے
چونکہ سرکار کے ملکی معاملات مین کمتر دخیل ہین اونکے مذاہب کی خواہشین سرکاری طور
پر نہین پوری ہوسکتین - اور اگر احیاناً پوری ہوتی بھی ہین تو بہت کمی کے ساتھ -

یہ جو ہمنے کہا کہ سرکار کو مذہب تہذیب اور دوسرے مذاہب و ادیان کے ساتھ
ایک ہی نسبت ہی غالباً بعض ناظرین کی سمجھہ مین نہ آیا ہوگا - کیونکہ وہ لفظ سرکار سے وہی
خاص جماعت سمجھتے ہین جسکا مذہب اور مشرب تہذیب مذکور ہی - پس مناسب ہی کہ توضیح
مقام کرکے یہ خدشہ دفع کیا جائے - واضح رہے کہ جس سلطنت کو برٹش یا برطانیہ کہتے
ہین - اور جسکی قلمرو مین آفتاب کسیوقت[۱] غروب نہین ہوتا - اور جسکے ارکان دولت
بیشتر گوری صورتون والے اشخاص ہین - اور جسکی علمی و مالی اور ملکی عظمت تمام دنیا کی
سلطنتون مین اول و اعلےٰ شمار کیجاتی ہی - اور جسکے بیشمار ممالک محروسہ مین سے ہندوستان
جیسا وسیع اور فراخ ملک ایک صوبہ اور حصّہ گنا جاتا ہی - اور جسکے سکے پر ایک خوبصورت
اور شاندار عورت کی تصویر بنی رہتی ہی - ایسی سلطنت ہی جسکے شاہانہ اختیارات کسی ایک
شخص کو مکمل طور پر حاصل نہین - اور نہ اوسکی زمام آئین کسی ایک مذہب کے ہاتھ مین
ہی - بلکہ اوسکے مجموعی اختیارات ایک ایسی قوم کے جملہ افراد مین منقسم اور منتشر ہین جسکے
مذاہب کی کوئی گنتی اور شمار نہین - اور جسکی اعلےٰ حکمران ایک عیسائی مذہب والی شاہزادی
ہی - پس اگر اس سرکار کے اول اور اعلےٰ حکمران کو دیکھا جائے تو وہ ایک عیسائی اہل کتاب ہی

[۱] اہل جغرافیہ کی تحقیق سے ثابت ہوا ہی کہ انگریزی عملداری کرۂ زمین پر ایسے ڈھب سے پھیل رہی ہی کہ جس حصۂ زمین کو آفتاب سے سامنا ہوتا ہی - اوسمین کم یا زیادہ انگریزی املاک ضرور ہوتے ہین - اور جب زمین کی کرویت اور گولائی کے لحاظ سے یہ امر ظاہر ہی کہ ہر وقت سطح زمین کا ایک حصّہ بالضرور مقابلۂ آفتاب مین رہتا ہی - تو ثابت ہوا کہ آفتاب کسی وقت انگریزی قلمرو سے غائب نہین ہوتا - گویا ممالک وکٹوریہ کی پاسبانی کر رہا ہی ۱۲ منہ -

جسکو بچھڑ پرستی وغیرہ عقائد واہیہ سے کوئی علاقہ نہین - اور اگر جمہوری[1] حکومت کے اصول مقررہ کا لحاظ کیا جائے تو اوسمین اہل تہذیب اور عیسائی اور مسلمان اور ہندو وغیرہ سب مساوی الحقوق ہین - پھر کیا وجہ ہو کہ تہذیب سرکاری مذہب سمجھا جائے - اور عیسائیت واسلام سرکار کے مذاہب نہ تصور کیے جائین - یہ محض تخصیص[2] بلا مخصص اور ترجیح بلا مرجح ہو

دین تہذیب حق ہی یا باطل

مجمل جواب اس سوال کا یہ ہو کہ دین تہذیب اس لحاظ سے کہ مہمات[3] معاد سے غافل کرتا ہو - باطل ہی - مگر چونکہ یہی سوال مختلف ترکیبون کے ساتھ بہت سے دلون مین پیدا ہوا اور بیشتر لوگون نے اندر ہی اندر اسکا جواب باعتبار شق اول دیدیا اور اوسی کے موافق کاربند ہو گئے - اور حال آنکہ جواب غلط - اور اوسپر عمل کرنا گناہ - اور گناہ پر مصر ہونا کفر تھا - واجب ہوا کہ اسکے جواب مین تفصیل اور تحقیق کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے - تاکہ ہر طبقے کے لوگ اور ہر درجے کے اشخاص اوس سے مستفید ہون اور اگر صفت انصاف اونکو مساعد ہو تو اس عقیدۂ فاسدہ سے باز آئین -

ہم علی[4] رؤس الاشہاد کہتے ہین کہ مذہب تہذیب کا کوئی رکن اور کوئی اصل بطلان سے

---

[1] واضح رہے کہ انگریزی سلطنت جمہوری ہو اور جمہوری سلطنت کے اصول مین ایک بات ہو کہ کل اقوام اور مذاہب رعیت کو اوسمین ایک سے اختیارات ہون گو کہ کچھ خارجی مصلحتون کی رو سے انگریزی سرکار ان اصول کا پورا برتاؤ ہندوستان مین نہین کرتی - مگر اسمین شک نہین کہ اوسکی سلطنت کے اصول جمہوریہ ہین - اقسام سلطنت کا مفصل بیان آیندہ کسی موقع پر آئیگا - انشاء اللہ تعالے - ۱۲ منہ -

[2] یعنی کوئی امر باعث تخصیص اور وجہ ترجیح نہین ہو کہ مذہب تہذیب کو بالخصوص سرکاری مذہب کہین اور دوسرے مذاہب رعیت مین سے کسی مذہب کو سرکاری مذہب قرار دین - اور یہ خیال کہ دین تہذیب دین نہین ہو بلکہ آئین ملکی ہو - اور اسی لحاظ سے اوسکو سرکار کے ساتھ خاص نسبت ہو باطل ہو - اور اسکے بطلان کی طرف ہم ایک موجہ اشارہ پیشتر کر چکے ہین ۱۲ منہ

[3] مہمات معاد - معاد صیغہ ظرف ہو عود سے بنا ہو - عود کے معنی واپس آنا اور واپس جانا ہین - چونکہ ہم پیدا ہونے سے پہلے جہان تھے مرنے کے بعد وہین جائینگے اسیواسطے عالم آخرت کو جس سے ہم آئے ہین اور جسکی طرف واپس جائینگے زبان شریعت نے معاد فرمایا - اور مہمات معاد سے وہ مشاغل اور اعمال مراد ہین جنکے اچھے نتائج عالم آخرت مین ملین گے اور یہ بات کہ مذہب تہذیب مہمات معاد اور انکار آخرت سے غافل کرتا ہو آگے چلکر تفصیل سے بیان ہو گا - انشاء اللہ تعالے - ۱۲ منہ

[4] علی رؤس الاشہاد یعنی گواہی دینے والونکے سر پر کھڑے ہو کر کہتے ہین اشہاد شہید بمعنی شاہد کی جمع ہو نہ شاہد کی - علی رؤس الاشہاد کنایہ ہو کھلم کھلا

خالی نہین۔ بعض ارکان اور اصول جیسے نیچر پرستی اور آزادی اول سے آخر تک بالکلیہ باطل ہین۔ اور بعض دوسرے جیسے قومی ہمدردی اور رفاہ جوئی حق و باطل سے مخلوط ہین۔ رہا یہ امر کہ نیچر پرستی اور آزادی کیونکر سراسر باطل ہین۔ اور قومی ہمدردی اور رفاہ جوئی کیسے حق و باطل سے مخلوط ہین۔ سو بیان ان سب باتون کا چار مستقل مقالون مین تکمیل کے ساتھ قلمبند کیا جائیگا۔ جسکو شوق تحقیق ہو چاہیے کہ وہ آیندہ چار مقالات کے واسطے منتظر رہے۔ اور ہر ایک مقالے کو جب وہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر اوسکی خدمت مین فائز ہو غور و تعمق کے ساتھ دیکھے اور سمجھے اور سمجھکر واجب التسلیم باتون کو مانے۔ اور مانکر قابل التعمیل امور کو عمل مین لائے۔ ایسا کرنے کے بعد بھی اگر اوسکے ذہن سے دین تہذیب کی حقیت کا نقش نہ مٹے اور اوسکے دل و دماغ پر انوار تحقیق پرتو افگن نہون تو ہم دیندار ہین۔ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ؀ (اور خدائے تعالی جسکو چاہتا ہی راہ راست دکھاتا ہی۔ ۱۲)

ابطال تہذیب کی اشد ضرورت ہی

یہ بات سب پر روشن ہی کہ دنیا کا کوئی کام بہت سے آدمیون کے اجتماع اور اتفاق کے سوا سرانجام کو نہین پہنچ سکتا۔ اور یہ بھی ظاہر ہی کہ افراد انسانی کا اتفاق اور ایکا (ایکا کرنا ۱۲) صرف اونھین کامون اور اونھین باتون پر ہوتا ہی جو اونکے خیالات اور حاجات کے موافق ہون۔ اور یہ بھی ظاہر ہی کہ لاکھون کرورون آدمیون کے خیالات کا ایکسان ہونا اگرچہ محال نہین ہی۔ مگر دشوار ضرور ہی۔ اور یہ بھی چنداں مخفی اور پوشیدہ امر نہین ہی کہ دنیا بھر کے تمام پرانے مذاہب اور ادیان نے عموماً

اور اسلام نے خصوصًا دور اندیشی اور حکمت عملی کے ساتھ اپنے گروہ کے اشخاص کو خاص خاص خیالات اور معتقدات پر متفق کر رکھا ہے۔ اور نیز اونکی جا بیجا خواہشون کو جائز اور ناجائز کے حدود مین مقید اور محدود کر دیا ہے۔ اور اسی مذہبی تدبیر کی قوت سے دس دس اور بیس بیس کرور آدمی باوجود مخالف الآرا ہونے کے متفق القدم ہو کر ایک ایک مقرر لکیر پر چل رہے ہین۔ اور اسی دینی اتحاد اور اشتراک کی حکمت سے صدہا فسادون کے دروازے مسدود ہو رہے ہین۔ اور اسی رشتہ ہم مذہبی کی بنا پر ہزارہا دلچسپ انتظامات انسانی قومون مین قائم ہو رہے ہین۔ اور اسی اعتقادی یگانگی کی رو سے بے شمار آدمیون مین اُنس اور محبت کا نظام اُستوار ہو رہا ہے۔ پس اگر دین تہذیب کو جسکا ایک رکن آزادی ہے شایع ہونے کی رخصت دیجائے۔ تو ضرور ہے کہ بعد کچھ مدت کے اس منحوس اور بد انجام آزادی کے طفیل سے دینی رشتے منقطع ہو جائین۔ انسانی اتفاق و اتحاد کا نظام مختل ہو جائے۔ باہمی معاشرات[1] اور معاملات[2] کا انتظام درہم برہم ہو جائے۔ اور ہر شخص اپنی رائے کے موافق جو چاہے کرے۔ اور جو چاہے کرے۔ اور جو چاہے کھائے اور جو چاہے پیے۔ کوئی کسی کو نیکی مین معاون اور بدی مین مزاحم نہو سکے۔ اور کوئی کسی سے مدد اور معاونت مانگنے کا استحقاق نہ رکھتا ہو۔ اور کوئی کسی کی بداخلاقی اور بدروگی کی اصلاح کیواسطے

---

[1] معاشرات۔ معاشرت کی جمع ہے۔ مِل جُل کر بسر کرنے کو معاشرت کہتے ہین۔ اور معاشرت سے مراد وہ قواعد اور آداب ہین جو مِل جُل کر بسر کرنے مین استعمال کیے جاتے ہین۔ ۱۲ منہ

[2] معاملات۔ معاملت کی جمع ہے۔ معاملہ آپس مین لین دین کرنے کو۔ اور نیز ہر قسم کا سودا سودگر کرنے کو کہتے ہین۔ یہان معاملات سے وہ اصول مراد ہین جو ہر ایک معاملے مین برتے جاتے ہین ۱۲ منہ

مُجاز اور مختار ہنو - اور کوئی دو آدمی ایک خدا کی وحدت پر متفق ہنون - اور کوئی مسجد یا گرجا یا مندر ایک سی عبادت کرنے والون - یا مناجات اور بھجن گانے والون کی جماعت سے معمور نہ رہے - اور کسی میت کی نعش پر کبھی ہجوم اور انبوہ ہنو - اور کسی عید یا تیوہار مین رنگین لباس لئے آدمیون کی بھری جماعتین مجتمع ہنون - اور علاوہ ان سب خرابیون کے اور بے شمار مفاسد اوٹھ کھڑے ہون جنکا اوٹھنے کے بعد بیٹھنا مشکل بلکہ محال ہوجائے -

بنا برین ضرورت مذکورہ ہوا خواہان قوم اور ملک پر واجب ہی کہ وہ بجاے اشاعت تعلیم مغربی کے باب شیوع تہذیب کے مسدود کرنے مین کوشش کرین - اور ایشیائی قومون کے حالات اور معاملات کو اہل یوروپ کے حالات اور معاملات پر قیاس نہ کرین - یہان دین و دنیا مذہب کے سامنے ایک نکمی اور مہمل چیز سمجھی جاتی ہی اور وہان مذہب دنیا کے مقابلے مین ایک بے حقیقت امر تصور کیا جاتا ہی - یہی وجہ ہی کہ اہل یوروپ مین باوجود مذہبی آزادی اور وارستگی کے ابتک فساد و عناد کا بازار گرم نہین ہوا - اور غالبًا اس دینی آوارگی کے بُرے نتائج جو خلاف قیاس ظہور نہین کرتے وہ اب قریب اسکے ہین کہ پردۂ غیب کو پھاڑ کر یکایک ظاہر ہوجائین مگر اہل ایشیا کو چاہیے کہ مفاسد تہذیب کے ظہور سے پیشتر ہوشیار ہوجائین اور قومی افراد کے قوالب مین نیچر پرستی اور آزادی کی خبیث روحون کو حلول نہ کرنے دین - ورنہ بعد حلول اور دخول کے نکلنا بہت دشوار ہوجائیگا وما علینا الا ما نستطیع - وامر محاہ نقوش التہذیب امر عسیر - فاحذروا یا اولی الالباب واجتہدوا فی طلب السداد والصلو

(یعنی ہمپر اوسیقدر کرنا واجب ہی جسکے کرنے کی ہمین قدرت ہی - اور نقوش تہذیب کے مٹانے کا معاملہ مشکل کام ہی - پس عقلمند بھائیو ہوشیار ہوکر رہو - اور صدق و صواب کی تلاش مین سرگرم رہو -)

تمت

الاسلام یعلو ولا یعلی

مقالۂ خامسہ بابت ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۳ ہجری نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنفہ عمدۃ المحققین جناب مولانا محمد قمر الدین صاحب مدظلہ منجملہ مقالات رسالہ ماہوار

مآل التہذیب

جو مسلمانون کو نیچر پرستون کے مکر وفریب سے اور نیچرون کو نیچر کے
دھوکے سے بچانے کے لیے بہ تعمیل ارشاد حضرت مصنف مدظلہ

مطبع نظامی کانپور مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ[1] واستعینہ واستغفرہ واصلی علی حبیبہ ونبیہ محمد المصطفیٰ
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد یہ مقالہ مشتمل ہی ابطال نیچرپرستی کے بیان پر
جن حضرات کو طبیعت اور نیچر کے آثار عجیبہ نے دھوکا دیکر بلائے اعجوبہ پرستی مین مبتلا
کرلیا ہی۔ وہ اسکو غور سے پڑھین۔ اور دلائل مندرجہ کو انصاف اور تحقیق کی نظر سے
دیکھین۔ خداوند مفضال و منعام (بڑے فضل اور بڑے انعام والا ۱۲) کی رحمت شاملہ اور عنایت کاملہ سے امید واثق ہی کہ وہ
جب ایسا کرینگے تو توہمات واہیہ سے نجات پائینگے۔ واللہ علی کل شئ قدیر (خدا ہر چیز پر قابو رکھتا ہی) وبھدایۃ
عبادہ جدیر (اور اپنے بندون کو رہنمائی کرنے کے سزاوار ہی ۱۲)۔ مناسب ہی کہ ابطال نیچرپرستی کے بیان سے پیشتر علما کے اوس
اختلاف پر جو نیچر کے وجود و عدم کی نسبت ہی ایک عام فہم تقریر لکھی جائے تاکہ جو لوگ
اس بحث سے بالکل ناآشنا ہین۔ وہ بھی ہمارے آیندہ بیان کو روشنی اور بصیرت
کے ساتھ دیکھین۔

[1] مین خدا کو سراہتا ہون اور اوس سے مدد مانگتا ہون۔ اور اپنے گناہون اور خطاؤن کی اوس سے معافی
چاہتا ہون۔ اور اوسکے پیارے پیغمبر اور پیغمبر کی آل اور اصحاب پر درود پڑھتا ہون۔ ۱۲ منہ

نیچر کیا ہی اور کیا کرتا ہی +

احوال عالم مین غور اور خوض کرنے والے لوگ تین گروہ ہین - سب سے اول اور اعلی انبیا علیہم السلام اور اونکے متبعین ہین - پہر حکماے اشراقیین[1] اور بعد اونکے حکماے مشائین[2] ہین - حضرات انبیا جو ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کچھ کم و بیش ہین اور اونکے متبعین اور پیرو جو حصر و شمار سے باہر ہین - سب کے سب اس بات پر متفق ہین کہ خداوند عالم نے جہان کا سارا انتظام فرشتون کو سپرد کیا ہی - اور یہ فرشتے جو ایک نورانی مخلوق ہین اور طاعت و بندگی اونکے خمیر مین داخل ہی بے اذن خداوندی کسی ایک ذرے کو جنبش نہین دیتے اور ہر ایک علوی یا سفلی خدمت کو اوسی کے الہام اور اوسی کی مرضی کے موافق سرانجام دیتے ہین - ابر و بارش کا منتظم بغیر اوسکے حکم اور حکمت کے بخار اور بادل نہین بنا سکتا خزانۂ ہوا کا وکیل سوا اوسکے اذن اور اجازت کے ایک پتا نہین ہلا سکتا - قاسم ارزاق بلا اوسکی منظوری اور مرضی کے کسیکو ایک لقمہ نہین کھلا سکتا - موکل نیران بے اوسکے ایما کے ایک ریشہ نہین جلا سکتا - غرض کوئی حرکت اور کوئی جنبش کسیوقت اور کسی جگہ بدون اوسکی رضا کے نہین ہو سکتی - ؎ بے رضائے تو یکے دانہ نروید ز زمین + بے رضائے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت + حکماے اشراقیین جنکا پیشوا اور مقتدا افلاطون ہی انتظام عالم کی نسبت یہ کہتے ہین - کہ آسمان و زمین مین جسمانی موجودات کے جسقدر انواع و اقسام ہین - اوسیقدر ان دونون مکانون مین نورانی سرشت اشخاص ہین جو آنکھونسے نہین نظر آتے

---

[1] اشراقیین وہ حکما ہین جنکو باطنی انکشاف اور اشراق حاصل تھا - اور وہ اسی قوت کشفیہ کی مدد سے سیکڑون اور ہزارون کوسون تک غائبانہ تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھتے تھے - ۱۲ منہ

[2] مشائین - یہ وہ لوگ ہین جو چل پہر کر تحصیل علوم کرتے تھے - اور قوت اشراقیہ سے عاری تھے - لفظا مشائین کے معنی چلنے پہرنے والی جماعت - چونکہ اشراقیین ایک جگہ بیٹھکر کشف اشراق کے ذریعے سے دور دور کے حکیمون سے اکتساب علم کرتے تھے - اور یہ لوگ سفر و سیاحت کرکے تحصیل علم کرتے تھے - لہذا اونکو اشراقیین اور اونکو مشائین کہتے ہین - ۱۲ منہ

لیکن دلون پر سے اگر غفلت اور ظلمت کے حجاب اوٹھہ جائین تمام ارض و سما اور درمیانی فضا اونکے نور سے جگمگاتی ہوئی نظر آئے۔ وہ اپنی اصطلاح مین ان نورانی اشخاص کو ارباب[1] نوریہ کہتے ہین۔ اونکے اعتقاد مین ان ارباب نوریہ مین سے ہر ایک کسی خاص نوع جسم کا رب النوع ہی یعنی اوس جسم کی تربیت اسی کے اہتمام اور انتظام سے ہوتی ہی۔ اور جو افعال و خواص اوس جسم سے صادر ہوتے ہین وہ اسی رب النوع کی تدبیر اور صوابدید سے وجودی صورت پاتے ہین۔ مثلاً تخم نباتی اور نطفۂ حیوانی مین ابتدا سے انتہا تک جسقدر عجیب غریب صورتین اور شکلین پیدا ہوتی ہین اون سب کا موجد اور فاعل نبات اور حیوان کا رب النوع ہی اور اسی پر قیاس کرلو۔ اور جملہ انواع اجسام کو یعنی خاک و آب اور باد و آتش اور تمام انواع مادیات کے افعال و اعمال نہین ارباب نوریہ کی تدبیرات سے سرزد ہوتے ہین۔ اگرچہ سرسری نظر مین فرمودۂ انبیا اور عقیدۂ اشراقیین دونون کا آل اور ماحصل ایک معلوم ہوتا ہی۔ اور صرف الفاظ اور تعبیرات مین فرق پایا جاتا ہی۔ کہ وہ منتظمین عالم کو ملائکہ سے تعبیر کرتے ہین۔ اور یہ اونکو ارباب نوریہ کہتے ہین۔ مگر درحقیقت دونون کے اعتقاد مین بہت بڑا فرق معلوم ہوتا ہی۔ اسلیے کہ انبیا علیہم السلام کا عقیدہ یہ ہی کہ ملائکہ انتظام عالم مین رب العالمین کے اذن اور الہام کے محتاج اور منتظر رہتے ہین۔ اور اشراقیین کے اعتقاد مین اس امر کی تصریح نہین ہوئی کہ ارباب نوریہ نظم جہان مین رب الارباب

[1] لفظ ارباب رب کی جمع ہی اور رب عربی زبان مین ایک مربی کو کہتے ہین۔ یہ ارباب گویا انواع اجسام کے مربی اور سرپرست ہین اور چونکہ ظلمت ہیولے اور تاریکی مادہ سے مبرا ہین لہٰذا صفت نوریہ سے متصف ہوئے ہین۔ حکمای براہمہ انہین ارباب نوریہ کو اپنی اصطلاح مین دیوتا کہتے ہین۔ اور یہ دیوتا لوگ اونکے اعتقاد مین تینتیس ۳۳ کرور سے زیادہ نہین۔ گولڈ اسمتھ نامی انگریزی زبان کے مشہور شاعر نے اپنے کلیات مین ایک مقام پر جملہ مذاہب مشہورہ کے بعض عقائد اور اعمال کی نسبت ایک طنز آمیز پیرائے مین تعجب ظاہر کیا ہی۔ ہندوؤن کے اس مذکورہ عقیدے کی نسبت لکھا ہی کہ مجھے اوس بیوقوف قوم سے بہت تعجب ہی جنھنے تینتیس کرور معبود مان رکھے ہین۔ مین کہتا ہون مجھے گولڈ اسمتھ جیسے ادیب لبیب سے نہایت تعجب ہی جسنے ہندوؤن پر ۳۳ کرور خدا ماننے کا الزام لگایا۔ اور اسی بنا پر اونکو بیوقوف کہا۔ اور افلاطون کے مقلدین کو معبود غیر متناہی ارباب رکھنے مین زمرۂ حکما مین خیال کرکے سلسلۂ عقلا مین داخل رکھا۔ اور نیز اوس عقلمند قوم پر کچھ تعجب کیا جسنے بے حساب و بے شمار قوتونکو جو عقل و شعور سے بالکل بے بہرہ ہین صانع حکیم تصور کر رکھا ہی۔ ۱۲ منہ

کی اجازت اور تعلیم کے محتاج ہین- یا مستقل اور مختار ہین- پس اگر انکے اعتقاد مین اس امر کی تصریح کر دیجائے کہ ارباب نوریہ کوئی کام چھوٹا یا بڑا بغیر اجازت اور تلقین رب الارباب کے (جل شانہ تعالیٰ) نہین کر سکتے تو بیشک یہ دونون عقیدے باعتبار مآل کے ایک ہین- اور ظاہر مین جو کچھہ تفاوت معلوم ہوتا ہی وہ محض ایک لفظی و تعبیری فرق ہی- اور اگر اونکا عقیدہ یہ قرار دیا جائے کہ یہ ارباب اپنے اپنے تصرفات مین مستقل و رب الارباب کی حکومت اور حکمت سے مستغنی ہین تو اس صورت مین عقیدۂ اشراقیہ دوسرے دو اعتقادون سے بالکل علیحدہ ہی-

حکمائے مشائین جنکا امام اور سرخیل معلم اول یعنی ارسطاطالیس ہی- تمام نظام عالم کے علوی اور سفلی تدبیرات کو بے شعور اور بے سمجھہ قوتون کی طرف منسوب کرتے ہین- اور اونکا گمان یہ ہی کہ ہر ایک جسم مین مبدئ فیاض نے ایک بے شعور قوت ودیعت رکھی ہی- اور یہ قوت اپنی خاص تدبیر سے اوس جسم کی تاثیرات اور خاصیات کو معرض ظہور مین لاتی ہی- یہی قوت جو کہ مصدر (صادر ہونے کی جگہہ) افعال و اعمال ہی اوس جسم کی طبیعت ہی- اور اسی کو نوع جسم کے لحاظ سے صورت نوعیہ کہتے ہین- اور اسی طبیعت اور صورت نوعیہ کو انگریزی اصطلاح مین نیچر کہتے ہین-

درختون اور بیلون کا بیج جب نمناک زمین مین پڑتا ہی آفتاب اور پانی اور زمین کا نیچر اپنی حرارت و برودت اور رطوبت و یبوست سے اوسکو خاص درجے کی گرمی اور نرمی دیکر ایک نباتی صورت پانے کے واسطے مستعد کرتا ہی- اور پھر اسی نیچر کی تدبیر سے رفتہ رفتہ وہ بیج ایک درخت بنجاتا ہی جسمین شاخ اور برگ اور گل و ثمر لگتے ہین- اور وہ بیشمار صنعتین جو کہ اول سے آخر تک اجزاے درخت مین نمودار ہوتی ہین سب طبیعت اور نیچر کے اختراعات و ایجادات ہین- ڈالیون مین پتے- پتون مین رگین- کونپلون مین کلیان اور کلیون مین خوشبو- پھولون مین پھل اور پھلون مین مزہ- اور سواے اسکے اور ساری

عجیب و غریب اور حیرت انگیز کیفیتین اور تاثیرین جو درخت کے ہر ایک حصّے سے کثرت اور ہجوم کے ساتھہ ظاہر ہوتی ہین کل بے شعور طبیعت اور بے سمجھہ نیچر کی تدبیر کے ثمرات ہین۔علی ہذا القیاس جب نطفہ کیسہ رحم مین قرار پاتا ہی۔منی کا نیچر اوس قطرے مین اپنے تصرفات کرتا ہی۔اور انہین طبعی تصرفات اور نیچری تدبیرات سے بتدریج وہ قطرۂ آب ایک حیوان ہو جاتا ہی۔جسکو نطفے کے نیچر نے ایک جسم دیا ہی جسمین انواع و اقسام کے اعضا اور اجزا ہین۔اور ان اعضا و اجزا مین انحا و اصناف کی قوتین ودیعت رکھی گئی ہین ازانجملہ پیرون مین چلنے کی۔ ہاتھون مین کھینچنے اور ڈھکیلنے کی [یعنی کھینچنے اور دھکا دینے کی]۔کام و زبان مین چکھنے اور بولنے کی۔ناک مین سونگھنے کی۔آنکھون مین دیکھنے کی۔کانون مین سننے کی۔اور دماغ مین سوچنے اور سمجھنے کی۔اور سارے بدن کے لمس مین سخت و نرم اور سرد و گرم کے دریافت کرنے کی قوت ودیعت رکھی گئی ہی۔اونکے نزدیک یہ سب کچھہ بے شعور نیچر نے کیا ہی۔اور سوا اسکے اور بہت سے ایسے کام جو عقلا اور حکما سے نہین ہو سکتے نیچر اونکو بآسانی کر لیتا ہی۔اِنَّ ھٰذَا الْاِعْتِقَادُ لَشَیءٌ عَجِیبٌ۔ [یعنی یہ عقیدہ ایک عجیب و غریب چیز ہی ۱۲]

نیچر کو فاعل اور مختار جاننا سخافت ہی

ظاہر ہی کہ عنصری اور سماوی اجسام سے جسقدر حیرت انگیز آثار و افعال سرزد ہوتے ہین وہ ایسی پوشیدہ مصلحتون اور نازک تدبیرون پر مشتمل ہین جنکا ادراک قوت بشری کے دائرے سے باہر ہی۔اور نیز ان اجسام کی تراکیب اور تاثیرات سے ایسی عجیب غریب خاصیتین اور حیرت ناک صنعتین نمودار ہوتی ہین جو تدبیر انسانی سے بالکلیہ خارج ہین مثلاً بجلی کی چمک اور رعد کی کڑک مین جو مصلحت ہی اوسکا کماحقہ سمجھہ لینا۔اور جب تدبیر سے

یہ دونون چیزین ظہور مین آئی ہین - اوسکو پورا پورا دریافت کر لینا - ہر ایک فرد انسانی کی طاقت سے باہر ہے - اور اسیطرح پر نطفۂ زن و مرد کے اختلاط و اجتماع اور رحم مادر کی تاریکی اور خون حیض کی رطوبت اور حرارت کی تاثیر سے جو جو صورتین شکلین اور قوتین وجود مین آئی ہین وہ حیطۂ تدبیر بشری سے بالکل خارج ہین - پس یہ اعتقاد کرنا کہ یہ کورہ امور اور کل وہ قواعد و قوانین جنپر نظام عالم کا دار و مدار ہے تدبیر طبیعت اور تجویز نیچر سے مقرر ہوئی ہین - اور نیچر ان تدابیر و تجاویز مین تعلیم معلم اور الہام ملہم سے مستغنی اور اجرائے کار مین آزاد اور مختار ہے - بیشک سخافت اور کوتاہ اندیشی ہے - کیا یہ ممکن ہے کہ جو چیز اپنے وجود مین محتاج غیر ہے - وہ غیر کے ایجاد مین معاون سے مستغنی ہو - اور یہ ممکن ہو کہ جو چیز خود بے عقل و بے شعور ہے وہ بے تکلف ذی عقل و ذی شعور چیزون کو موجود کرلے - اور یہ ممکن ہے کہ جس چیز مین اصلا مادۂ ادراک نہین رکھا گیا وہ ایسی صنعتین عمل مین لائے جنکی کیفیت مین بڑے بڑے عقلا حیرت زدہ ہو کر رہ جائین - ہرگز ممکن نہین - اور جو لوگ ایسے بدیہی محالات کو ممکن تجویز کرتے ہین اونسے بہت تعجب ہے -

مین نے کسی کتاب مین دیکھا ہے - یا کسی عالم سے سُنا ہے کہ نیچر پرست لوگ اپنے اس اعتقاد کی تاویل اسطرح پر کرتے ہین - کہ جو جو صنعتین اور حکمتین نیچر سے ظاہر ہوتی ہین وہ خود مبدئِ فیاض نے اپنی حکمت بالغہ سے نیچر کی سرشت مین ودیعت رکھدی ہین - اور اپنے اپنے وقت پر بلا ارادہ و اختیار یہ نازک صنعتین اور عجیب غریب تاثیرین نیچر سے سرزد ہوتی ہین - اور اوسکو اونکے صدور کا مطلق شعور نہین ہوتا - مین کہتا ہون اگر عقیدۂ طبیعیہ کی صحت اور درستی اس تاویل پر موقوف ہے - تو نیچر پرستون کو چاہیے کہ وہ اپنے اس اعتقاد کو زیور صحت سے عاری سمجھین - اسلیے کہ یہ امر بالکل خلاف قیاس ہے - کہ

مُبدئ فیاض فرشتون جیسے نورانی مخلوق کے ہوتے ہوئے نظام عالم کی نازک خدمتین نیچر جیسی بے شعور چیز کو سپرد کرے۔ تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً۔ آیا یہ ہوسکتا ہے (یعنے خداوند تعالے ایسی ناکارہ اور ناموزون تدبیر ونقص سے بہت بلند اور برتر ہے) کہ ملکی مہمات کے انجام دینے کے واسطے مسٹر گلیڈاسٹون جیسے عاقل کے ہوتے ہوئے ایک بیل یا گدہا یا اور کوئی بے شعور حیوان صیغۂ وزارت مین بھرتی کیا جائے۔ ہرگز نہین ہوسکتا۔ اور جب انسان سے ایسی بے جوڑ بات کا ہونا مستبعد ہے۔ تو حضرت واجب الوجود سے جو کہ حکیم وعلیم بلکہ خالق الحکما ہے ایسی ناموزون تدبیر کا ہونا کیونکر متصور ہے۔ سبحانہ وتعالی عما یصفون (یعنی وہ ان منفاعل واہیہ سے جو لوگ اوس کی طرف منسوب کرتے ہین منزہ اور برتر ہے)۔ طبعیین نے ملائکہ اور ارباب نوریہ کو چھوڑکر تدبیرات اور تاثیرات عالم کو طبیعت اور نیچر کی طرف اسلیے منسوب کیا ہے کہ اونکے نزدیک ملائکہ یا ارباب نوریہ کوئی موجود چیز نہین ہے۔ بلکہ عوام الناس کو بہکانے کے واسطے اونکے مذہبی پیشواؤن نے ایک سبز باغ دکھایا ہے۔ یا یہ کہ اونکے سمجھانے کے لیے افراد نیچر کو فرشتون اور دیوتاؤن سے تعبیر کردیا ہے۔ جب طبعیین سے پوچھا گیا کہ فرشتون کے موجود ہونے سے کونسا محال لازم آتا ہے کہ تم اونکے وجود سے منکر ہوکر نیچر پرستی کی حماقت مین مبتلا ہوئے۔ تو سوا اسکے اور کچھ جواب نہ تھا کہ اگر ملائکہ اوس صفت کے ساتھ جو زبان شریعت مین بیان کی گئی ہے موجود ہوتے تو لامحالہ اونکی نورانی صورتین آنکھون سے دیکھی جاتین یا اونکی رفتار وگفتار کی آوازین کانون سے سُنی جاتین۔ یا حس لامسہ سے اونکے اجسام اور ابدان ملموس اور محسوس ہوتے۔ جب ان باتون سے کوئی بات نہین پائی جاتی تو پھر وجود ملائکہ پر کیا دلیل ہے۔ اسکے جواب مین بطور معارضہ اونسے یہ کہا گیا کہ خدا اور روح اور عقل جنکے وجود کے تم بھی قائل ہو۔ اگر موجود ہوتے تو ناچار وہ نورانی اشخاص باصرہ یا سامعہ یا لامسہ سے محسوس ہوتے۔ اور جبکہ آغاز آفرینش سے یہ تینون حضرات

ان تینون طریقون مین سے کسی ایک طریق سے بھی نہین معلوم ہوئے - تو پھر تم نے
ان غیر محسوس چیزون کو کس دلیل سے موجود مان رکھا ہے - آخر یہی کہو گے کہ گو ان
تینون کے اشخاص غیر محسوس ہین - مگر انکے افعال و آثار علانیہ طور پر موجود ہین - تو ہم
کہتے ہین علی ہذا القیاس اگرچہ فرشتون کی نورانی صورتین آنکھون سے پوشیدہ ہین
مگر اونکے انتظامات اور خدمات ہر وقت آنکھون کے سامنے موجود ہین - پھر اگر تم یہ کہو
کہ یہ انتظامات اور خدمات نیچر کے ہین تم ناحق فرشتون کی طرف منسوب کرتے ہو - تو ہم
کہین گے یہ انتظامات فرشتون کے ہین تم ناحق نیچر کی طرف منسوب کرتے ہو - اور اگر
تم یہ کہو کہ نیچر محسوس ہے اور فرشتے غیر محسوس ہین اور محسوس کے ہوتے ہوئے کسی فعل کو
غیر محسوس کی طرف منسوب کرنا ایسا ہے جیسے ایک شخص لاش مقتول کے پاس زید کو
شمشیر بدست دیکھکر فعل قتل کی نسبت بکر کی طرف کر دے - جسکا تمام علاقہ واردات
مین پتا اور نشان بھی نہین - تو ہم کہتے ہین اول تو نیچر بھی غیر محسوس[1] ہے - اوس کے
محسوس جاننے مین تمکو دھوکا ہوا ہے - اور مان لیا کہ نیچر محسوس ہے اور ملائکہ غیر محسوس
ہین - مگر یہ غیر محسوس جواہر سراسر نور اور ہمہ تن عقل و شعور ہین - اور ایسے نورانی
سرشت اشخاص کے ہوتے ہوے نظام عالم کی دلاویز تاثیرات اور حیرت انگیز تدبیرات
کو بے شعور نیچر کی طرف منسوب کرنا ایسا ہے جیسے لاش مقتول کے پاس خون آلودہ تلوار
کو دیکھکر فعل قتل اسی تلوار کی طرف منسوب کرکے حقیقی قاتل کی سراغ برآری اور جستجو سے
بے پرواہ ہو جانا - آیا کوئی عاقل اس امر کو تسلیم کر سکتا ہے کہ اوس مقتول کو تلوار نے

[1] اسلیے کہ جس قوت کو آگ اور پانی وغیرہ اجسام مین بنام نہاد نیچر بولتے ہین اگرچہ اوسکے افعال خواص جیسے حرارت اور برودت وغیرہ محسوس ہین مگر وہ خود کبھی حس سے محسوس نہین ہوا اور اگر وہ افعال محسوسہ کو نیچر تصور کرتے ہین تو یہ دھوکا ہے - و سیاتی تفصیلہ انشاء اللہ تعالے ۱۲ منہ

ان تینون طریقون مین سے کسی ایک طریق سے بھی نہین معلوم ہوئے۔ تو پھر تم نے ان غیر محسوس چیزون کو کس دلیل سے موجود مان رکھا ہے۔ آخر یہی کہو گے کہ گو ان تینون کے اشخاص غیر محسوس ہین۔ مگر انکے افعال و آثار علانیہ طور پر موجود ہین۔ تو ہم کہتے ہین علی ہذا القیاس اگرچہ فرشتون کی نورانی صورتین آنکھون سے پوشیدہ ہین مگر اونکے انتظامات اور خدمات ہر وقت آنکھون کے سامنے موجود ہین۔ پھر اگر تم یہ کہو کہ یہ انتظامات اور خدمات نیچر کے ہین تم ناحق فرشتون کی طرف منسوب کرتے ہو۔ تو ہم کہین گے یہ انتظامات فرشتون کے ہین تم ناحق نیچر کی طرف منسوب کرتے ہو۔ اور اگر تم یہ کہو کہ نیچر محسوس ہے اور فرشتے غیر محسوس ہین اور محسوس کے ہوتے ہوئے کسی فعل کو غیر محسوس کی طرف منسوب کرنا ایسا ہے جیسے ایک شخص لاش مقتول کے پاس زید کو شمشیر بدست دیکھکر فعل قتل کی نسبت بکر کی طرف کر دے۔ جسکا تمام علاقہ واردات مین پتا اور نشان بھی نہین۔ تو ہم کہتے ہین اول تو نیچر بھی غیر محسوس[1] ہے۔ اوس کے محسوس جاننے مین تمکو دھوکا ہوا ہے۔ اور مان لیا کہ نیچر محسوس ہے اور ملائکہ غیر محسوس ہین۔ مگر یہ غیر محسوس جواہر سراسر نور اور ہمہ تن عقل و شعور ہین۔ اور ایسے نورانی سرشت اشخاص کے ہوتے ہوئے نظام عالم کی دلاویز تاثیرات اور حیرت انگیز تدبیرات کو بے شعور نیچر کی طرف منسوب کرنا ایسا ہے جیسے لاش مقتول کے پاس خون آلودہ تلوار کو دیکھکر فعل قتل اسی تلوار کی طرف منسوب کرکے حقیقی قاتل کی سراغ برآری اور جستجو سے بے پرواہ ہو جاتا۔ آیا کوئی عاقل اس امر کو تسلیم کرسکتا ہے کہ اوس مقتول کو تلوار نے

[1] اسلیے کہ جس قوت کو آگ اور پانی وغیرہ اجسام مین بنام نہاد نیچر بولتے ہین اگرچہ اوسکے افعال خواص جیسے حرارت اور برودت وغیرہ محسوس ہین مگر وہ خود کسی حس سے محسوس نہین ہے اور اگر وہ افعال محسوسہ کو نیچر تصور کرتے ہین تو یہ دھوکا ہے۔ و سیاتی تفصیلہ انشاء اللہ تعالے ۱۲ منہ

جیسے ہمارے کام ہمارے آلات کی طرف نہین منسوب کیے جاتے۔ ویسے ہی ان اندرونی خدمات کے کام بھی طبائع اور قویٰ کی جانب نہین منسوب ہو سکتے۔ و[1]من یفعل ذلك فقد شهد علی نفسه بالسفاهة وعلی ذهنه بالغباوة وعلی رایه بالسخافة۔

مین معترف ہون کہ ہنوز اس بحث کی بساط مین جھول باقی رہ گئے ہین اور وعدہ کرتا ہون کہ اگر خدانے چاہا تو آیندہ کسی موقع پر یہ سارے شکن اور سَل نکالدیے جائین گے۔ وبالله التوفیق۔

[1] یعنی جو لوگ افعال و اعمال ملائکہ کو قواے جسمیہ کی طرف (جو کہ فرشتون کے آلات اور اوزار ہین) منسوب کرتے ہین۔ وہ اپنی کم فہمی اور ذہن کی کندی اور راے کی سُستی پر گواہی دیتے ہین۔ ۱۲ منہ

تمت

ماہ نومبر مین چھپی +

الاسلام یعلو ولا یعلیٰ

مقالہ بستم بابت ماہ صفر سنہ ۱۳۰۴ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
مصنفہ عمدۃ المحققین جناب مولانا محمد قمر الدین صاحب مدظلہ منجملہ مقالات رسالہ ہوا

مآل التہذیب

جو مسلمانون کو نیچر پرستون کے مکر و فریب سے اور نیچریون کو نیچر کے
دھوکے سے بچانے کے لیے بہ تعمیل ارشاد حضرت مصنف مدظلہ

مطبع نظامی کانپور مین چھپا

ماہ فروری سنہ ۱۸۸۸ع مین چھپا

مقالۂ ثامنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی نعمائہ والائہ والصلوٰۃ والسلام علی سید انبیائہ محمد المصطفی وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مذہب تہذیب کے رواج سے دین حق کا نقصان متصور ہی

اگرچہ یہ بات ظاہر ہی کہ تہذیب یورپ کے شائع اور ذائع ہونے سے جیسا کہ جہان اور اہل جہان کا حال ظاہری آراستہ ہوتا جاتا ہی ویسے ہی باطنی انوار اور قلبی لطائف روز بروز دھندلے پڑتے جاتے ہین- اور لوگ اپنی آفرینش کی غایت اصلی سے بے خبر ہوتے چلے جاتے ہین- اور جاہ جوئی کے درطۂ ظلمات مین گر کر یوماً فیوماً تحت الثری کیطرف دھستے جاتے ہین- اور اپنے مرکز اصلی یعنی عالم قدس سے دور پڑتے جاتے ہین- مگر ہنوز ہمارے ملک اور ہمارے زمانے کے لوگون مین ایسے اشخاص بہت ہین جو اس تہذیب کو حقیقی تہذیب تصور کرتے ہین اور وہ کہتے ہین کہ اس تہذیب سے پرانی جہالتون اور قدیمی خرابیون کی راستی اور اصلاح ہو رہی ہی- اور وہ کہتے ہین کہ اسی تہذیب کے سبب سے لوگون کی جانین اور عزتین ظالمون اور گستاخون کے ہاتھ سے محفوظ ہو گئی ہین- مگر مین

کہتا ہون کہ تہذیب مغرب کے مداحون کو دھوکا ہوا ہی اور اونھون نے سراب کو بحر عُباب خیال کیا ہی - اور اونکے اس زعم باطل کا سبب یہ ہی کہ وہ علوم حقیقیہ سے محروم ہین - اور اونکے دل انوار اسلامیہ سے خالی ہین - اور وہ آفرنیش عالم کی غایت اصلی سے بے خبر ہین - ورنہ پُرانی سادہ کاریون کو حماقتون سے نہ تعبیر کرتے - اور قدیمی آئینون کو خرابیان نہ قرار دیتے - اسلیے کہ انسان جس کام کے واسطے بنایا گیا ہی اگلے زمانے کے بے ڈول اور بھدے آلات وادوات اور سادہ برتاوے اور عامیانہ آداب معاشرت اور قواعد معاملت اوسمین ایسے مخل نہ تھے جیسے اس زمانے کے چکنے چپڑے اوزار اور پُر تکلف آداب اور فیلسوفانہ ضوابط معاملات اوس خاص مقصد ایجاد مین ہارج اور خلل انداز ہورہے ہین -

سب جانتے ہین کہ زمانۂ تہذیب سے پہلے جو زمانہ تھا اوسمین دنیوی علائق صرف معدودے چند تھے - اور ہر آدمی اپنی ضرورتون کے واسطے تھوڑا سا سامان بہم پہنچا کر طول امل کے وبال سے محفوظ ہوجاتا اور دنیا مین جتنے روز رہتا فارغ القلب ہوکر رہتا - اور نیز ہر ایک قوم مین ہمیشہ ایسے لوگ بھی ہوتے تھے جنکو دنیا کے مزخرفات سے کچھہ سروکار نہوتا تھا - اور نہایت فارغ دلی سے اپنی زاہدانہ زندگی بسر کرتے تھے - اور وقتًا فوقتًا ہم جیسے دنیا مین ڈوبے ہوئے لوگون کو اپنے مؤثر بیانات سے خدا کی طرف بُلاتے اور آنے والے جہان کی نعمتون اور زحمتون کی امید اور وہشت دلاتے رہتے تھے - مگر بخلاف اوس پُرانے زمانے کے اب ایسا زمانہ ہی کہ ہر طبقے کے لوگ خواہ اونکا اصطلاحی نام فقرا ہو یا اغنیا اور خواہ اونکو لوگ زاہد اور تارک الدنیا کہتے ہون یا حریص اور دنیادار بولتے ہون مگر سب کے سب وبال دنیاداری اور بلاے جاہ جوئی مین مبتلا ہوگئے ہین - اور کیونکر مبتلا نہون کہ انسان جدت پسند اور تازگی دوست ہی - اور زمانہ حال کی جدت اور تازگی اوس درجۂ افراط کو پہونچگئی ہی کہ ہر سال بلکہ ہر ماہ مین ایک ایک چیز کے

ہزارون اور لاکھون جدید نمونے طیار ہو جاتے ہین - اور اونمین سے ہر ایک ایسا پُر رونق اور دلفریب ہوتا ہی کہ آدمی کیسا ہی سادہ مزاج اور زاہد منش ہو لیکن اوس سامان دلاویز پر اوسکا دل آیا ہی جاتا ہی - اور وہ اوسکو خرید ہی کر رہتا ہی - اور ہنوز اوس جدید چیز کے دیکھنے رکھنے اور استعمال مین لانے سے اوسکا دل سیر نہین ہو لیتا کہ اتنے مین اوسی شی کا دوسرا جدید نمونہ اوس پہلے سے بھی زیادہ دلکش اور زیادہ خوش قطع ولایت ہند مین سے طیار ہو کر بازارونمین آموجود ہوتا ہی اور ہم جدت پرستون کو وہ بھی خریدنا پڑتا ہی - اور ہنوز اوس سے دل نہین بھر لیتا کہ اوسکا تیسرا نمونہ جو پہلے کے دونون نمونون سے بڑھکر دلربا ہوتا ہی آپہونچتا ہی اور اسیطرح چیزیکے بعد دیگرے عجائب و غرائب آتے جاتے ہین - اور ہم اونکو اپنے گھرونمین بھرتے چلے جاتے ہین - یہانتک کہ ہم مین سے جو تارک الدنیا اور زاہد شمار کیے جاتے ہین وہ بھی یوروپ کے ایجادات نامعدود اور اختراعات غیر محدود کے دام پیچ و تاب مین ایسے پھنسے ہین کہ اگر اگلے زمانے کے دنیا دارون اور عجائب پرستون کی روحون کا اونکے گھرون پر گذر ہو تو شاید وہ عجائب پسند روحین ہمارے زاہدون کے گھرون کو عجائب خانے تصور کرین اسلیے کہ اوس پُرانے زمانے مین کسی دنیادار کے گھرمین نہ یہ حیرت انگیز گھنٹے تھے جو اسوقت ہمارے تارک الدنیا حضرات کے مکانون مین سجے ہوئے ہین - اور نہ یہ عجیب و غریب لیمپ تھے جو آج ہمارے زہاد و عباد کے حجرون مین روشن ہو رہے ہین - اور اسی پر قیاس کرلو اور بہت سی نوایجاد چیزین ایسی ہین جو اسوقت فقیرون کے پاس موجود ہین اور پچھلی صدیون مین امیرون کے ہان بھی نہ تھین - اور ظاہر ہو کہ جب سے آسایش و آرایش کے اسباب بکثرت ہوگئے ہین اور اونکے عجیب و غریب اور جمیل و شکیل ہونے کے باعث سے ہر طبقے کے لوگ اونکی محبت اور اُلفت مین گرفتار ہو رہے ہین اور کوئی چیز بے صرف زر میسر نہین آتی اور

تحصیل تہذیب کے واسطے ہر زمانے مین عموماً اور ہمارے زمانے مین خصوصاً اکثر ایسے کام اختیار کرنے پڑتے ہین جنکو زہد اور تقوے سے بیرہی تو ترقی تہذیب کے ساتھ زہد اور تقوے کا باقی رہنا معلوم ہو گیا ہے۔

چشم اگر اینست و ابرواین و زلف و خال این		الوداع ای زہد و تقوی الفراق ای عقل و دین

اور ظاہر ہی کہ جب سطح عالم پر سے تقوے اور طہارت قلوب کا نقش خدانخواستہ بالکلیہ مٹ گیا اور دنیا کے کسی گوشے مین سچّے زاہدون اور پکّے متقیون کا وجود نہ رہا تو اوسوقت دین حق کا چراغ (خدا اوسکو ہمیشہ روشن رکھے) بجھا ہوا سمجھ لینا چاہیے۔ اور اگر میرا گمان خلاف واقع نہین ہی تو اسوقت تک بھی جسقدر اثر تہذیب مغرب کا دنیا پر پڑا ہی وہ دیوار دین کو صدمہ اور تزلزل پونہچانے مین کچھ کمی نہین کر رہا ہی بلکہ مین اور میرے سب بھائی اگر غور و تعمق کے ساتھ دین کی موجودہ حالت پر نظر کرین تو شاید ہمکو یہی ماننا پڑے کہ وہ نورانی دین جو عرش بریں سے اوترکر فرش زمین پر آیا تھا اور صدہا سال تک دنیا کے ظلمتکدے کو رونق و فروغ دیتا رہا تھا اور سرزمین حجاز سے طلوع کرکے آفتاب کے مانند سارے جہان پر چمک گیا تھا اب جب سے اس نئی ظلمت (یعنی نئی روشنی) کو ترقی ہوئی ہی سال بسال اور ماہ بماہ اور روز بروز اور دم بدم اپنے اصلی مقام کی طرف حرکت کرتا جاتا ہی۔ کیونکہ اب دنیا مین اوسکے رہنے کے واسطے کوئی ایسی جگہ نہین رہی جو اوسکے قیامگاہ کے واسطے مناسب اور موزون ہو۔ امیرون اور دولتمندون کے دلون پر نیچریت اور دہریت کے بھتنے مسلط ہو گئے ہین۔ وہان اس عالم قدس کے مسافر بیچارے کا کیا کام ہی۔ اور اوسط الحال لوگون کے دماغون مین آزادی کی ہوا سما گئی ہی۔ وہ اگرچہ ابتک آزادی کو اپنا مذہب نہین جانتے مگر اوسکو مذہب اور ملت بنانے کے قابل ضرور سمجھتے ہین۔ پس ایسے ملوث دماغون مین

دین حق کیونکر بسیر اکرے۔ اب رہگئے مفلس علما اور محتاج فقرا جنکے علم اور تصوف کو اس زمانے کے شبہدات طبعیہ کے سامنے اصلا فروغ نہین۔ اور علاوہ اسکے افلاس اور محتاجی نے اونکے قول وفعل کو ہماری نگاہون مین ایسا بے وقعت کر رکھا ہی کہ گو وہ کوئی پند ونصیحت غایت ہمدردی سے کرین مگر ہم اوسکو نہایت خود غرضی پر حمل کرتے ہین۔ سو ظاہر ہی کہ اونکی دینداری ہم دنیا پرستون کی آنکھون مین ایک گونہ تزویر یا ور تدبیر معاش ہی۔ پس اگر ہمارے گمانون کے خلاف سچا دین انھین مسکینون کے دلون مین رہگیا ہی اور ہم اونکی مخلصانہ غمخواریون کو اپنی کج فہمی سے جھوٹے ڈھکوسلے اور مکارانہ حیلے جان رہے ہین تو اونکا دین ہمارے واسطے کچھ بکار آمد نہین۔ بلکہ ہمارے نزدیک وہ ایک شی فی حکم لاشی ہی۔ اور اگر وہ صلحاے قوم جیسا ہم اونکو تصور کرتے ہین (خدا نخواستہ) ویسے ہی وہ ہین بھی تو بس انتظام ملت اور بقاے دین کی حقیقت کھل گئی۔ پس ارباب فہم وفراست خیال کرین کہ تہذیب نو کی ترقی خواہ یوروپ مین ہو یا ایشیا مین دین حق کو اوس سے تنزل ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

ممکن ہی کہ اگر اہل تہذیب کو بطلان تہذیب اور حقیقت اسلام پر مطلع کیا جائے
تو وہ بجای تہذیب کے اسلام کی ترقی کیواسطے کوشش کرین

ہم ہندو ہین کے طریقہ تمدن اور طرز معاشرت سے اس بات کو بآسانی سمجھ سکتے ہین کہ وہ لوگ تا حد مقدور حق جوئی سے کسی موقع پر ملول نہین ہوتے۔ اور امر حق کی جنبہ داری مین کسی طرح کی مداہنت اور مساہلت نہین روا رکھتے اور کسی باطل بات کی پیروی مین اور قومون کے مثل کچھ سینہ زوری نہین کرتے اور گو کیسی ہی پرانے زمانے کی رسمین سیکڑون برس سے اونمین رائج ہون اور اونھون نے اپنے دینی اور دنیوی بزرگون کو اون رسمون کا پابند دیکھا ہو اور خود بھی سالہا سال تک اونھین رسمون کے پابند رہے ہون

مگر جب کبھی اونکو اپنی رسوم قدیمہ کے بطلان سے آگاہی اور واقفیت ہوجاتی ہی وہ نہایت جوانمردی اور آزادی کے ساتھہ اون رسوم واہیہ کو ترک کر دیتے ہین اور حق بات کو بلا تردد وتامل قبول کر لیتے ہین۔ پس اس امید پر کہ اہل تہذیب اپنی صفت آزادی اور حق پسندی اور بے تعصبی کو ہماری تحریرات کے مطالعے کے وقت استعمال کرکے حق صریح کو بلا پس و پیش قبول کرینگے اور دوسری متعصب ورجاہل قومون کے مانند بے سوچے سمجھے جواب لکھنے پر کمر بستہ نہو جائین گے۔ اور محض اپنی پرانی عادت کے نباہ کے واسطے خواہ مخواہ جھوٹی سچی دلیلین اور حجتین نہ پیش کرینگے۔ اگر ہم دین اسلام کی حقیقت اور حقیت اور اوسکی تہذیب کے پوشیدہ نقائص جنکو وہ بنابر قلت بصیرت نہین دیکھہ سکتے ایسے طور پر قلمبند کرین کہ وہ لوگ اوسکو سمجھہ سکین اور اپنی راے کو اوسکی جانچ مین استعمال کر سکین تو خالی از منفعت نہین ہی۔ وباللہ توفیق الاھتدا۔

اور بعد ازان کہ اللہ تعالے اپنے فضل عمیم اور کرم عام سے اونکو یہ توفیق دے کہ وہ دین حق کے پیرو اور پابند ہوجائین اور آیندہ جہان مین کام آنے والی بھلائیون اور خوبیون کو بھی ویسا ہی اختیار کرین جیسا کہ دنیا مین آسایش اور عزت دینے والے کامون کو اونھون نے استحکام اور استقلال کے ساتھہ اختیار کر رکھا ہی۔ تو امید قوی ہی کہ وہ اوسوقت اپنی حکیمانہ تدابیر کو بجاے تہذیب کے دین متین اور ملت پاک کی اشاعت مین صرف کرینگے۔ واللہ ھُوَالھادِی۔

اب آگے حقیقت اور حقیت اسلام کا بیان شروع ہوتا ہی۔ اور اسی کے ضمن مین نقائص تہذیبیہ کا بھی بیان آجائیگا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مِلَّۃِ الْاِسْلَامِ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَسَیِّدِ الْاَنَامِ

حمد وصلوٰۃ کے بعد طالبین حق کی خدمت مین گزارش یہ ہی کہ حق اور یقین جسکے حاصل کرنے کی سب آدمیون کو یکسان حاجت ہی ایک ایسا پر نور شعلہ ہی جسکی روشنی سے عالم بالا اور سفل کے جملہ طبقات روشن ہورہے ہین۔ کوئی آسمانی یا زمینی بستی ایسی نہین ہی جو اس عالم افروز آفتاب کے انوار سے خالی ہو۔ مگر چونکہ اس نور کے ادراک سے ہمارے حیوانی حواس عاجز اور قاصر ہین۔ اور انسانی لطائف کو جو اس نور کے مشاہدے کے واسطے بجای آنکھون کے ہین ہمنے گرد خود پسندی اور غبار خود بینی سے چُندھا کر رکھا ہی۔ اور نیز ہمنے اپنے اندرونی جوہر قدسی کو جاہ جوئی اور دنیا طلبی کی متواتر ٹھوکرون سے توڑ پھوڑ کر مہمل و بیکار کر دیا ہی۔ لہذا نہ ہم مین طلب حق کا جوش ہی اور نہ اوسکے مشاہدہ انوار اور ملاحظہ لمعات کے لائق بصارت اور بصیرت ہی۔ پس اگر ایسی تیرگی اور تاریکی کی حالت مین ہم مین سے کوئی قوم یا شخص واحد طلب حق کا دعوی کرے تو اوسکی وہی مثل ہی کہ۔ ڈھنڈھورا شہر مین لڑکا بغل مین۔ نہین بلکہ اوسکی مثال اس سے بھی بدتر ہی۔ اسلیے کہ اس مثل مین بہت تاکید کے ساتھ طلب صادق پائی جاتی ہی اور وہ طلب سے بالکلیہ عاری ہی۔ اور نیز اس مثل مین جس مطلوب کا ذکر ہی وہ ایک چھوٹی سی چیز ہی۔ ممکن ہی کہ وہ قریب ہونے پر بھی نظر نہ آئے۔ اور جس چیز کی طلب ورتلاش کا وہ مدعی ہی وہ اپنے وفور ظہور سے اوسکو نور آفتاب کے مانند بلکہ اوس سے بھی زیادہ محیط ہی۔ اور باوجود اسکے وہ اوس نور محیط کو نہین دیکھتا۔ پس یہ نہ کہنا چاہیے کہ حق مخفی ہی ورنہ نظارہ اول مین ہمکو نظر آجاتا بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ ہم اندھے ہین ورنہ حق جیسی روشن چیز ہم پر پوشیدہ نہ رہتی۔ مراد اس

کلام سے یہ ہے کہ جو لوگ دین اسلام کی حقیت مین شک کرتے ہین اور اوسکو ایک امر موہوم جانتے ہین - اونکو یقین کرنا چاہیے کہ اسلام کی حقانیت آفتاب سے زیادہ روشن ہے - مگر شک کرنے والون کی باطنی بصیرت غبار خود پسندی اور ظلمت خود بینی کی وجہ سے معطل ہوگئی ہے - اور وہ بلحاظ اندرونی بینائی کے گویا اندھے اور نابینا ہو رہے ہین - اونکو چاہیے کہ اول اپنی چشم باطن کو گرد و غبار خود بینی سے پاک کرین اور بجاے ناز و افتخار کے نیاز و انکسار اختیار کرین - اور خوب استحکام کے ساتھ اپنے دلون مین اس بات کو قرار دین کہ ہم خداے تعالے کی ضعیف مخلوق اور اوسکے عاجز بندے ہین - اور ہمکو اپنے بے نیاز اور بے نشان مالک کی بارگاہ مقدس مین پہونچنے کے واسطے ایک صراط مستقیم اور راہ راست تلاش کرنا حد سے زیادہ ضرور ہے - اور اگر ہم اوس سیدھی سڑک کے تلاش کرنے مین تساہل و رتاخیر کرینگے تو اس ہزار راہہ میدان دنیا مین بھٹک بھٹک کر تباہ اور ہلاک ہو جاینگے - اور جب کوئی شخص اس مذکورہ وصیت اور نصیحت کو عملدرآمد مین لائے تو اوسکو آداب مناظرہ اور قواعد تحقیق کی رعایت کرنی چاہیے - اور جب یہ بھی کرلے تب اوسکو اخلاص و انصاف کے ساتھ ہر ایک بات مین غور و خوض کرنے کی عادت کرنی چاہیے - اور جب اثناے غور مین اوسکو کسی مضمون کی نسبت حق ہونے کا خیال پیدا ہو اور وہ مضمون اوسکے کسی پرانے عقیدے یا کسی مشہور مقولے کے مخالف ہو تو بے پروائی کے ساتھ اوس خیال کو باطل نہ قرار دیدے - اور تاحد قوت اوسکو خوب سوچے - اسلیے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ پرانا عقیدہ اور مشہور مقولہ باطل ہو اور یہی بات جسکے صادق ہونے کا گمان پیدا ہوا ہے درحقیقت صادق ہو - اور جب یہ سب مراحل طے کرکے ادیان عالم مین سے دین حق کو دریافت کرنا چاہے تب اوسپر واجب ہے

کہ سب سے پہلے قانون قرآن کی طرف رجوع کرے - اور انصاف واخلاص کے ساتھ اول اس قانون مقدس کی اون بیشمار تاثیرات مین غور کرے جو زمانہ ظہور اسلام سے اسوقت تک وقوع پذیر ہوئی ہین - اور اگر اوسکو تاثیرات اسلام کے معلوم کرنے کے واسطے تاریخ اسلام کا اول سے آخر تک دیکھنا اور سمجھنا دشوار معلوم ہو - اور وہ اس بات کی خواہش رکھتا ہو کہ اوسکو دین اسلام کی پاک تاثیرین ایک جگہ جمع کی ہوئی ملجاوین تو اوسکو چاہیے کہ رسالۂ ہذا کے مقالہ دہم و یازدہم و دوازدہم کو مطالعہ کرے اور جب تاثیرات اسلامیہ کے مطالعے سے فارغ ہوجاے اوسوقت اصول عقائد اسلامیہ مین خوض کرے اور جب اس کام سے بھی فارغ ہولے تب قانون اسلام کے اون اصول اور فروع مین غور کرے جو انسان کے طریقہ تمدن اور طرز معاشرت اور آئین معاملت سے تعلق رکھتے ہین - اور نیز اون آداب و قواعد اسلامیہ مین تامل اور تفکر کرے جو تزکیۂ نفوس اور تہذیب اخلاق اور انفلاح معاش و معاد اور اصلاح عیوب و مفاسد سے متعلق ہین -

امید ہو کہ جب یہ سب کام کر چکیگا خداوند کریم کے فضل و کرم سے اوسکا دل نور ایمان سے روشن ہوجائیگا - وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ -

بیان اس بات کا کہ جملہ ادیان عالم مین سے اسلام ہی خدا کے نزدیک پسندیدہ دین ہی

واضح ہو کہ از آدم تا اینندم جسقدر انبیا اور اولیا اور حکما روے زمین پر ہوے ہین اونمین سے کوئی ایک بھی ایسا نہین ہوا جسنے اتباع نفس و ہوا کو اپنا دین اور مذہب قرار دیا ہو - یا آنکہ معاملۂ آخرت کو نگاہ حقارت سے دیکھا ہو - اور حیات بعد الممات کو محال تصور کیا ہو - اور خداے تعالے کی چندین ہزار آیات قدرت و حکمت کو باطل اور

بیکار جاتا ہو۔ بلکہ ہر ایک اونمین سے نفس و ہوا کے برخلاف ہو کر جب تک دنیا مین رہا احکام عقل کل کے سامنے گردن جھکائے رہا اور میدان حشر کے ہنگامہ ہولناک سے ڈرتا رہا اور خدائے غفار و قہار کی جزا و سزا کو برحق سمجھتا رہا۔ اور موجودات علوی و سفلی مین اپنے خالق و مالک کی قدرت و حکمت کی دلیلین ڈھونڈھتا رہا۔ اور عشق و محبت کے بار گران کو اوٹھا کر لگاتار راہ عبادت مین چلتا رہا۔ اور یہی اسلام ہی۔ اور ظاہر ہی کہ جب کل اگلی پچھلی امتون اور قومون نے بالاتفاق اس بات کو تسلیم کر رکھا ہی کہ خدا کے پسندیدہ اور پیارے وہی اشخاص ہین جنھون نے مذکورۂ بالا رویہ اختیار کیا ہی۔ تو معلوم ہوا کہ خدا کے نزدیک رویہ اور طریقہ بھی وہی پیارا اور پسندیدہ ہو جسپر وہ پیارے حضرات رہے ہین۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہی کہ جہان بھر کے موجودہ مذاہب مین سے اسلام کس مذہب کا نام ہی اور مسلمان کون لوگ ہین۔

بیان اس امر کا کہ نزول قرآن کے وقت سے لیکر آج تک اور آج سے لیکر قیامت تک اسلام اوسی شریعت کا نام تھا اور ہی اور رہیگا جسکو شریعت قرآنیہ یا قانون قرآن کہتے ہین۔

اسمین کوئی شبہہ نہین کہ مذاہب موجودۂ جہان مین سے کوئی مذہب ایسا نہین ہی جسمین معمولی اور متداول نیکیون کی طرف رغبت اور متعارف برائیون سے نفرت نہ دلائی گئی ہو۔ کل مذاہب والے بالاتفاق جھوٹ غیبت افترا اور بہتان وغیرہ زبانی برائیون کی مذمت او حقارت کرتے ہین۔ اور صدق و ثنا وغیرہ قولی نیکیون کی مدح او عظمت کرتے ہین۔ اور علے ہذا القیاس حسد بغض تکبر اور بداندیشی وغیرہ امراض قلبیہ کو معیوب مذموم اور اونکے اضداد کو پسندیدہ اور محمود بتاتے ہین۔ اور اسیطرح صدقات و خیرات اور مدارات و مواسات اور انکے امثال کو از قبیل حسنات اور انکے خلاف کو از قسم سیئات ثابت

کرتے ہین - لیکن کوئی دین اور کوئی آئین اور کوئی مذہب اور کوئی ملت شستگی عقائد اور شائستگی اعمال اور سنجیدگی معاملات اور پسندیدگی معاشرات مین اوس درجۂ تکمیل اور مرتبۂ تفصیل کو نہین پونہچی جس حد کمال کو قانون قرآن پونہچا ہوا ہی - اسلیے کہ سوائے قانون قرآن کے اور جسقدر قوانین اور ضوابط ادیان وملل ہین اون سب مین کہین شائبۂ افراط اور کہین آمیزش تفریط ہی - اور قانون قرآن مجید مین ہر ایک فضیلت اور کمال بشری کی حد اوسط اور عدالت نہایت احتیاط اور متانت کے ساتھہ محفوظ رکھی گئی ہی - اور دوسرے مذاہب کے پورے اور سچے پابند یا تو اوس درجۂ خدا پرستی اور ترک دنیا کو پہونچ جاتے ہین کہ جس سے اونکے اور اونکے متعلقین کے انتظام معاش اور اصول معاشرت مین کامل خلل واقع ہو جاتا ہی - اور انجام کار وہ اپنی اوسی نیکی سے جسکو خدا تعالے کے رضامند اور خوشنود کرنیکا ذریعہ سمجھتے ہین خدا اور اوسکے سچے پیغمبرون کو اپنی طرف سے فی الجملہ ناخوش کر بیٹھتے ہین - اور یہ اسلیے کہ وہ اپنے ریاضات مفرطہ اور تفکرات عمیقہ سے انسانی قوئی کو جو کسب کمالات بشریہ کے واسطے آلات اور تعمیل ارشادات الٰہیہ کے لیے اوزار ہین کھو دیتے ہین - اور بنائٍ علیہ اون جملہ حظوظ اور لذات روحانیہ اور جسمانیہ سے جنکے حاصل کرنے پر مامور ہوئے تھے محروم رہجاتے ہین - اور علاوہ برین اسی خودکشی اور خود آزاری کے جرم کی بنا پر بارگاہ الٰہی مین اوس درجۂ تقرب کو کبھی نہین پا سکتے جسکے وہ حقدار اور امیدوار تھے - اور یا اپنے مذاہب کے ڈھیلے اور سست اصول کی پیروی کرتے کرتے اوس حد تفریط اور سہل نگاری پر ٹھہر جاتے ہین کہ حیات اُخروی کا ضروری سامان کرنے سے بالکلیہ غافل ہو جاتے ہین - اور دنیا کی حسی اور ظاہری نعمتون کے لین دین اور اولٹ پلٹ مین منہمک ہو کر اندرونی اور روحانی نعمتون سے سراسر کورے رہجاتے ہین - اور اونھین نیکیون اور خوبیون کے

کمانے مین عمر کھو دیتے ہین جو ہاتھہ یا نوٗن کے ہلانے سے یا لفظون کے نرم و نازک کرنے سے یا پیسون کو بحساب دہ در دنیا و ہفتاد در آخرت فقیرون پر تقسیم کرنے سے حاصل ہو سکتی ہین۔ اور انھین رسمی نیک اعمالیون کے تنگ حجرون مین بند رہکر اوس میدان نیک اعمالی کی سیر و سیاحت سے بے بہرہ رہجاتے ہین جسمین قدم قدم پر لطائف قلبیہ اور انوار باطنیہ کو المضاعف ترقی ہوتی ہے۔ اور جسکے اوس سرے پر پہونچتے ہی بارگاہ قدوسیت اور حضرت الوہیت مین باریابی نصیب ہوتی ہے۔ وَلٰکِنَّ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ[سلہ] یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

اور برخلاف اون لوگون کے جو حضرات قانون قرآن کے سچے پابند اور پکے پیرو ہین۔ وہ نہ اوسقدر دنیا سے متنفر اور بیگانہ ہین کہ دنیاداروں کی صورت سے ایسے بھاگتے ہین جیسے جنگل کے ہرن آدمیون سے بھاگتے ہین۔ اور نہ دنیا مین ایسے ڈوبے ہوئے ہین کہ دن رات مین کسی وقت نقود و اجناس کے مبادلے کے سوا اور کوئی شغلہ اور سودا نہ رکھتے ہون۔ اور بجز خرید و فروخت اور جمع و اندوخت کے دوسرا کام ہی نہ جانتے ہون۔ اور بغیر غافلانہ حیلہ اندیشیون کے جو فی زماننا مہذب قومون کو لکترانی اور ملکی معاملات مین اختیار کرنی پڑتی ہین اور کوئی فکر و اندیشہ ہی نہ رکھتے ہون۔ بلکہ وہ دنیا سے اوسیقدر تعلق رکھتے ہین جسقدر اونکو اشیاے دنیا کی حاجت ہے۔ یا یون کہو کہ جسقدر اونکو دنیا مین رہنا ہے۔ اور یہ کہ وہ دنیا مین آکر جہاد اور ملک گیری بھی کرتے ہین۔ اور تجارت و زراعت کے کارخانجات بھی قائم کر دیتے ہین۔ اور انواع و اقسام کے معاملات مین جدّ و کد کے ساتھہ دست اندازی اور مداخلت بھی کرتے ہین تو اوس سے

سلہ مگر یہ خدا کی مہربانی ہے اور خدا اپنے بندون مین سے جسکو چاہتا ہے اپنی مہربانی اور فضل سے سرفراز کرتا ہے اور وہ بڑے فضل والا ہے ۱۲

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ وہ خدانخواستہ دنیا اندوزی کی غرض یا ملک گیری کی ہوس سے بھرے ہوئے ہوتے ہین - بلکہ حقیقت حال یہ ہی کہ وہ مشاغل دنیویہ مین سے جو مشغلہ اختیار کرتے ہین اوسکا صحیح منشا اور واقعی سبب بجز اسکے اور کچھہ نہین ہوتا کہ اوامر الٰہی کے امتثال اور بجا آوری مین قصور و فتور نہ واقع ہو - اور کلمۃ الحق کو دنیا مین علو اور ترقی ہو - اور کلمۂ کفر و شرک اور زور و بطلان کو نقصان و زوال ہو - اور یہی شان عبودیت اور منصب بندگی ہی کہ بندہ اپنے مالک اور آقا کی فرمان برداری مین چست و درست اور اوسکے احکام کے اجرا مین سرگرم اور مستعد رہے - خواہ اوسکو ایسی فرمان برداری اور کارگذاری سے کوئی ذاتی عزت و منفعت حاصل ہو یا برخلاف اسکے اوسکو سواے ذلت و رسوائی کے اور کچھہ نہ ہاتھہ آئے - پس معلوم ہوا کہ قانون قرآن ایک ایسا قانون ہی جو انسان کو اوسکے خداوند حقیقی کے پہچاننے اور اوسکے اوامر و نواہی کے بجالانے کی تعلیم کرتا ہی - اور اوسکو افراط و تفریط کی ناہموار راہون پر چلنے سے محفوظ رکھتا ہی - اور ظاہر ہی کہ نزول قرآن کے وقت سے لیکر آجتک کوئی ایسا مذہب نہین پایا گیا جسمین یہ مذکورۂ بالا خاصیت پائی جائے پس ثابت ہوا کہ قرآن ہی ایسا قانون ہی جو مذہب انبیا علیہم السلام کا مصداق ہوسکتا ہی - فنسأل اللہ الکریم ان یھدی عبادہ الی دینہ القویم المسمّٰی بالاسلام وھو رؤف رحیم و مفضال منعام -

بیان اون اُصول کا جنکو کل عقلا اور حکما نے تسلیم کر رکھا ہی اور ہم اون اصول کو حقیقت اسلام کے بیان مین استعمال کرین گے -

(۱) جملہ موجودات علوی اور سفلی کا موجد اور مخترع ایک ہی صانع ہی جسنے بعض اشیا کو

سلہ یعنی ہم خداے کریم سے درخواست کرتے ہین کہ اپنے بندون کو دین استوار و مستقیم کی طرف جسکا نام اسلام ہی رہنمائی کرے اور اللہ تعالے بہت کچھہ رافت و رحمت اور فضل و نعمت والا ہی ۱۲ منہ

بالواسطہ اور بعض کو بلا واسطہ پیدا کیا ہی۔

(۲) اشیاے عالم کا موجد اور خلاق کل صفات کمالیہ سے متّصف اور صفات نقصان سے مبرّا ہی۔

(۳) جسنے سب کو بنایا ہی اور خود سب خوبیون سے آراستہ ہی وہی ایک سب کا مالک ہی اور اوسی ایک کی عبادت اور پرستش سب پر واجب ہی۔

(۴) روحانی قوت اور باطنی روشنی جسمانی قوت اور ظاہری آب و تاب سے افضل ہی اور علاوہ فضیلت کے زیادہ پائدار اور کار آمد بھی ہی۔

(۵) جسمانی قوتون کو اخلاص کے ساتھہ خدا کی راہ مین صرف کرنے سے روحانی قوت کو ترقی ہوتی ہی۔ اور جسمانی قوتون کو خواہش نفس کے موافق اور مرضی خدا کے خلاف صرف کرنے سے روحانی قوت مین کمزوری اور باطنی روشنی مین تاریکی پیدا ہوتی ہی۔

(۶) اخلاص کے ساتھہ عبادت اور بندگی کرنے والون کو خدای تعالیٰ بیشک اجر دیگا۔

(۷) دنیا کی جو چیزین اور جو حالتین ایسی ہین کہ اونکے اختیار کرنے سے خدا کی یاد اور اوسکی محبت پیدا ہوتی ہی وہ اون چیزون اور اون حالتون سے قطعًا افضل ہین جنکے سبب سے غفلت اور سیاہ دلی حاصل ہوتی ہی۔

(۸) خدا نے جس قوت اور قدرت سے آسمان و زمین اور کل موجودات کو پیدا کیا ہی اگر چاہے تو اوسی قدرت سے تمام علوی اور سفلی کائنات کو نیست و نابود کر دے اور پھر اگر ارادہ کرے تو اونھین نیست و نابود کی ہوئی چیزون کو ہو بہو ہست اور موجود کر دے۔

(۹) جو علوم اور اعمال ایسے ہین کہ اونسے آدمی کو اپنی عبودیت اور خدا کی معبودیت کا یقین آتا ہی وہ اون علوم اور اعمال سے بیشک بہتر ہین جنسے انسان کو ان دونون مذکورہ باتون کا علم و یقین نہین حاصل ہوتا۔

(۱۰) جن اچھے اعمال اور ریاضات کا عمدہ نتیجہ ہمیشہ رہنے والا ہی وہ اون اعمال اور ریاضات سے بلاشبہہ افضل ہین جنکا اچھا ثمرہ ایک محدود مدت تک رہنے والا ہی۔

اسلام کی شرح لفظی اور معنوی

اہل عرب کی اصل بول چال اور روزمرہ کے رو سے اسلام کے معنی ہین گردن جھکانا اور اصطلاح شرعی مین اسلام سے مراد یہ ہی کہ انسان اپنے خداوند کریم کی توحید اور اوسکے رسل و انبیا کی تصدیق یعنی اونکی رسالت اور نبوت کو عموماً اور نبوت محمد مصطفیٰ (صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم) کو خصوصاً دل سے صحیح اور سچ جانکر زبان سے اقرار کرے اور گو انبیا علیہم السلام کے ارشادات اوسکی عقل ضعیف اور فہم قاصر سے باہر ہون مگر بلا چون و چرا اون سب باتون کو بے کم و کاست تسلیم کرے۔

اب رہی یہ بات کہ توحید خدا اور تصدیق انبیا سے کیا مراد ہی اور ان دونون لفظون کے معنی کہان تک پھیلے ہین سو یہان ان دونون چیزون کا بطور اجمال درج ذیل ہی اور اوسکی تفصیل کتب دینیہ مبسوطہ مین ہی جسکو رغبت اور خواہش ہو وہ امام غزالی وغیرہ علماے اسلام کی تصنیفات کا مطالعہ کرے وَاللّٰهُ هُوَ الْهَادِي هُوَ الْمُوَفِّقُ لِلْاِهْتِدَاءِ

توحید سے مراد یہ ہی کہ سارے عالم کا موجد اور خالق ایک ذات پاک کو جاننا اور اوس ذات کو صفات ذیل سے موصوف ماننا۔ یعنی اس بات کا یقین کرنا کہ وہ زندہ ہی۔ اور زندگی اوسکی نہ مثل ہماری زندگی کے فانی اور ناپائدار ہی اور نہ کسی اور دوسرے کے قابو

اور قبضے مین ہی بلکہ وہ حی قیوم یعنی زندہ پایندہ ہی - اور اوسکی زندگی اور سب زندون کی زندگی کے واسطے منشا اور مصدر ہی بس نہ اوسکی حیات پر ممات طاری ہو سکتی ہی اور نہ اوسکی طرف کسی قسم کا تغیر اور نقصان عائد ہو سکتا ہی - اور اس بات کا یقین کرنا کہ وہ قادر ہی یعنی کل موجودات علوی اور سفلی اور تمام کائنات آسمانی اور زمینی باعتبار اپنی ہستی اور بقا کے اوسکے قابو مین ہین - چاہے تو اونکو برقرار رہنے دے اور چاہے سبکو اوٹھا کر وادی عدم مین پھینک دے - اور علی ہذا القیاس اگر ارادہ کرے تو اس عالم کو اول سے آخر تک نیست و نابود کر کے اسی جیسے اور کروڑون جہان پیدا کر دے غرض اوسکو ایسا جانے کہ اوسی نے سب کچھ اپنی قدرت سے بنایا ہی اور وہی اپنی قدرت سے اس بنائے ہوئے کو بگاڑ سکتا ہی اور پھر وہی اوس بگاڑے ہوئے کو ویسا کا ویسا بنا سکتا ہی - وہی بے پدر فرزند پیدا کر سکتا ہی - اور وہی بغیر آب و طعام کے بھوک پیاس کو دفع کر کے سیر و سیراب کر سکتا ہی وہی آگ کو جلانے اور پانی کو بجھانے سے روک سکتا ہی - وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ - یعنی وہ ہر چیز پر قابو رکھتا ہی -

اور اس بات کا یقین کرنا کہ وہ علیم ہی - یعنی جو جسمانی اور روحانی چیزین اوپر یا نیچے اندر یا باہر اور ظاہر یا پوشیدہ ہین سبکو اوسکے علم کا نور محیط ہی - اور کل اوسکے دائرۂ دانش کے اندر ہین - اور اس بات کا یقین کرنا کہ وہ سمیع ہی - یعنی جسقدر اور جہان کہین کوئی سخت یا دھیمی آواز ہوتی ہی وہ اوسکو سنتا ہی - حتی کہ مچھر اور چیونٹی کی باریک نسون مین جب خون دوران کرتا ہوا ایک بند اور جوڑ سے منتقل ہو کر دوسرے جوڑ کو جاتا ہی تو وہ اوس خون کے سیلان کی آواز کو صاف سنتا ہی - اور علی ہذا القیاس جب کوئی چھوٹی سی چیونٹی کسی چکنے اور سیاہ پتھر پر اندھیری رات مین چلتی ہی وہ اوسکے چھوٹے چھوٹے پاؤن کی چاپ بھی سنتا ہی مگر اوسکا سننا ہمارے سننے کے موافق نہین ہی کہ بذریعۂ اصطکاک ہوا کے ہو

اور ساتھہ ہی اسکے سوراخ گوش کی حاجت بھی ہو۔ اور اس بات کا یقین کرنا کہ وہ بصیر بھی ہے
یعنی جسقدر نیلے پیلے اور کالے گورے رنگ ہین اور جسقدر سڈول وبیڈول صورتین ہین
اور جسقدر مربع اور مثلث ومستطیل وغیرہ شکلین ہین وہ سب اوسکے نور بصر کے سامنے حاضر
ہین۔ یعنی وہ سبکو دیکھتا ہے اور سب اوسکے احاطۂ بینائی کے اندر موجود رہتے ہین۔ اور اوسکا
دیکھنا بھی جسمانی آلات سے نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے دیکھنے سے نرالا ہے۔ اور کوئی چیز چھوٹی
ہو یا بڑی اوجلی ہو یا دھندلی کسی وقت مین دن ہو یا رات اور کسی جگہ مین آسمان ہو یا
زمین اور بر ہو یا بحر اوس سے پوشیدہ نہین رہ سکتی حتّٰی کہ وہ اندھیری رات مین سمندر
کے اندر رہنے والی مچھلی کے پیٹ کے اندر جسقدر انڈے اور اون انڈون کے اندر جتنے
بچے اور بچون کے پیٹ مین جو کچھہ موجود ہے اوسکو ذرہ بذرہ دیکھتا ہے۔

یا من یرٰی مدّ البعوض جناحها [1]	فی ظلمة اللیل البهیم الألیل
ویرٰی مناط عروقها فی نحرها [2]	والمخ من تلك العظام النُّحَّل
ویرٰی خریر الدم فی أوداجها [3]	متنقلاً من مفصل فی مفصل
ویرٰی وصول غذا الجنین ببطنها [4]	فی ظلمة الأحشا بغیر تمقّل
ویرٰی مکان الوطی من أقدامها [5]	فی سیرها وحثیثها المستعجل
ویرٰی ویسمع حسّ ما هو دونها [6]	فی قاع بحر مظلم متهوّل

[1] اے وہ خدا جو سیاہ اندھیری رات مین مچھر کے بازو ہلانے اور پھیلانے کو دیکھتا ہے۔
[2] اور اوسکی رگون کے جوڑ کو جو اوسکے گلے مین ہین دیکھتا ہے اور اوسکی دبلی پتلی ہڈیون مین سے اوسکے گودے کو دیکھتا ہے ۱۲
[3] اور اوسکے گلے کی رگون کا خون جو ایک جوڑ سے دوسرے جوڑ کو منتقل ہوتا ہے اور اوس خلل کو جو بعین حمل کی آواز پیدا ہوتی ہے اوسکو سنتا ہے
[4] بچہ جو ماں کے پیٹ مین غذا پاتا ہے گو کہ وہ تاریکی مین ہو اور تنگی مین ہو بلا تکلف اوسکے پیٹ مین غذا کے پہونچنے کو دیکھتا ہے ۱۲
[5] اور ہر وقت ادھر اودھر چلنے اور سرعت کے ساتھہ بھاگنے کے بچہ اپنی ماں کے پیٹ مین جس جگہ پر اپنے قدم دھرتا ہے اوس جگہ کو دیکھتا ہے۔
[6] بلکہ اس سے بھی چھوٹی چیزون اور آوازون کو ہولناک و تاریک سمندر کے قعر اور تہ مین دیکھتا اور سنتا ہے ۱۲

سلہ اُمْنُنْ عَلَيَّ بِتَوْبَةٍ تَمْحُو بِهَا	مَا كَانَ مِنِّي فِي الزَّمَانِ الْأَوَّلِ

اور اس بات کا یقین کرنا کہ وہ مرید ہی یعنی جو کچھہ پیدا کرتا ہی اول اوسکے پیدا کرنیکا ارادہ کر لیتا ہی۔ اور جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہی تو اوسکو ضرور پیدا کرتا ہی۔ اور یہ کبھی نہین ہوتا کہ وہ ایک کام کا ارادہ کرے اور پھر اوسکو چھوڑ دے۔ بَلْ هُوَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ۔ اور یہ بھی نہین ہوسکتا کہ وہ ایک کام کو کرنا چاہے یا ایک چیز کو بنانا چاہے اور پھر وہ کام یا وہ چیز جسطور پر اوجیسی کہ وہ چاہتا ہی اوس سے نہو سکے۔ بَلْ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَفْعَلُ مَا يُرِيدُ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ الْوَاحِدِ الْحَيِّ الْقَادِرِ الْعَلِيمِ السَّمِيعِ الْبَصِيرِ الْمُرِيدِ۔

اور یہ بھی توحید شرعی کے مفہوم مین داخل ہی کہ بندہ اوس خداوند بے مثل و مانند کو جوہر و عرض ہونے سے مبرّا اور صورت و شکل سے معرا اور جسم و جسمانیت اور کل لوازم جسمیہ اور تمام صفات نقص اور سمات عیب سے مُنزّہ اور مقدس جانے اور مع ہذا جملہ صفات کمالیہ سے اوسکو موصوف اور متصف جانے (جمع سمت بمعنی داغ و دھبہ ۱۲) اور اوسکے کل صفات و کمالات کو ازلی اور سرمدی مانے۔ اور یقین کرے کہ وہ ازل ہی سے تمام اوصاف جلال و جمال کے ساتھہ آراستہ تھا اور ابدالآباد تک ویسا ہی آراستہ رہیگا۔ اور مخلوقات کے نہونے کی حالت مین اوسکے جمال و جلال اور جبروت و کبریا مین کچھہ نقص نہ تھا۔ اور بعد نیست و نابود ہوجانے کائنات کے اوسکی شان خدائی اور شوکت کبریائی مین کوئی خلل اور نقصان نہ واقع ہوگا۔ بَلْ هُوَ الْآنَ كَمَا كَانَ وَيَكُونُ كَمَا هُوَ كَائِنٌ۔

سلہ مجھے ایسی توبہ نصیب فرما جسکے سبب سے تو میرے اون گناہون کو میٹ دے جو اس سے پہلے مجھسے صادر ہوئے تھے۔ ۱۲

سلہ یعنی بلکہ وہ کامل درستی کے ساتھہ کر دکھاتا ہی ہر اوس کام کو جسکا ارادہ کرتا ہی ۱۲

سلہ بلکہ وہ جو کچھہ پیدا کرنا چاہتا ہی اوسکو پیدا کرتا ہی اور جس کام کا ارادہ کرتا ہی اوسکو کر دکھاتا ہی پس ہم سب عیوب و نقائص سے پاک سمجھکر یاد کرتے ہین اوس خدا ای بے ہمتا کو جو زندہ اور توانا اور دانا اور شنوا اور بینا اور صاحب مشیت و ارادت ہی ۱۲

اوراس بات کا بھی یقین کرے کہ کوئی موجود موجودات مین سے ایسا نہین ہی جسکو سوائے اللہ تعالے کے اورکسی نے بنایا ہو۔ بلکہ جو کچھ اوسکے سوا ہی وہ انسان ہو یا جن شیطان یا فرشتہ آسمان ہو یا زمین جانور ہو یا نبات جوہر ہو یا عرض سبکو اوسی نے بنایا ہی۔ اوران سب چیزون کی بناوٹ نہایت حسین اور موزون طور پر واقع ہوئی ہی۔ اوراس بات کا بھی یقین کرے کہ اللہ تعالے اپنے افعال مین حکیم اور عادل ہی۔ اور اوسکا عدل بندون کے عدل پر قیاس نہین ہوسکتا۔ اسلیے کہ خدا تعالے جس چیز کو جس طور پر اولٹ پلٹ سے وہی عدل ہی۔ کیونکہ سب کچھ اوسکی ملک ہی۔ اوراپنی ملک مین اختیار ہی کہ مالک جسطور پر چاہے تصرف کرے۔ اور بندہ چونکہ ملک غیر مین تصرف کرتا ہی ہوسکتا ہی کہ اوس سے ظلم صادر ہوجائے آور تصدیق انبیا علیہم السلام سے یہ مراد ہی کہ آدمی اس امر کا یقین کرے کہ اللہ تعالے نے اپنے بندون کی رہنمائی کے واسطے بہت سے برگزیدہ بندون کو منصب نبوت ورسالت عطا کرکے مبعوث اور مامور فرمایا ہی کہ وہ اوسکے احکام سنائین اور نیک وبد مین تمیز سکھائین اور بھولے بھٹکے ہوئے آدمیون کو راہ راست پر لائین۔ نیکو کارون اور فرمان بردارون کو بہشت کا مژدہ دین۔ اور نافرمانون اور بدکارون کو عذاب دوزخ سے ڈرائین۔ اورنیز اس امر کا یقین کرے کہ عہد آدم سے لیکر دور محمدی تک ہر زمانے مین اللہ تعالے نے ہدایت خلق کے واسطے انبیا بھیجے ہین اور اونکو شریعتین اور کتابین عطا کی ہین اور بسا اوقات ایک شریعت کے بعض بعض احکام کو دوسری شریعت کے احکام کے رو سے منسوخ کردیا ہی۔ اوراس امر کا بھی یقین کرے کہ اللہ تعالے نے رسالت اور نبوت کو حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر ختم کردیا ہی اور اونکو کل انبیا اور رسل کا سردار اور رہنما بتایا ہی۔ اور اونکی شریعت سے اور شریعتون کو منسوخ کرکے اوسکو قیامت تک غیر منسوخ ٹھہرایا ہی

اور اس بات کا بھی یقین کرے کہ انبیا علیہم السلام نے عموماً اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے خصوصاً خدا کی طرف جو کچھہ پیغام دیے اور احکام سُنائے ہین وہ سب سچ اور برحق ہین - اور جن غیب کی باتون کی خبر دی ہے وہ بلا شبہہ ویسی ہی ہین جیسی اونکی خبر دی گئی ہے - مثلاً مرنے کے بعد دو فرشتون کا مُردے کے پاس آکر اوسکو اوٹھا بٹھانا - اور اوس سے اوسکے رب اور دین اور نبی کی بابت سوال کرنا - اور سب مُردون کا دوبارہ زندہ ہوکر میدان حشر مین مجتمع ہونا اور وزن اعمال نیک و بد کے واسطے ترازو کا رکھا جانا - اور دنیا کے اقوال و افعال کی بابت حساب کا ہونا اور بعد حساب کے ایک ایسے پل پر ہوکر بہشت کی طرف جانا جو دوزخ پر ہے اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز اور بال سے بڑھکر باریک ہے - اور اوس پل پر سے گذرتے وقت کافرون کا پھسل کر دوزخ مین گرنا اور ایمان والون کا ثابت قدم رہکر پار ہوجانا - اور پار ہوکر بہشت مین داخل ہونے سے پہلے ایک ایسے حوض پر وارد ہونا جسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین ہے - یہ اور اسی قسم کی وہ سب خبرین جو مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سُنائی ہین سب صحیح اور برحق ہین - یہ اسلام کی حقیقت کا مجمل تذکرہ تھا - اور اب آگے ہم خدا تعالےٰ کی اعانت اور توفیق کے اعتماد پر اس اجمال کی تفصیل اور حقیقت اسلام کا بیان شروع کرتے ہین - وھو المعین علی الاتمام -

لا الٰہ الا اللہ

اس بات مین آجتک کسی عاقل اور دانشمند نے شک نہین کیا - اور نہ آیندہ کوئی سلیم الطبع آدمی شبہہ کر سکتا ہے کہ اس زنگاری چھت کا بنانے والا - اور اوسمین شمس و قمر اور ثوابت و سیارات کی بڑی چھوٹی قندیلین لٹکانے والا اور فضاے عالم کے صحن فراخ مین

اس غباری فرش (کنایہ از زمین ہے) کا بچھانے والا اور اوس سبز زنگار رنگ بیل بوٹے اور پھول پھل لگانے والا
ایک ہی خدا ہے جسکی خدائی مین کوئی شریک نہین ہے۔ اور ایک ہی صانع ہے جسکی صنعت مین
کوئی نقص اور خلل نہین ہے۔ اور اس بات مین بھی کچھ شک نہین ہے کہ اجسام کی طبیعتین اور
قوتین اور روحانیات کی طاقتین گو کہ کارگاہ آفرینش مین بجاے آلات و ادوات کے
کام آرہی ہین۔ مگر کوئی عاقل یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ طبائع اور قوے موجودات عالم مین سے
کسی موجود شی کے واسطے خالق اور آفرینندہ ہین۔ بلکہ سب چیزون کا حقیقی خالق اور
موجد وہی ہے جس نے خود انھین طبائع اور قوے کو پیدا کیا ہے۔ پس ہر عاقل پر واجب ہے کہ
وہ صحیح اور سچ جانکر اس بات کا اقرار کرے کہ جملہ موجودات اور مصنوعات کا حقیقی موجد
اور صانع وہی ہے جسکو اللہ اور خدا اور گاڈ اور ایشر کہتے ہین۔ اور جب اس بات کا اقرار کر لیا
گیا کہ کل کائنات کا خالق ایک ہے تو پھر اس بات کا اقرار بھی ضروری ہو گیا کہ وہی [illegible]
تمام مخلوقات اور موجودات کا مالک ہے۔ اور بعد ان دو اقرارون کے یہ تیسرا اقرار خود لازم
آجائیگا کہ کل دائرہ وجود مین سواے اوس ایک کے جو سب کا مالک ہے کوئی دوسرا پرستش
اور پوجا کے لائق نہین ہے۔ اسلیے کہ وہ یکتا اور یگانہ مالک جیسا کہ آدمیون فرشتون آسمانون
زمینون اور سب چیزون کا مالک ہے ویسا ہی تمام قوتون اور خوبیون کا بھی مالک ہے۔ اور
ظاہر ہے کہ عبادت اور پرستش یا تو معبود کی قوت اور جبروت کے لحاظ سے کی جاتی ہے اور یا
اوسکے حسن و جمال اور فضل و کمال کے واسطے کی جاتی ہے۔ اور وہ جو سب کا مالک ہے
اور سب جگہ حاضر و ناظر ہے اور سب چیزون پر قادر ہے سب قسم کی قوتین اور اونچے سے
اونچے درجے کا جبروت و جلال اور اعلے سے اعلے مرتبے کا حسن و جمال اوسی کو حاصل
ہے بلکہ اگر زیادہ غور کرکے دیکھا جاے تو جہان کہین اور جس کسیکو کسی درجے کی عظمت

وبزرگی اور کسی مرتبے کی حسن وخوبی حاصل ہی وہ درحقیقت اوسیکی مملوکہ چیز ہی۔ جو اوسنے مستعار دے رکھی ہی۔ یا ہبہ کردی ہی پس یہ ناممکن ہی کہ ایسی بڑی شان والے خدا کے سامنے کسی موجود کو معبود ہونے کی لیاقت اور قابلیت ہو۔ اور یہی مراد ہی کلمۂ (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) سے اور اسی کلمہ برحق کی تعلیم وتلقین کے واسطے چندین ہزار انبیا اور رسل مبعوث ہوئے ہین۔ اور اسی کلمہ پاک کی اشاعت اور اعلا کے واسطے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بتکدہ نمرود کے بتون کو توڑا۔ اور موسی علیہ السلام نے قبطیون یعنی قوم فرعون کو تہ تیغ کیا۔ اور عیسے علیہ السلام نے شہر بشہر اور دہ بدہ انجیل کا وعظ کہا۔ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم اور اونکے اصحاب نے کفار عرب وعجم کی اکڑی ہوئی گردنون کو گرمی جہاد اور آتش غزا سے نرم اور راست کیا۔ اور اسی کلمۂ عالیہ پر ایمان لانے کے واسطے اب نیچر[1] پرست قوم سے درخواست کیجاتی ہی۔ فوفقهم الله لِلْهِدَايَةِ اِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ وَلِاخْتِيَارِ الدِّيْنِ الْقَوِيْمِ۔

بیان اس بات کا کہ لا الٰہ الا اللہ پر ایمان نہ لانا بد تہذیبی اور ناشایستگی ہی

جب انسان اپنی عقل کو ملاحظہ مصنوعات الٰہی کے وقت ٹھیک ٹھیک استعمال کریگا اور اپنی بصیرت باطنی کو خوب احتیاط کے ساتھ کام مین لائیگا تو وہ اس بات کو بیشک سمجھ لیگا کہ جس نے سب کچھ بنایا ہی اور سب چیزون کا مالک ہی اوسی نے مجھکو بھی بنایا ہی۔ اور اوسی نے میرے کھانے پینے کے واسطے اور نیز دوسری حاجتون کے لیے صدہا اور ہزارہا

[1] جو لوگ نیچر اور طبیعت کو حوادث عالم مین مؤثر حقیقی مانتے ہین اور باوجود اسکے باعتبار ظاہر کے اہل توحید کے ساتھ کلمۂ لا الٰہ الا اللہ مین بھی شریک ہین تو اونکو اس بھروسے نہ رہنا چاہیے کہ وہ کلمۂ لا الٰہ پر ایمان لا چکے ہین اور اب وہ اون نیچر پرستون سے جدا ہین جنسے ہمنے کلمۂ لا الٰہ پر ایمان لانے کے واسطے درخواست کی ہی۔ بلکہ ہر اوس شخص کو جو نیچر کو مؤثر مختار مانتا ہی یقین کرنا چاہیے کہ وہ کلمۂ لا الٰہ پر ایمان نہین رکھتا ہی اور بیان اسکا مفصلاً اور مدللاً آگے آئیگا ۱۲ منہ

قسم کی چیزین پیدا کی ہین جنکو مین دن رات مین کئی کئی مرتبے کام مین لاتا ہون۔ اور اگر وہ چیزین نہون تو میری زندگی تلخ ہوجائے۔ پس وہ جیساکہ اور سب موجودات کا مالک ہی ویسا ہی میرا بھی مالک ہی۔ اور جیساکہ اور مخلوق کا رازق ہی میرا بھی رازق ہی۔ اور جیساکہ اور سب کے ظاہر و باطن کو دیکھہ رہا ہی ویسا ہی میرے ظاہر و باطن کو بھی دیکھہ رہا ہی۔ اور ظاہر ہی کہ جو ایسا با اختیار و با اقتدار مالک ہی اور پھر بے مثل و بے مانند بھی ہی۔ اور اپنے غلامون اور بندون کی جملہ ضروریات کا متکفل بھی ہی اور اونکی کوئی اندرونی اور بیرونی حرکت قولی ہو یا فعلی کسی وقت اوس سے مخفی نہین ہو سکتی ہی۔ تو پہر ضرور ہی کہ بندہ اوس مالک کے مالک اور معبود ہونے کا خلوص قلب سے اقرار کرے۔ اور چونکہ سوا اوس کے اور جس قدر موجودات ہین وہ سب اوسی کے بندے اور اوسی کی مخلوق ہین۔ لہذا اونمین سے کسی کو معبود اور مالک ہونے کے قابل نہ تصور کرے۔ پس اگر ایسا نہ کرے گا اور اوسکی مخلوق مین سے کسی کو اپنا معبود فرض کرلے گا تو اوسکی وہی مثال ہوگی بلکہ اوس سے بھی بدتر کہ جیسے ایک غلام ہی۔ اور آقا اوس غلام کو روٹی کپڑا اور ہر ایک چیز جسکی اوسکو حاجت اور رغبت ہوتی ہی وقتاً فوقتاً دیتا رہتا ہی۔ اور اوسکو ہر طرح پر آسودہ رکھتا ہی۔ مگر وہ غلام ایسا بدگوہر اور بدسرشت ہی کہ اوس مہربان آقا کے آقا ہونے کا اعتراف نہین کرتا بلکہ اوسی آقا کے اور غلامون مین سے جو اوسکے خواجہ تاش ہین کسی ایک کو اپنا مولا قرار دے لیتا ہی۔ اور جو غلامانہ آداب و نیاز آقا کے سامنے بجا لانا چاہیے یہ بدسرشت وہی آداب و نیاز اوس اپنے خواجہ تاش کے سامنے بجا لاتا ہی۔ جسکو اس نے اپنا مالک فرض کر رکھا ہی۔ اور اوسکا اصلی آقا اوسکی

یہ سب حرکتین دیکھ رہا ہے۔ پس جیسا کہ اس بے حیا اور بد سرشت غلام کو کوئی عاقل مہذب نہین کہے گا ویسا ہی کوئی ذی بصیرت آدمی اوس شخص کو بھی مہذب اور شایستہ نہین کہے گا جو اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور جسمانی یا روحانی چیز کو اپنا معبود قرار دیتا ہے۔ یا آنکہ اوسکو حوادث اور واقعات عالم مین موثر اور متصرف مختار مانتا ہے۔ بلکہ اصل تہذیب اور بنیاد شایستگی یہ ہے کہ بندہ سب سے پہلے اپنے مالک حقیقی کو پہچانے اور اوسکی شان الوہیت مین کسی مخلوق کو شریک نہ مانے۔ اور اپنے آپ کو اوسکا ایک عاجز بندہ سمجھکر اوسکے بھیجے ہوئے حکمون کے سامنے گردن جھکائے رہے۔ هٰذَا هُوَ الْاِسْلَامُ وَ هُوَ اَصْلُ التَّهْذِيْبِ ۔

بیان اس امر کا کہ الٰہ سے کیا مراد ہے۔ اور اللہ کے سوا اور کوئی الٰہ نہین ہے اس سے کیا مقصود ہے۔

واضح ہو کہ لفظ الٰہ باعتبار اپنے ماخذ اور مصدر کے دو معنی کا محتمل ہے۔ ایک یہ کہ وہ ذات یا وہ شخص جو اپنے کمالات جلالی و جمالی کے لحاظ سے قابل پرستش کے ہو اور دوم یہ کہ وہ ذات جو اپنی بے انتہا خوبیون کے سبب سے اپنی طرف دیکھنے والون کو حیرت مین ڈالے۔ پس اگر کلمۂ توحید لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مین بلحاظ اول معنی کے الٰہ منفی سے وہ ذات مراد ہو جو اپنے جلالی اور جمالی کمالات کی رو سے قابل عبادت اور لائق پرستش تصور کی جائے۔ تو اس تقدیر پر کلمۂ شریف کے مطلب کا خلاصہ اس طور

پر بیان کیا جائے گا کہ موجودات عالم کے انواع اور اصناف اور افراد مین سے کوئی نوع اور کوئی صنف اور کوئی فرد ایسا نہین ہی جو اس قدر جلال و جمال سے آراستہ ہو۔ جسکی بنا پر وہ پوجنے کے لائق ہو سکے۔ مگر ایک ذات جسکو لفظ اللہ سے تعبیر کرتے ہین وہ بے شک و بے شبہہ ایسی ذات ہی کہ اوسکا حیرت افزا کمال اور ہوش زدا جلال اور دلربا جمال اوسکی عبادت اور پرستش پر مجبور کر دیتا ہی۔ یعنی وہی ایک ایسا ہی جس کے حسن وجمال اور جاہ وجلال کا مشاہدہ کرنے والے بیساختہ عندالمشاہدہ اپنے آپ کو اوسکے سامنے ذلیل اور خوار بنا دیتے ہین۔ اور بے اختیار اوسکی عظمت اور جبروت کے گیت گانے لگتے ہین۔ ؎

اوس نور پر سرور کا جلوہ جو دیکھ لے	تب بھی اگر نہ مانے تو مانوں گا مین اوسے

اور اگر کلمہ شریف مین الٰہ سے مراد بلحاظ معنی دوم کے وہ ذات ہو جو اپنے بیشمار اور بے مثل خوبیون کی وجہ سے اپنی طرف دیکھنے والون کو حیرت مین ڈالتی ہی تو اس صورت مین کلمۂ توحید کا خلاصۂ مضمون اس طور پر بیان کیا جائے گا کہ تمام دائرۂ وجود اور احاطۂ ہستی مین اللہ کے سوا ایسا کوئی موجود نہین ہی جو بسبب اپنی کمال درجہ آراستگی اور پیراستگی اور باعتبار بے حساب محاسن اور بے شمار محامد کے نظارہ کرنے والون کو ایسی حیرت مین ڈال دے کہ وہ اوس حیرت مین پڑکر از خود رفتہ ہو جائین۔ اور اس بے خودی کے عالم مین اپنی خاکساری اور اوسکی کبریائی کو دل سے زبان سے ہاتھ سے پانٔون سے اور بدن کے جملہ اعضا و ارکان سے ظاہر کرین۔ اور اوسکے

بواطن سکے بواطن تک مین کہین ظلمت شک اور تاریکی شبہہ باقی نہ بچجائے بلکہ تہِ دل سے اوسپر قربان اور نثار ہوجائین -
خلاصئہ کلام یہ ہی کہ آلہ سے مراد خواہ قابل عبادت اور لائق پرستش ہو اور خواہ متیحر اور بے خود کرنے والا ہو آلہ وہی ایک ہی جسکا نور پاک کل عرصئہ وجود اور میدان شہود پر جلوہ گر ہی - اور جس کا اسم مقدس اوسنام مکرم اللہ ہی نہ نیچر مین یہ لیاقت ہی کہ وہ آلہ ہو سکے - اور نہ دہر مین یہ قابلیت ہی کہ وہ خدا بن سکے - بلکہ نیچر و دہر دونون اوسکے مخلوق اور مملوک ہین - اور وہ دونون کا خالق اور مالک ہی -
نبیرگان نیچر اور فرزندان دہر پر یہ بھی واضح رہے کہ کلمئہ لا آلہ الا اللہ کے معنی اوسی وقت صفحئہ دل پر واضح اور لائح ہوتے ہین کہ آدمی ایک مدت تک اپنی شان عبودیت اور بندگی کو سنبھال کر خدا کے برگزیدہ پیغمبر حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم کے اتباع اور پیروی مین مشغول رہے اور نقش کبر و غرور اور داغ خود بینی و خود پسندی کو لوحِ دل سے مٹاتا رہے تاکہ جب مصقلئہ ریاضات سے اوس کے دل کا آئینہ زنگ حرص و ہوا سے فی الجملہ پاک و صاف ہوکر انوار قدسیہ کا مستعد ہو - اوس وقت اوسپر اپنے آلہ کی تجلیات ظاہر ہونے لگین - اور وہ سمجھے کہ یہ معنی ہین اون چار لفظون کے جنکو ایک مدت تک مین نے محض بہ تقلید زبان زد کیا تھا -

نظم

ہر شش جہت سے جبکہ برسنے لگے وہ نور	اور شان کبریائی کا ہو ہر طرف ظہور

پھر بھر گئے ہون دلمین مناہیت و سرور — اور آ گیا ہو نفس کے طغیان مین فتور
اوسوقت اگر نیا چہرۂ پر فریب و زور — اور نیز وہ جو دہر کے بیٹھے ہین پر غرور

جمع نیچری ۱۲

نانی کو اپنی یاد کرین یا کہ باپ کو
مانین گے ہم اونھین کہ وہ ہین اکفر الکفور

کنایہ از دہریہ ۱۲

اور یون تو جبکہ نفس کا آنکھون پہ ہاتھہ ہو — ابلیس نابکار دل و جان کے ساتھہ ہو
عقل و خرد کے پیر مین شہوت کا کاٹھہ ہو — اور سر پہ روح پاک کے عصیان کی گاٹھہ ہو
اور دل اسیر خواہش پنجاہ و ساٹھہ ہو — اوسوقت اگرچہ رام سا بھی گوپی ناتھہ ہو

مشکل ہی یہ کہ مانے خداوند پاک کو
دھو کر بلائین گرچہ اوسے مصحف و بو

آٹھوان مقالہ تمام ہوا۔ اور خداوند کریم کے افضال و عنایات سے امید ہی کہ ناظرین سلیم الفطرت کے واسطے موجب حق جوئی اور باعث ہدایت ہوگا۔ واللہ

هو الهادي وهو الموفق

تمت

محمد روشن خان حنفی
محمد عبد الرحمن بن حا

العبد
عبد الملک عفی بن حاجی محمد روشنخان مرحوم حنفی نقیب خورد

مطبع نظامی مین ماہ جنوری ۱۸۸۶ء کو چھپا۔

فہرست مضامین مآل التہذیب مقالہ ۸

نمبر	مضامین	صفحہ
(۱)	مذہب تہذیب کے رواج سے دین حق کا نقصان متصور ہے ۔۔۔۔۔۔۔	۱
(۲)	ممکن ہے اگر اہل تہذیب کو بطلان تہذیب اور حقیقت اسلام پر مطلع کیا جائے تو وہ بجاے تہذیب کے اسلام کی ترقی کے واسطے کوشش کرین	۵
(۳)	حقیقت و حقیت اسلام کا بیان اور اوسکے ضمن مین نقائص تہذیبیہ کا ذکر بھی مسطور ہے ۔۔۔۔۔۔۔	۷
(۴)	بیان اس بات کا کہ جملہ ادیان عالم مین سے اسلام ہی خدا کے نزدیک پسندیدہ دین ہے ۔۔۔۔۔۔۔	۹
(۵)	بیان اس امر کا کہ نزول قرآن کے وقت سے لیکر آجتک اور آجسے لیکر قیامت تک اسلام اوسی شریعت کا نام تھا اور ہے اور رہیگا جسکو شریعت قرآنیہ یا قانون قرآن کہتے ہین ۔۔۔۔۔۔۔	۱۰
(۶)	بیان اون اصول کا جنکو کل عقلا اور حکمانے تسلیم کر رکھا ہے ۔۔۔۔۔۔۔	۱۳
(۷)	اسلام کی شرح لفظی و معنوی ۔۔۔۔۔۔۔	۱۵
(۸)	حقیت اور حقیقت اسلام کا مفصل بیان ۔۔۔۔۔۔۔	۲۰
(۹)	بیان اس بات کا کہ لا الٰہ الا اللہ پر ایمان نہ لانا بد تہذیبی اور ناشایستگی ہے	۲۲
(۱۰)	بیان اس امر کا کہ الٰہ سے کیا مراد ہے اور اللہ کے سوا اور کوئی الٰہ نہین ہے	۲۴
(۱۱)	تنبیہ منظوم واسطے نبیرگان نیچر اور فرزندان دہر کے ۔۔۔۔۔۔۔	۲۷

الاسلام یعلو ولا یعلی

مقالہ نہم بابت ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنفہ عمدۃ المحققین جناب مولانا محمد قمر الدین صاحب ظلہ منجملہ مقالات سالانہ ہوا

مآل التہذیب

جو مسلمانون کو نیچر پرستون کے مکر و فریب سے اور نیچرون کو نیچر کے دھوکے سے بچانے کے لیے بہ تعمیل ارشاد حضرت مصنف مدظلہ

مطبع نظامی کانپور مین چھپا

ماہ اپریل سنہ ۱۸۸۳ء مین چھپا

مقالہ ۹
تمال التہذیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لا الہ الا ہو والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی لا نبی بعدہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین ونصر من نصر دینہ القوی القویم المتین [1]

لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ

یہ مقولہ شریفہ جو ہمارے اس مضمون کا زیبندہ عنوان ہی اسلامی دستور العقائد کا ایک مشہور دفعہ ہی جسکو ہر ایک مسلمان بلا انکار و اکراہ تسلیم کرتا ہی۔ اور عقیدہ توحید کی آزمایش اور جانچ کے واسطے بھی ایک ایسا معیار ہی جسکو ہر امی اور عالم اپنے اعتقاد توحید کے امتحان کے واسطے باسانی استعمال کرکے معلوم کرسکتا ہی کہ آیا وہ موحد ہی یا مشرک۔ اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ جب آدمی باعتبار ظاہر اس بات پر ایمان لائے کہ سواے اللہ تعالی کے اور کوئی ایسا نہیں ہی جسکی پرستش اور پوجا روا ہو۔ تو اب اوسکو کئی باتونکی تحقیق کرنا چاہیے۔

[1] ثنا و ستایش اوس خدا کے واسطے ہی جسکے سوا کوئی پرستش اور پوجا کے لائق نہیں ہی اور خدا کی رحمت اور سلامتی اوسکے نبی محمد پر ہو وہ محمد جسکے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہو سکتا خداے تعالے اونپر اور اونکے جملہ آل و اصحاب پر اپنی رحمت بھیجے۔ اور جو لوگ اوسکے دین متین کی نصرت کرتے ہین اونکی وہ خود نصرت اور یاری کرے آمین ۱۲-

اوّل یہ کہ پرستش اور پوجا کرنے سے کیا مراد ہی۔
دوم یہ کہ کن کن کامون کے کرنے اور کیسے کیسے خیالات کو صحیح مانکر دل مین رکھنے سے غیر خدا کی پرستش کا داغ دامن روح پر لگتا ہی۔
سوم یہ کہ کن کن علمی اور عملی ورزشون سے آدمی خدا پرستی کیطرف قریب اور اوسکے غیر کی پرستش سے بعید ہوتا ہی۔

امر اول کی تنقیح

عبادت اور پرستش سے یہ مراد ہی کہ کسی کو اپنے جسم وجان کا خالق اور نقد وسامان کا مالک جانکر اپنے آپکو اوسکے سامنے ذلیل اور خوار بنانا۔ اور اپنی جملہ حاجتون اور خواہشون کا پورا ہونا اوسیکے قبضۂ اقتدار مین بند سمجھکر ہمیشہ اوسکے اعطا و انعام کا امیدوار رہنا۔ اور حادثات سماوی وارضی مین اوسیکو مؤثر اور متصرف مانکر ہر ایک نافع چیز کی منفعت اور مضر کی مضرت کو اوسیکا فعل اور اوسیکا تصرف جاننا۔ پس جو کوئی اللہ تعالےٰ کو جملہ موجودات کا خالق ومالک اور عرش سے فرش تک سب جگہ اوسکو حاضر وناظر اور جنبش مژگان سے گردش آسمان تک کل حرکات سفلی وعلوی اور کلی وجزئی کا اوسیکو محرک جانکر اپنے آپ کو اوسکے سامنے بندۂ عاجز اور مخلوق ضعیف جانتا ہی۔ اور اپنی ہر ایک حاجت کا پورا ہونا اوسی کے حکم پر موقوف اور حوادث عالم مین سے ہر ایک حادثے کا حدوث اوسی کے اذن سے وابستہ پاتا ہی۔ اور نفع اور ضرر اور رنج وراحت کو اوسی کی طرف سے جانتا ہی۔ وہی موحد ہی۔ اور وہی لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ پر ایمان رکھتا ہی۔ اور جو کوئی افعال وآثار مذکورہ کو اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرتا ہی۔ مثلاً کسی کو کب آسمانی[1] یا جوہر عنصری[2]

---

[1] جیسے ستارہ پرست ۱۲ [2] جیسے آتش پرست ۱۲

کو احوال عالم مین متصرف اور مؤثر جانکر اوسکے سامنے آداب نیاز اور شعائر نماز بجا لاتا ہی یا کسی ہیکل[1] بے جان کو اپنا مالک اور داتا تصور کرکے اپنی انسانی عظمت و توقیر اوس بے حس و بے شعور تصویہ کے آگے برباد کرتا ہی۔ یا طبائع فلکیہ اور عنصریہ کو فاعل مختار اور مؤثر ذی اقتدار خیال کرکے ہر ایک جسم کی صورت نوعیہ کی نسبت اعتقاد رکھتا ہی کہ وہ اپنے افعال مخصوصہ کے صادر کرنے مین آزاد اور مختار ہی۔ اور کوئی اوسکے فعل و اثر کو نہین روک سکتا۔ مثلاً آگ کو جلا دینے کے فعل مین آزاد مطلق تصور کرتا ہی اور قُلْنَا[2] یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ پر ایمان نہین رکھتا ہی تو یہ شخص اور اسکے مذکورہ بالا تین بھائی یعنی ستارہ پرست اور آتش پرست اور بُت پرست چارون مشرک ہین۔ اور ہر چارون کی عقلون کو حماقت و سفاہت کی دیمک نے یکسان چاٹا ہی۔ اور یہ اس لیے کہ جس خدا نے اجسام اور اونکے طبائع مختلفہ کو پیدا کرکے اونہین گوناگون افعال و خواص رکھے ہین کیا کوئی عاقل اس بات کو تجویز کرسکتا ہی کہ وہی خدا اب ان طبیعتون کے اثر اور فعل کو نہین روک سکتا ہی۔ کَلَّا ثُمَّ کَلَّا[3] کوئی عاقل بشر ہو یا ملک۔ جن ہو یا کوئی دوسری مخلوق جب اس بات کو تسلیم کرلے کہ جملہ کائنات کا خالق اور موجد وہی ایک ہی جسکا نام پاک اللہ ہی۔ تو پھر وہ یہ نہین کہہ سکتا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے افعال و آثار مین تصرف نہین کرسکتا۔ اَلَا اِنَّ اللہَ یَتَصَرَّفُ فِیْ خَلْقِہٖ کَیْفَ یَشَاءُ وَیَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[4]

سلہ جیسے بت پرست ۱۲

سلہ یعنی خدا نے آگ کو کہا کہ اے آگ تو ابراہیم پر سلامتی اور خنکی ہو جا ۱۲۔ جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلتی ہوئی آگ کے تنور مین ڈالدیا تھا اور اوس وقت اللہ تعالیٰ نے آگ کو اوسکے فعل خاص یعنی احراق سے روک دیا تھا اور آگ کے شعلے اور انگارے آنحضرت علی نبینا و علیہ السلام کے واسطے مثل ایک گلزار شگفتہ کے راحت بخش و سرور افزا ہو گئے تھے۔ نیچر پرست لوگ اس بات پر ایمان و اعتقاد نہین لا سکتے اسلیے کہ اونکے نزدیک نیچر کو اوسکے افعال و آثار سے کوئی نہین روک سکتا پس یہ محال ہی کہ آگ کے نیچر کو خدا کا حکم جلانے سے روکدے و قد نشأ ھذا الاعتقاد السخیف الرکیک من ضعف ایمانھم باللہ الذی ھو علی کل شیٔ قدیر ۱۲ سلہ ہرگز نہین اور پھر ہرگز نہین ۱۲ سبحان اللہ کو غرہ یا جو تشبیہ رسم ۱۲

سلہ یعنی تم ہوشیار و بیدار ہو کر سن لو اور اسکو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق مین جسطرح چاہتا ہی تصرف کرتا ہی اور جو کچھ کرنا چاہتا ہی وہی کر دیتا ہی ۱۲ از

اب رہا وہ فرقہ جو خداے برتر کو تمام کائنات کا موجد اور پیدا کرنے والا نہین جانتا
بلکہ وہ خدا کا وجود ہی نہین مانتا۔ سو وہ فرقہ طبقۂ عقلا سے خارج ہی۔ اور ہمکو اوس کے
اقوال وافعال سے بحث ہی نہین۔ اسلیے کہ اوس فرقے کے لوگ مثل شب پرہ کور
کے ہین جو کہ آفتاب ذات وصفات کے انوار محیطہ کو نہین دیکھ سکتے۔ پس جیسا کہ شب پرہ
آفتاب کے دیکھنے سے بالطبع معذور ہی ویسا ہی یہ فرقہ بھی خداوند عالم پر ایمان لانے
سے بالطبع معذور اور محروم ہی۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ خداے علیم وحکیم نے اس گروہ
کی ساخت اور بناوٹ مین کوئی ایسی قوت ودیعت رکھی ہی جو اونکو ایسے ظاہر وباہر
نور کے دیکھنے سے مانع اور مزاحم ہی پس وہ لوگ نہ تو خود سوچکر خداوند عالم پر ایمان لا سکتے
ہین۔ اور نہ کسی دوسرے انسان کے سمجھانے سے سمجھ سکتے ہین۔ ہان اگر خداے
تعالے خود اونکو راہ راست پر لانا چاہے تو البتہ اوس صورت مین راہ پر آ سکتے ہین
فنسال اللہ تعالیٰ ان یھدینا الی الصراط المستقیم والدین القویم۔

امر دوم کی تنقیح

جن خیالات کے صحیح ماننے سے آدمی کا دل لوث شرک سے ملوث ہوتا ہی۔ اور جن
افعال واعمال کے ارتکاب سے وہ زمرۂ مشرکین مین داخل ہو جاتا ہی وہ تفصیلی طور
پر تعداد اور شمار سے زائد ہین۔ مگر شریعت اسلامیہ نے اون سبکو مجملا تین جملون مین بیان
کر دیا ہی۔ اول یہ کہ لا الہ الا اللہ۔ یعنی سواے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی قابل
اسکے نہین ہی کہ اوسکی عبادت اور پرستش روا ہو۔ اور دوم یہ کہ لا حول ولا قوۃ
الا باللہ۔ یعنی سواے خداے تعالےٰ کے اور کسی مین کسی قسم کی قوت اور طاقت
نہین ہی۔ اور سوم یہ کہ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ۔ یعنی کوئی بڑی اور چھوٹی

چیز بلا اجازت خداے برتر کے جنبش نہین کر سکتی۔

یہ تین جملے عقیدۂ توحید کے واسطے تین اصول ہین۔ پس جو خیال یا قول یا فعل ان اصول ثلاثہ مین سے کسی ایک یا زیادہ کے منافی اور مخالف ہو وہ بیشک مشرکانہ خیال یا مشرکانہ قول یا مشرکانہ فعل ہی۔ اور موحد کو اوس سے احتراز کرنا واجب ہی۔ اور جو کوئی نفس و شیطان کی پیروی کر کے ان اصول کی مخالفت پر جرأت اور دلیری کرتا ہی اور اپنی انسانی عظمت و آبرو کو کبھی نیچر جیسی عدمیۃ الشعور قوت کے سامنے۔ اور کبھی کسی ہیکل بے جان کے آگے برباد کرتا ہی۔ اور خداے تعالےٰ کے پیارے پیغمبرون کا سچا دین اختیار کرنے سے نفرت اور وحشت ظاہر کرتا ہی۔ اور اپنی قوت واہمہ اور متخیلہ کے ادراکات کو وحی و الہام الٰہی پر ترجیح دیتا ہی۔ اور خداے برتر کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ مین شیطان کے بہکانے سے شک و شبہہ کرتا ہی۔ تو اوسکو اپنے خزانۂ حافظہ مین مشمول دوسرے معلومات کے ایک یہ بات بھی رکھ لینا چاہیے کہ جب اوسکی آنکھین بند ہونگی اور وہ اس دار الغرور سے سفر کریگا اوسوقت اوسکو ایسی مصیبتون اور زحمتون کا سامنا ہوگا جنکو وہ ہرگز برداشت نہ کر سکیگا۔ اور باوجود اسکے وہ ہر روز متضاعف اور دو چند ہوتی رہینگی۔ اور ہر روز بلکہ ہر ساعت تازہ بتازہ اور نو بنو عذاب ہوگا جس سے نہ تو اُنس و الفت ہونے پائیگی اور نہ جان ہی تن سے جدا ہوگی۔ ہر دم اور ہر لحظہ تازہ تلخی اور نئی مصیبت پیش آئیگی۔ نہ اوسوقت نیچر کی تحقیق کام آئیگی۔ اور نہ کسی اور کی صدسالہ پرستش وسیلہ نجات بنیگی۔ فَاتَّقُوا یَا اُولِی الْاَلْبَابِ وَتُوبُوا اِلَی اللّٰہِ التَّوَّابِ

امر سوم کی تنقیح

بعد ازان کہ انسان کو توحید الٰہ کا اعتقاد وثوق اور رسوخ کے ساتھ حاصل ہو جائے

اور وہ اس امر کو بخوبی سمجھ لے کہ مین بندہ ہون - اور وہ جسنے مجکو اور جملہ کائنات عالم کو وجود اور ہستی کا لباس پہنایا ہی - میرا مالک اور آقا ہی - تو اب وہ اس بات کو بلا تامل قبول کرلیگا - کہ مین جیسا کہ خداے تعالے کی قدرت اور قوت کے سامنے حد سے زیادہ عاجز اور ضعیف ہون ویسا ہی میرا علم و ادراک بہی اوسکے علم و ادراک کے سامنے نہایت درجہ قلیل و حقیر ہی -

پس اب یہ بات محتاج بیان نہین کہ بندہ اپنے خدا کی پرستش اور بندگی کو اوسی وقت تک واجب و لازم سمجھیگا جب تک اوسکو اس امر کا اذعان و اعتقاد رہیگا کہ مین ہر حال مین عاجز ہون اور خداے تعالے ہر وقت ہر جگہ ہر شی پر قادر ہی - اور یہ خود ظاہر ہی کہ جس طرح پر خدا کی عبادت و پرستش کے وجوب کا اعتقاد اوسکی قدرت کاملہ پر ایمان لانے کے ساتھہ وابستہ ہی ویسا ہی اوسکے قادر و قیوم ہونے کا اذعان غیر خدا کے عاجز سمجھنے پر موقوف ہی - اسلیے کہ اگر ایک شخص سواے خداے برتر کے کسی اور چیز کو (جیسے طبیعت اور نیچر وغیرہ ١٢) جو از قسم مخلوقات ہو کل یا بعض تغیرات عالم مین بالاستقلال مؤثر اور متصرف مانتا ہو اور ہر ایک سماوی وارضی فعل کو اوسی مخلوق کیطرف منسوب کرتا ہو - تو ظاہر ہی کہ اس کم نصیب شخص کو حضرت حق جل شانہ کے وجود ہی مین کلام[1] ہوگا - چہ جاے کہ وہ ذات خداوندی کو قادر و قیوم تسلیم کرے - پس معلوم ہوا کہ خداوند عالم کی مخلصانہ عبادت اور پرستش کیطرف توجہ کرنے اور مقام عبودیت پر ثابت قدم رکھنے کے واسطے یہ عقیدہ ایک ضروری امر ہی - کہ سواے خدا کے سب عاجز اور ناتوان ہین - اور خداے تعالے جملہ افراد عالم مین سے ہر ایک پر کامل قابو رکہتا ہی - اور یا یون کہو کہ سواے اوس ایک کے

---

[1] اسلیے کہ عقلی طور پر خداے تعالے کا وجود تصرفات عالم سے ثابت ہوتا ہی پس جب ایک شخص نے قواے طبیعیہ کو مستقل طور پر عالم مین متصرف مان لیا تو اوسکے واسطے اثبات الٰہ کا کونسا راستہ باقی رہا ١٢ منہ -

جسکا نام پاک اللہ ہی کوئی دوسرا موجودات عالم اور کائنات جہان مین تصرف اور اثر نہین کر سکتا۔ اور یہی مراد ہی لا الٰہ الا اللہ سے۔ یعنی تمام ملک وجود اور عرصہ ہستی مین کوئی ایسا نہین ہی جو مستقل ور مختار ہو کر اجسام وارواح عالم مین تصرف اور تغیر کر سکتا ہو۔ اور پھر اسی مختارانہ تصرف کے لحاظ سے اوسکو قابل پرستش تسلیم کرنا بھی لازم ہو۔ مگر اللہ تعالے بیشک ایسا ہی کہ بلحاظ خالق و مالک ہونے اور باعتبار قادر و قیوم ہونے کے جملہ موجودات سماوی وارضی اور تمام کائنات آسمانی اور زمینی پر واجب ہی کہ اوسکی الوہیت اور معبودیت کا اقرار کرین اور اوسکی طاعت وعبادت کا فریضہ طوعاً اور کرہاً ادا کرین۔

پس معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ کا پہلا رکن یعنی لا الٰہ الا اللہ انسان کے دل کو وساوس شرکیہ اور خیالات و توہمات کفریہ سے محفوظ رکھنے کے واسطے ایک ضروری اور زبردست وسیلہ ہی جسکے ہوتے ہوئے آدمی کے خانہ عبودیت کی چھت مین کسی نوع کا تزلزل نہین واقع ہوتا۔ اور ساتھ ہی اسکے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگرچہ خداے تعالے کی تعظیم اور اجلال کا حق کوئی نہین ادا کر سکتا اور کسی کی مجال نہین کہ اوسکے کبریا وجبروت کا تصور کما حقہٗ کر سکے۔ مگر لا الٰہ الا اللہ پر صحیح اور خالص ایمان رکھنے والے بنسبت اون لوگون کے جو اس کلمہ پاک پر ایمان نہین رکھتے ہزارہا درجے خداوند عالم کی تعظیم اور بزرگداشت زیادہ کرتے ہین۔ اسلیے کہ ایمان والے ہر علوی اور سفلی مخلوق کا خالق اور کل آسمانی وزمینی ملکون کا مالک اور جملہ آثار سماویہ وارضیہ کا مؤثر اور تمام حرکات بلندی وپستی کا محرک اوسی ایک کو جانتے ہین جسکا نام پاک اللہ ہی۔ اور جو سب خوبیون کا مالک اور ہر ایک نوع کی قوت وقدرت کا

والی ہے۔ ایمان والے آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیارات و ثوابت کی روشنی حرکت حرارت اور برودت اوسیکی جانب سے جانتے ہین۔ اور۔ اون جملہ تصرفات و تاثیرات مین جو مجازًا اجرام علویہ کیطرف منسوب ہوتے ہین۔ اوسی کے دست قدرت کو متصرف مانتے ہین۔ اور اوسی کو بخار کا بنانے والا اور اوسیکو زمین سے آسمان کیطرف لیجانے والا اور طبقۂ زمہریریہ مین لیجاکر اوسکو بادل بنانے والا۔ اور بادل مین مادۂ برقیہ رکھنے والا۔ اور اوسمین گرج اور چمک پیدا کرنے والا۔ اور پھر بادلون مین سے پانی برسانے والا۔ اور پانی سے، مردہ زمین کو زندہ کرنے والا۔ اور پھر اوس زمین کے پیٹ سے انواع و اقسام کے نباتات اوگانے والا۔ اور نباتات مین ڈالیان اور ڈالیون مین پھول اور پھولون مین پھل اور پھلون مین رس اور رس مین مزہ اور مزے مین عجیب عجیب خاصیتین ودیعت رکھنے والا جانتے ہین۔ اور اوسیکو پہاڑون مین کانین اور کانون مین لعل اور لعل مین رنگ و روغن پیدا کرنے والا مانتے ہین۔ اور اوسیکو دریا مین سیپی اور سیپی مین موتی اور موتی مین آب و تاب رکھنے والا جانتے ہین۔ اور اوسیکو روزی دینے والا اور ہر قسم کی حاجتین اور ضرورتین پوری کرنے والا۔ یعنی بھوک کے وقت روٹی اور پیاس کے وقت پانی دینے والا تکان کے وقت نیند اور غفلت کے وقت ہوشیاری و بیداری بخشنے والا۔ اور سوائے انکے اور ہر ایک چھوٹی اور بڑی نعمت دینے والا بلکہ ہر ایک نعمت سے جو حظ اور لطف محسوس ہوتا ہے اوسکا دینے والا بھی اوسیکو جانتے ہین۔ پس ظاہر ہے کہ اس عقیدے والے لوگ جب تک اس عقیدے پر ثابت و قائم ہونگے کسی وقت اور کسی حال مین خداوند عالم کی خدائی اور خداوندی سے غافل نہین ہونے پائینگے۔ بلکہ وہ جہان ہونگے اور جس حال مین ہونگے خداوند برتر کی

کوئی نہ کوئی شان اونکے دلون پر ضرور جلوہ گر رہیگی۔ اور وہ جسقدر اس عقیدۂ توحید
مین مہارت اور مزاولت بڑہاتے جائینگے اوسیقدر اونکے دلون پر سے حجابات[1]
طبعیہ اور رسمیہ دور ہوتے جائینگے۔ اور اونکی بصیرت باطنی کے سامنے سے غبار
بشریت اور گرد غفلت یکسو ہوتی جائیگی۔ اور روز بروز بلکہ ساعت بساعت اور دم
بدم اوسکے جلال وجمال کے انوار اونکو شیئاً فشیئاً اپنی طرف کھینچتے رہین گے۔ یہانتک کہ
رفتہ رفتہ اونکے دلون پرسے پردے اوٹھ جائینگے اور وہ اپنے مبدأ فیاض کے بحار انوار
مین غرق ہو کر زندۂ جاوید ہو جائین گے۔ ع اللہ اللہ میکنی اللہ شوی ٭ سے یہی مراد ہے
اور برخلاف اہل توحید کے دوسرے مذاہب والے لوگ عموماً اور اہل طبیعت ورابنای
نیچر خصوصاً خدائے تعالیٰ کو سوائے چند گنی ہوئی چیزون کے جنمین سے بعض کا وجود
فرضی اور بعض کا خیالی ہے اور کسی مخلوق کا خالق اور کسی اثر کا مؤثر اور کسی موجود کا
موجد نہین مانتے۔ کوئی اللہ تعالےٰ کی خالقیت اور مالکیت کو عقل ودل ہی مین منحصر جانتا ہے
اور کوئی اوسکی خدائی کا حق صرف چند پرانی روحون پر ثابت کرتا ہے۔ اور کوئی اوسکی قدرت
اور حکمت کا ظہور محض نیچر اور طبیعت کے وجود مین دیکھتا ہے۔ اور باقی جملہ اشیاے عالم اور
موجودات علویہ اور سفلیہ مین خاص خاص طبیعتون کو مؤثر اور متصرف جانتا ہے۔ اور ظاہر ہے
کہ جس شخص کے دماغ مین یہ خبط سمایا ہو کہ وہ ہر ایک مخلوق کے واسطے ایک جداگانہ خالق
اور ہر ایک موجود کے لیے ایک جدید موجد اور ہر ایک اثر مین ایک علحدہ مؤثر اور ہر ایک
حرکت کا ایک نیا محرک اور ہر ایک حادث کے واسطے ایک تازہ محدث قرار دیتا ہو تو یہ ناممکن
ہے کہ اوسکے دل پر انوار توحید کا پرتو پڑے۔ اسلیے کہ اوسکو اپنی عمر کے زمانۂ محدودہ مین

[1] حجابات طبعیہ اور رسمیہ وغیرہ کا بیان آگے آئیگا ان شاء اللہ تعالےٰ ۱۲۔

عالم کے غیر متناہی عجائبات کے غیر متناہی خداؤن اور لاانتہا موجودون کے دیکھنے بھالنے اور سوچنے سمجھنے سے اسقدر فرصت کہان ہی کہ وہ گھڑی بھر بھی اس بات کو سوچے کہ جو قوت و قدرت کا مالک ہی اور تمام کائنات و موجودات کے واسطے مبدا اور مصدر ہی۔ اور ہر ایک مکان مین ہر وقت یکسان حاضر و ناظر ہی اور گوکہ مجکو اور میرے باپ دادا پردادا وغیرہ کو نیچر ہی نے بنایا ہو اور نیچر ہی نے پرورش کیا ہو مگر جب نیچر کو اوسنے بنایا ہی تو وہ ہمارے خدا کا خدا یعنی دادا خدا ہوا۔ پس چاہیے کہ مین ظاہر و باطن مین اوسکو پوجون اور اوسکی جمالی اور جلالی تجلیات کو ہر ایک شی مین مشاہدہ کرون اور اوسی کے عالمگیر انوار سے اپنے دل کے حجرۂ تنگ و تاریک کو روشن کرون۔ اور اوسی کی شمع جمال بے مثال پر اپنے دل کو پروانہ وار تصدق کردون۔ اس لیے کہ جب مین خلوص کے ساتھ اپنے دل و جان کو اوس کریم و رحیم کی طلب و تلاش مین ہلاک کردونگا تو وہ بیشک کرم و رحم کی نظر سے میری طرف دیکھے گا۔ اور ایک ہی نگاہ سے مجکو اوس درجۂ عزت کو پونہچا دیگا کہ تمام عالم کے چھوٹے بڑے نیچر اور نیچری میرے سامنے دست بستہ ہو کر حاضر رہینگے اور بغیر میری اجازت اور اذن کے کسی نوع کی حرکت اور جنبش نہ کر سکین گے۔ نہ آفتاب میرے حکم بغیر کسی شی کو روشنی اور حرارت دے سکیگا۔ اور نہ زمین بلا میری اجازت کے اپنے عجیب و غریب نباتات کو اوگا سکے گی۔ مین ہی اوپر اور نیچے دونون جگہ حکمران ہونگا۔ اور جملہ علویات اور سفلیات کا حیرت آمیز تاج میرے ہی سامنے ہوگا۔ یہ سب شموس و سیارات طائفین (طواف کرنے والے ۱۲) ہونگے اور مین ہی انکا مطاف (طواف کی جگہ ۱۲) ہونگا۔ تمام اجسام و ارواح ارباب حاجات ہون گے اور مین اون سبکا قبلۂ حاجات اور کعبۂ مرادات ہونگا۔ یہ سب پروانے ہونگے اور مین شمع ہونگا

اور یہ تمام آفتاب پرست ہونگے اور مین آفتاب ہونگا۔ مگر نیچر پرستی کا مذاق ابنای نیچر کے دلون اور دماغون پر ایسا غالب ہوا ہے کہ وہ مذکورۂ بالا باتون کو جو رموز حقیقت ہین از قسم محالات تصور کرتے ہین۔ اور انصاف یہ ہے کہ وہ لوگ معذور ہین اسلیے کہ جب اونھون نے اپنے آبائی روحانی یعنی انبیا علیہم السلام کی پیروی اور تقلید کو چھوڑکر اپنی ناتمام عقلون کا اتباع اختیار کرلیا اور جو کچھ اونکے قیاس تنگ اور اندیشۂ تاریک مین آتا گیا اوسکو ممکن اور اوسکے ماسوا کو ناممکن تصور کرتے گئے اور نیز اخلاق واعمال مین سے جو کچھ اقتضاے نفسانی کے موافق اور مقاصد فانیہ کے مساعد دیکھا اوسکو داخل دستور العمل کرتے گئے۔ اور جو اعمال وعادات مطالب دنیویہ اور مرادات نفسانیہ کے حصول مین کارآمد نہ معلوم ہوئے اونکو از قسم لغویات تصور کرکے پس پشت ڈالتے گئے۔ اور خداے تعالے کے عجائب مقدورات روحانیہ کو جنکے وجود پر انبیا علیہم السلام نے یکے بعد دیگرے کئی کئی مرتبے گواہی دی تھی اور پھر اونھین عجائبات کے تحقق اور ثبوت کو اولیاے اُمت نے اپنے مشاہدات باطنیہ سے مُصَدَّق اور مُوَکَّد کیا تھا یہ لوگ از قبیل اساطیر الاولین[1] خیال کرتے رہے اور آخر اسی ٹیڑھی چال سے رفتہ رفتہ خود بینی اور خود پسندی کے تیرہ و تاریک گڑھے مین جا گرے اور شومی قسمت سے جب ایک مدت تک اونھین اندھیرے کھنڈرون مین پڑے پڑے مانوس ہوگئے اور وہان سواے اپنے چند ہمجنسون کے اور کسی کو نہ دیکھا تو سمجھے کہ ہم لوگ نردبان نیچر پرستی اور آزادی پر ترقی کرتے کرتے اب ایسے بلند مقام پر آگئے ہین کہ دنیا کی سب قومین غایت پستی کے سبب سے ہماری

---

[1] اساطیر الاولین۔ اساطیر جمع ہے اسطورہ کی اور اسطورہ جھوٹی کہانی کو کہتے ہین پس اساطیر الاولین سے مراد وہ جھوٹی کہانیان ہین جو اگلے زمانے سے لوگون کی زبانون پر چلی آتی ہین یا اونکی کتابون مین لکھی ہین ۱۲۔

آنکھون سے غائب ہو گئی ہین - اور حال آنکہ اگر اونکو اُس تاریک مکان مین جسکو وہ عرش بریں جان رہے ہین تھوڑی دیر کے واسطے بھی شمع اسلام دکھائی جاوے تو اونکو بخوبی معلوم ہو جاوے کہ اونھون نے نیچر پرستی اور آزادی کی وجہ سے جو ترقی کی ہی وہ اوپر سے نیچے کو ہی -

پس اب جبکہ اونھون نے دائرۂ امکان کو اونھین حدود مین محدود کر لیا جنمین اونکی ناتمام فکرین اور ناقص عقلین محدود تھین تو ناچار اونکو علوم انبیا علیہم السلام کی نسبت شک اور تعجب واقع ہوا - اور جب ایک مدت تک اس شک نے اونکے آزاد اور آوارہ دماغون مین پرورش پائی اور حضرت بے نیاز و مبدأ فیاض نے اسوجہ سے کہ وہ انبیا علیہم السلام کی باتون پر دل ہی دل مین تمسخر کرتے تھے اور کلمات قدسیہ کو جھوٹے ڈھکوسلے بتاتے تھے اور معجزات ظاہرہ اور آیات باہرہ کو از قبیل انیاب الاغوال[1] تصور کرتے تھے اپنی عنایت خاص کی نظر اونسے اوٹھالی - اور جیسا کہ وہ آزادی کے خواہشمند تھے ویسا ہی اونکو آزاد اور خود سر کر دیا - اور جب وہ اس خودسری کے نشے مین بالکل چور ہو گئے تب وہی پرانا شک جسکو اونھون نے اپنی جدید و لذیذ قیاسات کی متواتر غذاؤن سے پرورش کیا تھا انکار کی صورت مین نمودار ہوا - اور اب اس عالم انکار مین جیسا کہ معہود ہی انبیا علیہم السلام کے جملہ بیانات جنکا ادراک اونکی عقلون کے اندازے سے باہر تھا محال اور ناممکن معلوم ہوئے - اور اپنے اسی زعم باطل کو صحیح سمجھکر تمام عالم کو خبط اور گمراہی کی طرف منسوب کرنے لگے - وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّھُمْ ھُمُ الضَّالُّوْنَ الْمُکَذِّبُوْنَ[2]

---

[1] انیاب جمع ناب ہی اور ناب بڑے دانت کو کہتے ہین اغوال جمع غول ہی اور غول بھتنے کو کہتے ہین - پس انیاب الاغوال کے معنے ہوئے بھتنون کے بڑے بڑے دانت اور یہ کنایہ ہی اون چیزون سے جنکا وجود محض خیالی ہی اور اونکی کچھ اصلیت و [illegible] ۱۲ منہ

[2] اور خدا خوب جانتا ہی کہ خود وہی لوگ گمراہ ہین جو کہ اوسکے بھیجے رسولون کو جھوٹا بتاتے ہین ۱۲

وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ وَنَسْأَلُ اللّٰهَ الْكَرِيْمَ اَنْ يَّهْدِيَهُمْ اِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ وَنَفَعَنَا وَاِيَّاهُمْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ فَاِنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

یہ اوس کلمہ شریف کا دوسرا جز ہی جسکی روشنی سے لاکھون اور کرورون بھولے بھٹکون نے اپنی منزل مقصود کا سیدھا راستہ پایا ہی۔ اور جسکی تیز شعاعون سے عرش سے فرش تک تمام عالم گرم اور روشن ہوگیا ہی۔ اور جسکی ہیبت سے شیطان مع اپنی ذریات کے صدہا سال تک گوشہ گمنامی مین پڑا رہا ہی۔

اللہ تعالے کیطرف سے سب آدمیون کو حکم ہی خواہ گورے ہون یا کالے اجلاف ہون یا اشراف عبید ہون یا احرار۔ اور جہلا ہون یا علما وغیرہم وغیرہم کہ وہ حضرت محمد مصطفے علیہ وعلے آلہ السلام کو (جمع عبد بمعنی غلام ۱۲) اپنے خالق ومالک کا فرستادہ اور پیغام رسان مانین اور او سنے جو جو پیغامات سنائے ہین اون سب کو یکسان صحیح جانین۔ اور سر مو شک نہ کرین اور اون پیغامون مین جو واجب التعمیل احکام واقع ہوئے ہین اونکی اطاعت اور بجا آوری کے واسطے نیاز و اخلاص کے ساتھہ سر جھکاوین۔ اور جو کچھہ اس نبی صادق ومصدوق کی زبان حقائق ترجمان سے صادر ہوا ہی خواہ وہ انسانی قیاس کے اندر ہو یا باہر اوسکو صحیح وصادق مانکر منتظر رہین کہ وہ عنقریب ظاہر اور منکشف ہونیوالا ہی

جب ایک سلیم الفطرۃ آدمی ہنے زبان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور دل مین اسکے معنی کو اسطرحپر سوچا کہ گو اس عالم مین ایسی بہت سی چیزین ہین جو باعتبار اپنے ظاہری حسن وجمال یا عزت وجلال یا قوت وکمال کے قابل تعظیم اور لائق تکریم معلوم ہوتی ہین

سلہ مگر وہ اپنی کجفہمی کے سبب اپنی گمراہی کو سمجھہ نہین سکتے اور ہم خدای کریم سے درخواست کرتے ہین کہ وہ اونکو سیدھی راہ دکھائے اور ہمکو مع اونکے قرآن مجید سے نفع مند فرمائے (اور امید ہی کہ وہ یہ دعا قبول کریگا) اسلیے کہ وہ بڑا بخشنے والا اور اپنے عاجز بندون پر شفقت اور بہت کرم

مگر پرستش اور پوجا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی جائز نہین رکھی گئی ہی۔ تب اوسکے دل مین یہ سوال ضرور پیدا ہوگا کہ جب ایسے عجیب وغریب کارخانے مین کہ جہان پر ہزارہا چیزون کی نسبت بنابر اونکی عجائب کاری کے معبود ہونے کا گمان ہوتا ہی سوائے ایک ذات پاک کے اور سبکی پرستش حرام کردی گئی ہی۔ تو ضرور ہی کہ اس واجب عبادت کی تعلیم وتلقین کے واسطے اور اوس ناجائز پرستش سے نفرت دلانے کے واسطے ایک ایسا شخص ہو جو اسرار حقیقت سے پورا واقف ہو۔ اور پھر خدا کی طرف سے اسی تعلیم وتلقین پر مامور ہو۔ اور نیز ذاتی طور پر ایسا ہو کہ اوسکو آدمیون سے مجانست اور موانست بھی ہو۔ تاکہ لوگ اوس سے مانوس ہوکر فیضیاب ہون۔ ورنہ ممکن نہین ہی کہ اس عجائب خانہ دنیا مین ہر آدمی بلکہ کوئی آدمی معبود حق کو معابید باطلہ سے اور مقامات عبادت و عبودیت کو مراتب تعظیم وتکریم سے ممتاز کر سکے۔ اسلیے کہ ہر انسان اپنی ذاتی عقل و بصیرت سے جس روحانی یا جسمانی چیز کو انواع واقسام کمالات سے آراستہ وپیراستہ دیکھیگا اوسیکو تعظیم اور پرستش کے لائق سمجھلیگا۔ اور منجملہ اہل کمال واہل جلال و جمال کے جسکو سب سے زیادہ کامل اور زیادہ جلیل وجمیل پائیگا اوسی کے سامنے منتہیٰ درجے کی تعظیم کو عمل مین لائیگا۔ رکوع وسجود اور قیام وقعود اور جملہ آداب نیاز اور شعائر نماز اوسی کے سامنے بجا لائیگا۔ اور حالآنکہ وہ جسکے سامنے یہ کرتب کرتا ہی وہ اللہ نہین ہی اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے واجب الایقان کلمے کے رو سے اللہ کے سوا کسی کے سامنے غایت درجے کی فروتنی اور تذلل روا نہین ہی۔ پس انسان کیا کرے اور اِلٰہ حق کی معرفت اور اوسکی عبادت اور پرستش کے آداب اور حدود کس سے جاکر سیکھے۔ اس ذہنی سوال کے جواب مین ارشاد ہوا کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

یعنی محمد اللہ تعالےٰ کے فرستادہ ہین اور اونکو جملہ اولین و آخرین کے علوم دے کر لوگون کے پاس بھیجا ہی کہ وہ سب کالے اور گورون کو عبودیت اور بندگی کے آداب اور عبادت و پرستش کے عمدہ اور سنجیدہ طریقے تعلیم فرمائین - پس جس کسیکو اپنے خالق و مالک کی صحیح عبادت اور خالص توحید کا طریقہ معلوم کرنا منظور ہو اور نیز اپنی انسانی ماہیت کے اون لطائف اور کمالات پر مطلع ہونا مقصود ہو جو مبدأ فیاض نے اوسکی ذات مین ودیعت رکھے ہین تو وہ خدا کے رسول برحق محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وسلم) کے پاس جاوے - اور اگر آپکا زمانہ نہ پائے تو آپکے صحیح جانشینون کے پاس جائے اور اونکو بھی نہ پائے تو قرآن مجید کیطرف رجوع لائے - اور اگر بعض مجملات قرآنیہ کی تفصیل اور تفسیر کا حاجتمند ہو تو احادیث نبویہ اور آثار صحابہ و تابعین کی طرف متوجہ ہو - اور اثناے مطالعہ کلام نبوی مین اپنے آپکو نہایت کم علم اور اپنے اون قیاسات کو جو وحی الٰہی کے منافی اور مخالف ہین بنہایت ناہموار و نادرست خیال کرے - جب کوئی شخص اپنی ازلی سعادت کی مساعدت سے ایسا کریگا وہ بیشک اپنی ہستی اور وجود کے نتیجہ بیش بہا سے برخوردار ہوگا - اور جو کوئی بنابر اقتضاے شقاوت ازلی اس صراط مستقیم سے اعراض کرکے اپنی ناقص عقل اور ناتمام فکر کو جو معرفت الٰہی کے میدان مین اسپ لنگ اور مرغ بے پر ہی اپنا امام اور رہنما بنالیگا وہ ہرگز ثمرۂ حیات سے متمتع نہوگا - فباللہ التوفیق وبیدہٖ الھدایۃ الی التحقیق ولاریب فیہ ان لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم -

تمت المقالۃ التاسعۃ بعون اللہ واحسانہ وحسن توفیقہ

العذر عند کرام الناس مقبول

ناظرین تا آل التہذیب کی خدمت مین گذارش ہر کہ شیوع مقالات تا آل التہذیب مین جو تراخی اور تاخیر واقع ہوئی ہر اوسکا منشا اور سبب سوا سے مصنف کی پریشان حالی اور نا بکاری کے اور کوئی امر نہین ہر۔ اور مواعید مندرجۂ اعلان کے خلاف جو کچھ ظہور مین آیا وہ بھی میری ہی جانب سے ظہور پذیر ہوا ہر۔ اور صاحب مطبع کو اس تقصیر اور تساہل مین میرے ساتھہ کسی نوع کی مشارکت و مساہمت نہین ہر۔ بلکہ مطبع کیطرف سے مطالبۂ مسودات تا آل التہذیب کی بابت جسقدر خطوط میرے پاس آئے ہین اگر اونکا ایک ثلث بھی بیان پر نقل کیا جائے تو ناظرین کو پڑھتے پڑھتے ملال آجائیگا۔ مگر چونکہ بعض ناظرین تا آل التہذیب نے اس باب مین صاحب مطبع کو مطعون کیا ہر۔ اور حقیقت حال یہ ہر کہ صاحب مطبع اس معاملۂ خاص مین بالکل بے قصور ہین۔ لہذا مین اونکے اون چند خطوط کا خلاصۂ مضمون اس مقام پر لکھتا ہون جو اونھون نے مسودۂ تا آل التہذیب کے نہ پہونچنے پر آزردہ ہو کر میرے پاس بھیجے ہین تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ صاحب مطبع اس تقصیر تاخیر سے بالکلیہ بری تھے۔ اور جن بزرگوارون نے اونکو مطعون کیا ہر وہ خطا پر ہین۔ پس چاہیے کہ صاحب مطبع سے معافی طلب کرین

خلاصۂ مضمون خطوط جناب محمد عبد الرحمن خان صاحب مالک مطبع نظامی مرقومۂ ۳۰ جمادی الاخری سنہ ۱۳۰۴ ہجری سے بنام کمترین محمد قمر الدین مصنف تا آل التہذیب

اشاعت تا آل التہذیب کے واسطے قریب تین ہزار کے اشتہار شایع ہوئے۔ اور

چالیسؔ کی یا کچھہ کم وبیش بحساب دو روپیہ سالانہ آمد ہوئی - اور اب سال تمام ہوگیا اور ابتک صرف سات مقالے شایع ہوئے - اور جن لوگون کی طرف سے پیشگی قیمت جمع ہوگئی ہی چونکہ اونکے پانچ مقالے باقی ہین وہ سخت تقاضا کرتے ہین اور ہمکو اونھون نے تیر ملامت کا ہدف بنا رکھا ہی - جسکے جو دل مین آتی ہی وہ لکھتا اور کہتا ہی اور آخر سُننا پڑتا ہی - آپ ہمکو اس مصیبت سے نجات دلوائیے -

الراقم

محمد عبدالرحمن - ۳۰ جمادی الاخری سنہ ۱۳۰۴ھ

خلاصہ مضمون خط مرقومہ ۱۱ شعبان سنہ ۱۳۰۴ ہجری

بقیہ مقالات تاٰل لتہذیب کی بابت بعض خریدار صاحبون نے ہمکو جو جو خلعت پہنائے ہین اور پہنا رہے ہین اور جو جو الفاظ سُنائے ہین اور سُنا رہے ہین - وہ سب سُننے پڑتے ہین - اگر آپکو اوسکی تکمیل سے نا امیدی ہوگئی ہو تو اطلاع دیجیے کہ جن صاحبون کی طرف سے پیشگی قیمت جمع ہوگئی ہی - اونکو اونکا روپیہ واپس کرکے عقب گذاری کرائی جاوے فقط -

الراقم

محمد عبدالرحمن - ۱۱ شعبان سنہ ۱۳۰۴ھ

خلاصہ خط مرقومہ یکم رمضان سنہ ۱۳۰۴ ہجری

تاٰل لتہذیب کی بابت اکثر شکایت کے خطوط آتے ہین اور ہم حیران ہین کہ کیا

جواب لکھین - کوئی ایسی تدبیر کیجیے کہ بقیہ مقالات کے مسودات جلد مرتب ہو کر کے پونہچین - ہکو خدا کے واسطے دغابازی فریب دہی اور کذابی سے نجات دلوایئے اور اگر آپ سے نہین ہوسکتا تھا تو آپنے یہ بار گران کیون اپنی گردن پر لیا تھا فقط

خلاصہ خط مرقومہ ۲ ار مضان ۱۳۰۴ ہجری

(یہ خط میرے خط کے جواب مین ہے)

آپنے تاخیر تاال لتہذیب کی بابت جو عذر فرمایا کہ باوجود نہونے کسی مانع کے تکرر تاال لتہذیب مین توقف ہوجاتا ہے - اور مین خود حیران ہون کہ ایسی تعویق اس امر مین کیون ہوتی ہے - سو اسکے جواب مین مَین یہ کہتا ہون کہ میری شامت اعمال سے یہ توقف ہو رہا ہے - کہ مجکو مخلوق کی زبانون کے زہر آلود تیر کھانے نصیب ہین اور اب چارون طرف سے ملامت اور اتہام کے تیر ہمپر آرہے ہین - اور کوئی چارہ نہین ہے - اور آپنے ارسال مسودات کی نسبت جو جو وعدے کیے تھے اونمین سے کوئی ایک بھی پورا نہوا - ہم لوگ سخت بلا مین مبتلا ہو گئے ہین - اگر آپکے پاس کوئی ایسا نسخہ ہو کہ جس سے تیر ملامت اور سنان طعن بے اثر ہو سکے تو مرحمت کیجیے کہ ہم اوسکو استعمال کر کے سب کچھ سنتے رہین - اور آیندہ آپ کو ارسال مسودات کی نسبت کچھ تکلیف نہ دین فقط

یہ پچھلا خط جو کہ خود جناب محمد عبد الرحمٰن خان صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے بہت طویل ہے - اور اوسمین اول سے آخر تک کہین صراحۃً اور کہین کنایۃً سودات تاال لتہذیب کا تقاضا ہے - اور نیز لوگون کی بدگوئی اور اتہام کا شکوہ ہے مجھسے اس زمانے کے بھائیون سے عموماً - اور پھر تاال لتہذیب کے ناظرین سے

خصوصًا اور اونمین سے بھی اون صاحبون سے خاصکر زیادہ شکایت ہی جو مالک مطبع نظامی کی شکر گذاری کی جگہہ شکوہ سرائی کرتے ہین - اور جس عام منفعت کے کام مین صاحب مطبع مقروض اور زیر بار ہورہے ہین اور انواع و اقسام کی مصیبتون اور زحمتون کا مقابلہ کر رہے ہین اوسکے فیضان پر نظر نہین کرتے ہین - اور کبھی اس امر کو نہین سوچتے ہین کہ اس زمانہ فاسد مین کہ جملہ کارخانجات عموماً اور اور چھاپے خانے خصوصًا محض دنیا کمانے کی غرض سے قائم ہورہے ہین صرف نظامی مطبع ہی ایسا ہی کہ جسمین ہمیشہ وقتًا فوقتًا دین کی ضرورات وقتیہ کا انتظام ہوتا رہتا ہی - پس چاہیے تو یہ تھا کہ سب مسلمان بھائی متفق ہوکر مطبع ہذا کی قوت و عزت کو ترقی دیتے اور اوسکے ناموس و نمود کو ہر روز پہلے سے زیادہ بڑھاتے مگر افسوس ہی کہ برعکس اسکے وہ کارروائیان عمل مین آتی ہین جنسے اس اسلامی مطبع کی رہی سہی آبرو کو بھی صدمہ پہونچتا ہی - چہ جاے کہ اوسکو ترقی ہو - اول تو خود میری ہی سستی اور سہل انگاری مطبع کی ناموری مین داغ لگانے کے واسطے کافی تھی - اور پھر اوسپر بھائیون نے بدگمانی کو کام مین لاکر اور بھی اضافہ کردیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ -

مین تو اول اپنے خدا سے اور پھر جناب خان صاحب مالک مطبع سے اپنی اوس غفلت کی نسبت معافی چاہتا ہون جس سے ناموس مطبع کو صدمہ پونچا ہی - اور دوسرے بھائیون کو اختیار ہی کہ وہ بھی معافی کی درخواست کرین - یا انکہ اپنے ظنون غیر واقعیہ کو واقعی تصور کرکے اس بیجا دل آزاری کو بجا ہی سمجھتے رہین اور معاف کروانے کی ضرورت ہی نہ سمجھین - وَاللّٰہُ الْھَادِیْ وَھُوَ الْمُوَفِّقُ لِلْخَیْرِ

مباحثهٔ نیچر و اسلام

دوش با نیچر و اسلام شده گفت وشنید / هر یکی داشت جداگانه براهین و حکم

هر یک از دعوی خود معرکهٔ جنگ آراست / همچو آن روسی و رومی که ستیزند بهم

گفت نیچر که منم حامی دین اسلام / گفت اسلام که بر من ز تو صد جور و ستم

گفت نیچر بتو نزدیک ز خصمت دورم / گفت اسلام ز قرب تو مرا بعد اتم

گفت نیچر من و تو متحدم در باطن / ظاهرا با تو هرگونه خلافی دارم

لیکه از جبه و دلق تو چها زور و ریا / لیکه از شمله و دستار تو صد پیچش و خم

این چه دستار چه تسبیح چه دلقت در بر / این چه تقلید چه تعظیم بزرگان امم

این چه پابندی رسم و رهِ دقیانوسی / این چه مشغولی اذکار وظیفهٔ مبهم

نه دران دین و دیانت نه دران خوی خلوص / نه دران خلق و مروت نه دران بوی کرم

نه دران مهر بنی نوع نه همدردی قوم / نه دران حفظ و مراعات حقوق باهم

گفت اسلام که ای دشمن قوم اسلام / مدح دین را مکن اینسان بمذمت منضم

گر ز تلبیس لباس تو شمارم رقمی / بی گمان دفتر پارینه توان کرد رقم

اینچه پتلون چه بوت این چه کلاه دمدار / این چه جاکت چه گلوبند چه چوبی سر خم

این چه آموختی از قوم نصاری طرزی / این چه آویختی بر سر چوب یهودان پرچم

گو بظاهر تو کنی دعوی اسلام ولی / در حقیقت شدی از امت ابن مریم

وعظ آزادیت انداخته در دین رخنه / شد ز تفسیر تو صد فتنه بپا در عالم

روی تکفیر در آئینهٔ اسلام آری / در تاویل کشائی بکلام محکم

گاه نصرانی و گه فلسفی و گاه یهود / گاه در زیر کنی زمزمه و گاه به بم

آن معانی که تو خواهی بصد آزادی طبع / نه خدا خواست مراورا نه نبی اکرم

شاد و آزاد بزی خود تو اگر بنده نئی / بنده در سلسلهٔ بندگی ست ای همدم

یا مشو بنده و گر نام خودت بنده کنی / نشکنی بند شریعت که بود مستحکم

عاقبت یافته اسلام ظفر بر نیچر / آخر اسلام شده نائل و نیچر ابتر

[illegible]